سوانح عمری

سوانح عمری اہلبیت النبی الابرار

المعروف بہ

خصائص عترۃ اہل البیت الطاہرہ

اس کتاب میں احکام خلافت و فضائل حضرت علیؑ ابن ابیطالب و فاطمہ زہرا و امامین حسنینؑ علیہم الصلوۃ والسلام و تمام خصائص و کمالات اخلاقی و تمدنی و معاشرتی و دیگر واقعات و چند نصائح

و ۱۲۵ سوا سو فیصلہ عدالتی حضرت امیرؑ کے از

ابتداء ولادت مبارک تا دم رحلت شریف از کتب صحاح ستہ و مستدرک و بیہقی و استیعاب و الاصابہ فی الصحابہ و طبقات ابن سعد و تاریخ خلفا سیوطی و تاریخ ابو الفدا و صواعق محرقہ و کنز العمال و مسند امام احمد وغیرہ

سے ضبط قلم کئے گئے ہیں جن کتب سے مضامین درج کئے ہیں انکا حوالہ صفحہ جلد بھی دیا گیا ہے اور عربی عبارات کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے اب یہ کتاب فضائل اہلبیت اطہار پر جامع و حاوی ہو گئی ہے جو اسکے قبل کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی

جو دنیا میں انکی یادگار ہوگی

ماللہم انصر و اعز عساکرہ

دعون الودود شرح

و فارالاسلام عطیات سلطانی و عثمان البیان سیرۃ النبی آحار ... عجائب البیان لغات العرب ... السعف ...

خط الرسول و معدن التقیا فی سیرۃ الانبیاء و عثمان اللغات و احکام القرآن

اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن

پتہ مصنف کتاب محلہ میر چوک ... دکان

الحمد للہ الذی جعل الانسان سمیعا بصیرا و ارسل محمدا صلی اللہ علیہ و سلم بشیرا و نذیرا و علی اصحابہ الذین طہرہم تطہیرا فابتدئت من خصائص الاربعۃ لاہل کساء الاطہرۃ

نسب نامہ حضرت علیؑ بن ابیطالب

علیؑ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ::

ولادت علی علیہ السلام اندرون کعبہ یوم جمعہ

ان علیا ولدتہ امہ بجوف الکعبۃ شرفہا اللہ تعالی وھی فضیلۃ خصہ اللہ تعالی بہا وذلک ان فاطمۃ بنت اسد رضی اللہ عنہا اصابہا شدۃ الطلق فادخلہا ابوطالب الی الکعبۃ فطلقت طلقۃ واحدۃ فوضعتہ یوم الجمعۃ

تاریخ ولادت

فی ... یمن الرجب ثلاثین من عام الفیل بعد ان تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... سنین وام علی اول ہاشمیۃ ولدت ہاشمیا اسلمت وھاجرت و ... وترک فی قبرھا نزھۃ المجالس لعبد الرحمن الصفوری جلد ۲ صفحہ ۱۵۹

اسمیں شک نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپکی والدہ ماجدہؓ نے اندرون کعبہ جنا ہے۔
یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے اصل واقعہ یوں ہے کہ جب آپکی والدہ مرحومہ کو درد زہ کی سختی
شروع ہوئی تو ابو طالب نے آپ کو بیت اللہ کے اندر داخل کر دیا۔ وہاں نہایت سہولت سے
زچگی ہو گئی۔ یہ جمعہ کا دن دس ماہ رجب سنہ ۳۰ عام فیل تھی تین سال بعد تزویج آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت علی رضی اللہ کی والدہ ہاشمیہ تھی اور ہاشمی کو جنی اور
مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ مدینہ کو ہجرت کی مدینہ میں انتقال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
آپ کو کفن دفن کیا اور اپنی قمیص مبارک میں آپکو کفن دیکر قبر میں بھی خود اُتارا اور جنہوں نے یہہ
بیان کیا ہے کہ اسلام نہیں پایا سراسر غلط ہے۔ کذا فی کتاب اصابہ فی صحابہ جلد ۸ صفحہ ۱۶۰

آپکی والدہ مرحومہ کی تجہیز و تکفین

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ اَسَدِ بْنِ ہَاشِمٍ کَفَّنَہَا
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَمِیْصِہٖ وَصَلّٰی عَلَیْہَا وَکَبَّرَ عَلَیْہَا سَبْعِیْنَ تَکْبِیْرَۃً
وَنَزَلَ فِیْ قَبْرِہَا فَجَعَلَ یُوْمِیْ فِیْ نَوَاحِی الْقَبْرِ کَاَنَّہٗ یُوَسِّعُہٗ وَیُسَوِّیْ عَلَیْہَا وَخَرَجَ مِنْ
قَبْرِہَا وَعَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ وَحَثَا فِیْ قَبْرِہَا فَلَمَّا ذَہَبَ قَالَ لَہٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
رَاَیْتُکَ فَعَلْتَ عَلٰی ہٰذِہِ الْمَرْاَۃِ شَیْئًا لَمْ تَفْعَلْہُ عَلٰی اَحَدٍ قَالَ یَا عُمَرُ اِنَّ ہٰذِہِ
الْمَرْاَۃَ کَانَتْ اُمِّیَ الَّتِیْ وَلَدَتْنِیْ اِنَّ اَبَا طَالِبٍ کَانَ یَصْنَعُ الصَّنِیْعَ وَتَکُوْنُ
لَہُ الْمَاْدُبَۃُ وَکَانَ یَجْمَعُنَا عَلٰی طَعَامِہٖ فَکَانَتْ ہٰذِہِ الْمَرْاَۃُ تَفْضُلُ مِنْ
کُلِّہٖ نَصِیْبًا فَاَعُوْدُ فِیْہِ وَاِنَّ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَخْبَرَنِیْ عَنْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ
اَنَّہَا مِنْ اَہْلِ الْجَنَّۃِ وَاَخْبَرَنِیْ جِبْرَائِیْلُ اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِکَۃِ
یُصَلُّوْنَ عَلَیْہَا مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۰۸

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب آپکی والدہ مرحومہ کا انتقال ہوا

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں ستر تکبیرات پڑھیں و قبر میں اتارا۔ اور قبر کے اطراف اشارہ فرمایا گویا قبر کو کشادہ فرمارہے ہیں۔ جب باہر تشریف لائے تو آپ کے آنسو بہتے تھے۔ اور مٹی قبر پر برابر کرتے جاتے۔ جب واپس تشریف لے چلے تو عمر بن خطاب نے عرض کیا اے رسول اللہ آپ نے اس عورت کے ساتھ ایسا برتاؤ فرمایا جو کسی سے نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا اے عمر یہ عورت میری ماں تھی۔ جس نے مجھ کو جنا ہے۔ تحقیق ابوطالب کار و بار کرنے اور وہ کثیر العیال تھے۔ سب کو ساتھ لیکر ایک جگہ کھانا کھاتے اور یہ عورت ہمیشہ میرے لئے کچھ بچا رکھتی۔ جب میں باہر سے آتا تو وہ بچا ہوا کھانا مجھ کو دیتی۔ اور بے شک جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو میرے رب سے خبر دی ہے کہ یہ عورت اہل جنت سے ہے۔ اور یہ بھی خبر دی ہے کہ اس عورت کی نماز جنازہ پر ستر ہزار فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ **فائدہ** حضرت ہاروںؑ کی نماز جنازہ میں ستر ہزار راہب تھے۔

فائدہ جلیلہ

حضرت علی و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسب میں دونوں برابر ہیں۔ صرف فرق اتنا ہے کہ آپ ابوطالب کے صاحبزادے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ کے او حضرت عبداللہ و ابوطالب دونوں عبدالمطلب کے صاحبزادے ہیں اور دونوں ہاشمیت و قرشیت میں برابر ہیں ابوطالب کا نام عبدمناف اور عبدالمطلب کا نام شیبہ بن ہاشم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سب سے سابق الاسلام ہونا

قَالَ عَبْدُاللہِ بن عبّاس وَاَنس وَزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعۃٌ اَنَّہٗ

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَنَقَلَ بَعْضُهُمُ الْاِجْمَاعُ عَلَیْهِ۔ تاریخ الخلفاء عن ابی یعلی وغیرہ

عبداللہ بن عباس و انس بن مالک و زید بن ارقم و سلمان فارسی اور ایک جماعت صحابہ وغیرہ سے اس پر متفق ہیں کہ مردوں میں علیؑ ابن ابیطالب اور عورتوں میں خدیجہ کبریٰ سب سے سابق اسلام ہیں۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَاَسْلَمْتُ یَوْمَ الثُّلَثَاءِ وَکَانَ عُمْرُهٗ حِیْنَ اَسْلَمَ عَشَرَ سِنِیْنَ وَقِیْلَ تِسْعٌ وَقِیْلَ ثَمَانٍ دُوْنَ ذٰلِكَ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۴

حضرت علیؑ خود بھی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کو مبعوث ہوئے اور میں سہ شنبہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوا۔ صرف ایک ہی شب درمیان ہے۔ اور جس وقت آپ مشرف با سلام ہوئے اُس وقت آپ کی عمر شریف دس برس کی تھی بعض نے آٹھ سال بھی بیان کی ہے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں محرم سے محرم تک سال کا حساب ہوتا ہے۔ اور اول آخر کسرات کو شمار نہیں کرتے اور جو اول آخر کے ماہ کو شمار کرتے ہیں اُس حساب سے دس برس ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی ولادت دس رجب کو ہے۔ ینابیع المودہ صفحہ ۱۴۶۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَبِی الْهُذَیْلِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ مَا اَعْرِفُ اَحَدًا مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَبَدَ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرِیْ عَبَدْتُ اللّٰہَ قَبْلَ اَنْ یَّعْبُدَهٗ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ تِسْعَ سِنِیْنَ۔ نسائی ارجح المطالب

حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں کسی ایک کو بھی نہیں جانتا ہوں کہ اُسنے بعد نبی کریم عبادت کی ہو سوا میرے قبل نو سال یعنی پہلے آنحضرت کی بعد خدیجہ بعد علیؑ

رسول اللہ اور علی دونوں پر ملائکہ کا درود پڑھنا

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ صَلَّتِ الْمَلَائِکَةُ عَلَیَّ وَعَلٰی عَلِیٍّ لِاَنَّا کُنَّا نُصَلِّیْ وَلَیْسَ مَعَنَا اَحَدٌ۔ الاصابہ فی الصحابہ

تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ مدید تک میرے اور علی دونوں پر ملائکہ درود پڑھتے تھے۔ کیونکہ بجز ہم دونوں کے کوئی بھی نماز پڑھنے والا نہ تھا۔

حضرت علیؑ کا سب سے بڑھکر عالم ربانی اور مشہور در بہا و مقرر و زاھد ہونا

اَحَدُ الْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِیِّیْنَ وَالشُّجْعَانِ الْمَشْهُوْرِیْنَ وَالزُّهَّادِ الْمَذْکُوْرِیْنَ وَالْخُطَبَاءِ الْمَعْرُوْفِیْنَ تاریخ الخلفا صفحہ ۹۴

حضرت علیؓ ایک فرد ہیں علماء ربانیوں میں اور مشہور بہادروں میں ہیں اور انتہٰی کے زاہد ہیں اور معروف مقرر ہیں۔

حضرت علیؓ نے قرآن مجید جمع کیا اور آنحضرتؐ پر پیش کیا۔

وَاَحَدُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَعَرَضَهٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تاریخ الخلفاء صفحہ ״

آپ بھی منجملہ اُن کے ہیں جنھوں نے قرآن جمع کیا۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا۔

فائدہ

سوال ایا یہ وہی قرآن ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں جمع ہو چکا تھا۔ کیونکہ ایک جماعت کثیرہ حضرات امامیہ سے اس طرف گئے ہیں کہ قرآن مجید میں اکثر حصہ فضائل اہل بیت میں تحریف ہو گیا ہے۔ یہ خلاف عقل دعوٰی بلا دلیل ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اہل بیت اپنے زمانہ خلافت میں اُس کی تکمیل کر لینے کونسا امر مانع تھا۔ امامیہ کی بڑی معتبر تفسیر مجمع البیان کی جلد اول صفحہ ۵ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جو قرآن مجید اس وقت موجود ہے یہ ہی ہے جو آنحضرت پر بارہا پڑھا گیا ہے۔ اور ایک جماعت نے اُسی کو حفظ کیا منجملہ اُن حفاظ کے عبداللہ بن مسعود و ابیّ بن کعب وغیرہ ہیں۔ اور جن امامیہ نے اسکے خلاف بیان کیا ہے وہ حشویہ ہیں۔ اُن کے قول وفعل کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور اس وقت تک جس قدر امامیہ کی تفسیریں ہیں وہ اسی قرآن کی تفسیریں ہیں۔

اور سب سے اعلیٰ دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ جملہ آیات قرآن مجید چھ ہزار چھ سو سولہ ہیں (۶۶۱۶) اور کلمات ستتر ہزار نو سو تینتیس ہیں (۷۷۹۳۳) اور حروف کی تعداد تین لاکھ تیس ہزار چھ سو اکتر ہیں (۳۰۳۶۷۱) دیکھو ترجمہ تفسیر اتقان جلد ۱ صفحہ ۱۷۱

حضرت علیؓ کے رسول اللہؐ سے کثرت روایات

رُوِیَ لَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسَمِائَۃِ حَدِیْثٍ وَسِتَّۃٌ وَّثَمَانُوْنَ حَدِیْثًا۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۶۵

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانسو چھیاسی احادیث روایت کی ہیں اور مسند امام احمد میں قریباً سات سو کے آپ کے مرویات ہیں۔

حضرت علیؓ نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا

وَمِنْ کَرَامَتِہٖ کَانَ یَتَعَرَّضُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ فَیَمْنَعُہَا مِنَ السُّجُوْدِ لِلصَّنَمِ اِذَا اَرَادَتْ ذٰلِكَ النسفی فی نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۶۲

منجملہ کرامات حضرت علی کے یہ بھی ہے کہ آپ نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ اور اپنی والدہ کے شکم میں بھی اپنی والدہ کو بتوں کے سجدہ سے منع فرماتے جب کبھی وہ ارادہ سجدہ بت کا کرتی۔

حضرت امیر کی کمال وسعت علمی و کثرت روایات

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ وَاللّٰہِ مَا نَزَلَتْ آیَۃٌ اِلَّا قَدْ عَلِمْتُ فِیْمَا نَزَلَتْ وَاَیْنَ نَزَلَتْ وَعَلٰی مَنْ نَزَلَتْ اِنَّ رَبِّیْ وَهَبَ لِیْ قَلْبًا عَقُوْلًا وَّلِسَانًا نَاطِقًا۔

کنز العمال وغیرہ۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی۔ کہ میں اُس کو نہ جانتا ہوں کس کی بابت اُتری ہے۔ اور کہاں اُتری ہے اور کس پر اتری ہے۔ اور کس کے حق میں اُتری ہے۔ میرے رب نے مجھ کو قلب معقول اور لسان ناطق عطا فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِی الفضیل قَالَ قَالَ عَلِیٌّ سَلُوْنِیْ عَنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اٰیَۃٍ اِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُ بِلَیْلٍ نَزَلَتْ اَمْ بِنَہَارٍ اَمْ فِیْ سَہْلٍ اَمْ فِیْ جَبَلٍ۔ ابن سعد

ابو فضیل کا بیان ہے۔ حضرت امیر نے فرمایا جو کچھ تم کو کتاب اللہ کے متعلق دریافت کرنا ہو وہ مجھ سے دریافت کرلو۔ کیونکہ اس میں کوئی آیات نہیں ہے کہ میں اس کو نہ جانتا ہوں۔ کہ یہ آیت رات کو اُتری ہے یا دن کو اور میدان میں اتری ہے کہ جنگل میں۔

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَوْسٍ وَجَارِیَۃِ بْنِ قدامۃ اسعدی اَنَّھُمَا حَضَرَا عَلِیًّا یَخْطُبُ وَھُوَ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ فَاِنِّیْ لَا اُسْئَلُ عَنْ شَیْئٍ دُوْنَ الْعَرْشِ اِلَّا اَخْبَرْتُ عَنْہُ: کنزل الاعمال۔

مسلم بن اَوسِ و جاریہ بن قدامہ اسعدی یہ دونوں حضرت امیر کے پاس آئے اور آپ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اثناء خطبہ میں آپ فرماتے تھے جو کچھ تم کو دریافت کرنا ہو وہ مجھ سے دریافت کرلو۔ قبل اِس کے کہ پھر تم مجھ کو نہ پاؤ۔ بیشک میں نہیں پوچھا گیا سوائے عرش رحمٰن کے مگر میں نے اُس کی خبر دی ہے۔

عَنْ سعید بن المسیّب قَالَ مَاکَانَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ غَیْرَ عَلِیِّ بن اَبِیْ طَالب۔ عبد البر۔ از کنزل الاعمال۔

سعید بن مسیب روایت کرتا ہے کہ صحابہ میں ایک بھی ایسا نہیں پایا گیا

کہ وہ کہے ہر ایک مسئلہ مجھ سے دریافت کر لو۔ سوائے امیر علیہ السلام کے۔

حضرت کا اقرار ربوبیت واستقامت

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ قُلْ رَبِّیَ اللّٰہُ قُلْتُ رَبِّیَ اللّٰہُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ قَالَ لِیَہْنِکَ الْعِلْمُ یَا اَبَا الْحَسَنِ لَقَدْ شَرِبْتَ الْعِلْمَ وَنَہِلْتَہٗ نَہْلًا۔ کنز العمال

حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے عرض کی کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیے تو آپ نے فرمایا پہلے تو ربوبیت کا اقرار کر پھر تو اس پر ثابت قدم رہ میں نے کہا رب میرا اللہ تعالیٰ ہے اور نہیں توفیق میری مگر اللہ تعالیٰ پر اور بھروسہ اُسی پر ہے۔ پھر آنحضرت نے فرمایا اے ابو الحسن تو نے علم کو مستحکم کر لیا اور علم کو تو نے پی لیا اب تو کبھی نہیں بھولنے کا۔

عَنْ عَلِیٍّ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَتَعِیَہَا اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَہَا اُذُنَکَ یَا عَلِیُّ فَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا فَنَسِیْتُہٗ۔ کنز العمال۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں وَتَعِیَہَا اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ کی تفسیر میں آنحضرت نے فرمایا میں نے خدا سے سوال کیا کہ میں واقعات نوح کو یاد رکھوں پھر میں کبھی نہیں بھولا۔ جو آنحضرت سے سُنا ہے۔

حضرت علیؓ کا یمن پر عہد قضات

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بَعَثْتَنِیْ وَاَنَا شَابٌّ اَقْضِیْ بَیْنَہُمْ وَلَا اَدْرِیْ مَا الْقَضَاءُ

فَضَرَبَ صَدْرِیْ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَالَ اللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَ ثَبِّتْ لِسَانَہٗ فَوَالَّذِیْ خَلَقَ الْحَبَّۃَ مَا شَکَکْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنَ اِثْنَیْنِ ۔ مستدرک و تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۶

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے مجھ کو یمن کو روانہ فرمایا۔ کہ میں اُن میں قضات کروں۔ میں نے عرض کیا آپ تو مجھ کو قاضی بنا کر بھیجتے ہیں لیکن میں تو نوجوان ہوں۔ کیونکر اُن میں فصل خصومات کا تصفیہ کر سکونگا۔ حالانکہ میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے میرے سینے پر مارا اور فرمایا اے اللہ اس کے قلب کو ہدایت دے اور زبان کو ثابت رکھ۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ سے درخت پیدا کیا ہے پھر مدعی و مدعی علیہ کے فیصلہ میں کبھی مجھ کو دشواری نہیں ہوئی۔

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ قِیْلَ لَہٗ مَا لَکَ اَکْثَرَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثًا قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ اِذَا سَأَلْتُہٗ اَنْبَانِیْ وَ اِذَا سَکَتُّ اِبْتَدَانِیْ تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۶

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کسی نے مجھ سے دریافت کیا آپ کی اس قدر کثرت روایات حدیث کیوں ہیں بہ نسبت دوسرے صحابہ کے آپ نے فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ جب میں آنحضرت سے کچھ دریافت کرتا تو آپ مجھ سے حدیث بیان فرماتے اور جب میں چپ ہو جاتا تو آپ خود مجھ سے حدیث بیان فرماتے۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلِیٌّ اَقْضَانَا ۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۶۶۔

حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں علیؓ تو ہم میں بہت ہی بڑا عالم ہے۔ علم قضات میں۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَتَعَوَّذُ بِاللّٰہِ مِنْ

مُعْضِلَۃٍ لَیْسَ فِیْہِ اَبُوالْحَسَنِ ۔

سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت عمر خدا سے پناہ مانگتے تھے۔ اُس مجلس سے جس میں ابوالحسن نہ ہوں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ اِلَّا عَلِیٌّ رض ۔ تاریخ الخلفا۔

حضرت عمر بن الخطاب فرماتے ہیں صحابہ میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ کہے مجھ سے ہر ایک مسئلہ دریافت کرلو۔ مگر علی رض ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ عَلِیًّا ذُکِرَ عِنْدَھَا فَقَالَتْ اَمَّا اِنَّہٗ اَعْلَمُ مَنْ بَقِیَ بِالسُّنَّۃِ ۔

حضرت عائشہ رض کے نزدیک جب کبھی حضرت علی رض کا ذکر کیا جاتا تو آپ فرماتی ایا علی وہ تو بہت بڑا عالم ہے بقیہ سنت کے جاننے والوں میں سے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِذَا حَدَّثَنَا ثِقَۃٌ عَنْ عَلِیٍّ یُفْتِنَا لَا نَعْدُوْہُ ۔

عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں جب ثقہ شخص ہم کو علی رض بن ابی طالب سے حدیث بیان کریگا تو ہم اُس کے قبول کرنے میں ہرگز دریغ نہ کرینگے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ (زوجۃ النبی) قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ لَا یَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ تاریخ الخلفا

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ رہیگا کبھی جُدا نہ ہونگے۔ یہاں تک یہ دونوں مجھ سے حوض کوثر پر آملیں گے۔

فائدہ جلیلہ

حضرت امیر کی کثرت روایات کی تعداد جو تاریخ الخلفا میں بیان کی گئی پانسو چھیاسی (۵۸۶) اور مسند امام احمدؒ میں چھ سو چوالیس ہے سمعاً (۶۴۴)

آپ کے شاگردوں کی تعداد

امام حسنؑ و امام حسینؑ و محمدؒ حنفیہؒ وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن الزبیر وابوموسیٰ اشعری وابوسعید خدری وزیدؓ بن ارقم وجابرؓ بن عبداللہ وابوامامہ وابوہریرہ اور بہت سے صحابہ ہیں رضی اللہ عنہم۔

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا۔ ترمذی انس بن مالک آنحضرت سے کہتا ہے کہ آپ نے فرمایا میں تو حکمت کا گھر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے۔

عن عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَاب۔ مستدرک وصواعق۔

حضرت علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سمعاً روایت کرتا ہے کہ آپ نے میرے حق میں فرمایا میں تو علم کا مدینہ ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے۔ پس جو علم کو چاہے وہ دروازے پر جائے۔ اس میں شک نہیں کہ آنحضرت کو علم اولین وآخرین من اللہ عطا ہوا۔ آپ کے بعد علی رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔

اور اس حدیث کو بزار طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں اور اسی طرح عقیلی و ابن عدی و ترمذی نے نقل کیا ہے۔ و لیکن قد اضطرب الناس فی ھذا الحدیث یعنی عن عبد اللہ بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم و علیٌّ بابھا فمن اراد العلم فلیأت الباب۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۷۔

فیہ ابو الصلت عبد السلام لیس بثقۃ و قال الدارقطنی خبیث قال الذہبی فی الخلاصۃ العجب من الحاکم وجرئتہ فی تصحیح ھذا الحدیث وامثالہ من البواطیل و فی اسنادہ احمد بن عبد اللہ بن یزید الحرانی ھذا دجال کذاب و فی صواعق المحرقۃ ان ذلک الحدیث مطعون فیہ و علی تسلیم صحتہ او حسنہ ابو بکر محرابھا معارضۃ بخبر الفردوس انا مدینۃ العلم و ابو بکر اساسھا و عمر حیطانھا و عثمان سقفھا و علی بابھا و ھذہ صریحۃ ظاھرۃ لا شک فیہ۔ صواعق و غزالی فی کتابہ و من المصنف فان سلمنا ان الاساس والحیطان والسقف اعلی من الباب و فیھا استحکام المدینۃ ولا بد للمدینۃ بالاساس والحیطان والسقف ولکن الباب فیہ کثیر من المنفعۃ بالدخول والخروج و حفاظت الدار و غیرھا ظاھرۃ ولا شک ان علیّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ داوم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المھد الی اللحد لہ علم الاولین والآخرین ولم یقل احدٌ من الصحابۃ سلونی غیر علی بن ابی طالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اعلم امتی من بعدی علیُّ بن ابی طالب

بعض خصائص علی رض بن ابی طالب علمیہ و فضلیہ

عن عبد اللہ بن عباس قال کانت لعلیٍّ ثمانَ وعشرۃ منقبۃً ماکان لاحدٍ من ھٰذہٖ الامۃِ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط از تاریخ الخلفا صفحہ ۶۶

عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ علیؓ کے لئے اٹھارہ خصائص ایسے ہیں کہ اُمّت محمدیہ میں کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال عمر بن الخطاب لقد اعطا علیًا ثلاث خصالٍ لان یکون لی خصلۃٌ منھا احبّ الیّ من ان اعطی حمر النعم فسئل وما ھی قال تزوّجہ ابنتہ فاطمۃ وسکناہ المسجد لا یحلّ لی فیہ ما یحلّ لہ والرّایۃ یوم خیبر۔ تاریخ الخلفا

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب تاسف سے فرماتے تھے کہ علی میں تین خصائص ہیں سے مجھ کو ایک بھی نصیب ہوتی تو میں اُس کو سُرخ اونٹ سے زیادہ پسند کرتا۔ کسی نے دریافت کیا وہ تین کیا ہیں۔ فرمایا ایک تو آنحضرت نے اپنی صاحبزادی فاطمہ سے اُسکی شادی کردی۔ دوم بجز میرے اُسکو سکونت کی جگہ دی مسجد میں سوم جنگ خیبر کے دن اُس کو نشان جنگ عطا ہُوا۔

عن علیٍّ قال ما رمدت ولا صدعت منذ مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجھی وتفل عینی یوم خیبر حین اعطانی الرّایۃ رواہ احمد وابو یعلی بسند صحیح تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۶

حضرت علی فرماتے ہیں نہ تو کبھی میری آنکھیں دُکھیں اور نہ عقل میں فتور آیا جب سے آنحضرت نے اپنا لب مبارک میری آنکھوں میں لگایا۔ اور دن خیبر کے لوائے جنگ مجھ کو عطا ہُوا۔

جبکہ امت محمدیہ میں اختلاف پیدا ہوگا تو علیؑ اُس کا تصفیہ کریگا

عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت تبین لامتی ما اختلفوا فیہ بعدی مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۲ ۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے علی کے لئے فرمایا جب میری اُمت میں میرے بعد اختلاف واقع ہوگا تو علیؑ اسکا فیصلہ کریگا۔

من احب علیاً و ابغضہ

عن امّ سلمۃ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انّہ قال من احب علیاً فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیاً فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ تاریخ الخلفا از طبرانی صفحہ ۶۶

حضرت ام سلمہ زوجہ آنحضرتؐ سے روایت کرتی ہیں کہ آپنے فرمایا جسنے علی کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا۔ جس نے مجھ کو دوست رکھا اُس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے علی سے بغض کیا اُس نے مجھ سے بغض کیا جس نے مجھ سے بغض کیا اُس نے خدا کو ناراض کیا۔

عن علی قال دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فیک مثلاً من عیسٰی ابغضتہ الیہود حتی بہتوہ امہ واحبتہ النصارٰی حتی انزلوہ بالمنزل الذی لیس بہ الا و انہ یہلک فی اثنان محب مفرط یفرطنی بما لیس فی و مبغض یحملہ شانی علی ان یبہتنی رواہ بزار وابویعلی والحاکم ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا علی تیری

مثال مثل عیسٰی کی ہے۔ یہود نے اُن سے اِس قدر بغض کیا کہ اُن کی والدہ کو تہمت لگائی۔ اور نصاریٰ نے اس قدر محبت کی کہ جو اُن کے لائق نہ تھی۔ (یعنی خدا کا بیٹا بنایا۔) خوب یاد رکھو اِنسان کو دو چیزیں ہلاک کرتی ہیں۔ ایک تو حد سے زیادہ محبت اور اسی طرح بغض۔ اسی طرح حضرت امیر علیہ السلام کی محبت میں حد سے متجاوز نہ ہونا چاہیئے۔

عَنْ انس بن مالك قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ۔ مستدرک۔

انس بن مالک آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے علی کو ایذا دی اُس نے مجھ کو ایذا دی۔

عن عمرو بن شاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ مستدرک۔

عمر بن شاش آنحضرت سے روایت فرماتا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے علی کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا۔ اور جس نے علی کو دشمن رکھا اُس نے مجھ کو دشمن بنایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ

عن اُمِّ سلمۃ قَالَتْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ وَمَنْ سَبَّنِیْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰہَ تَعَالٰی۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ و نسائی صفحہ ۵۴۔

حضرت ام سلمہ زوجۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے سُنتے ہوئے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا جس نے علی کو گالی دیا اُس نے مجھ کو گالی دیا۔

جس نے مجھ کو گالی دیا اُس نے خدا تعالیٰ کو گالی دیا۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قَالَ لَاتَسُبُّوْا عَلِیًا فَاِنَّہٗ مَمْسُوْسٌ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۴۲۔

ابوسعید حذری آنحضرت سے روایت کرتا ہے اور آپ نے فرمایا علی کو تم گالی نہ دو کیونکہ وہ ذات الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔

عن بکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ عن ابیہ قال جاء رجل من اھل الشام فَسَبَّ عَلِیًا عند عباس غَضَبَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ مستدرک۔

روایت ہے کہ ایک شخص شام سے آیا اُس نے حضرت علی کو گالی دیں۔ تو عبداللہ بن عباس نے اُس کو ڈانٹا۔

حضرت علیؓ کے خاص مراتب و درجات

عَنْ بُرَیْدَۃَ قال قال صلے اللہ علیہ وسلم علی اصلی وجعفر فرعی طبرانی کنز

بریدہ آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا علی تو میری اصل ہے اور جعفر فرع ہے۔

عَنْ جَعْفَرٍ اَنَّہٗ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ لَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ۔

جعفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنتے ہوئے کہتا ہے علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں اور میری دیون و امانات کوئی نہیں ادا کرے گا مگر علیؓ۔

عن عائشۃ بنت سعد قالت سَمِعْتُ اَبِیْ یقول قال رسول اللہ صلے اللہ عَلَیْہِ وسلم یوم الجمعۃ وَاَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ قَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ وَلِیُّکُمْ قَالُوْا صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللہِ ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِ

عَلِيّ وَرَفعهما فقال هٰذا وَلِيّ وَالمُؤَدِّي عَنِّي وَاِنَّ اللّٰہ مُوَالِيٍ مَنْ وَالاہُ
وَعَادِيٍ مَنْ عَادَاہُ مستدرک ونسائی صفحہ ۷

عائشہ بنت سعد اپنے باپ سے سُنتے ہُوئے روایت بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر خطبہ فرمایا۔ خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا اے لوگو میں تمہارا دوست ہوں۔ سب نے عرض کی کہ حضرت آپ سچ فرماتے ہیں آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کر کے فرمایا یہ میرا دوست ہے اور میری طرف سے احکام الٰہی کو پہنچانے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُسکا والی ہے جو علی کو دوست رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ اُسکا دشمن ہے جو علی کو دشمن رکھے۔

حضرت علی کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے

عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلے اللہ وسلم النظرُ اِلیٰ عَلِيّ عِبَادَۃٌ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ وطبرانی ۔ کنزالعمال ۔

عمران بن حصین آنحضرت سے سمعاً کہتا ہے کہ آپ نے فرمایا علی کی طرف نظر بھی عبادت ہے۔ لیکن اِس حدیث میں علما نے موضوع ہونے میں بہت بحث کی ہے آخر الامر حسن لغیرہ کہا ہے۔ اور حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں صحیح کہا ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ عَلَیہِ وَسلّمَ النَّظرُ اِلیٰ وَجہِ عَلِيّ عِبَادَۃٌ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ و الطبرانی۔

عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صلے اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَلنَّظرُ اِلیٰ وَجہِ عَلِيّ عِبَادَۃٌ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۳۰ ۔

حضرت عائشہ آنحضرت سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا علی کے

کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اِنَّ عَلِیًّا تقاتِلُ عَلٰی تاوِیلِ القُراٰنِ۔

عن ابی سعید الخدری قال اِنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اِنَّکَ تُقَاتِلُ عَلَی القُراٰنِ کما قاتلتَ علی تنزیلہ اخرجہ احمد والحاکم کنز جلد ۵ صفحہ

ابو سعید خدری آنحضرت سے روایت کرتا ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی تحقیق تو قرآن کی تاویل پر قتل کریگا جیسے تم نے قرآن کے نزول پر قتال کیا ہے۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔

عَنْ عَائشۃ قالت قَال رَسُوْل اللہ صلے اللہ عَلَیہِ وسلم مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ابن ماجہ صفحہ ۱۲

حضرت عائشہ آنحضرت سے سمعًا روایت کرتی ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا جسکا میں مولا ہوں پس علی بھی اُس کا مولا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں مولا سے اسلامی محبت مراد ہے۔ جیسے ذٰلِکَ بِاَنَّ اللہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ ترجمہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے اور کافروں کا دوست نہیں ہے۔ لغت میں اَلْوَلِیُّ ضِدُّ الْعَدُوِّ یعنی ولی ضد ہے دشمن کی۔ اَلْمَوْلٰی۔ اَلْمُعْتِقُ وَالْمُعْتَقُ بکسر التاء وفتحہا وَابنُ الْعَمِّ وَالنَّاصِرُ وَالْجَارُ وَالْحَلِیْفُ صحاح جوہری میں مولا کا معنی غلام کو آزاد کرنے والا اور غلام آزاد کیا گیا ہوا۔ اور چچا کا بیٹا اور ناصر مددگار پڑوسی حلیف وغیرہ بیان کیا ہے اور یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ حضرت علی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اِبْنُ الْعَمّ ہیں۔ اور مصباح المنیر میں اَلْمَوْلٰی اِبْنُ الْعَمِّ۔ وَالْمَوْلٰی الْعَصَبَۃُ وَالْمَوْلٰی النَّاصِرُ وَالْمَوْلٰی الْحَلِیْفُ یعنی مولا کے معنی چچا کا بیٹا مولی عصبہ مددگار

و حلیف ہے ۔ اور قاموس میں اَلْوَلِیُّ الْمُحِبُّ وَالصَّدِیْقُ وَالنَّصِیْرُ آیا ہے ۔
اور حضرات شیعہ کہتے ہیں مولیٰ سے مراد یہاں اولی بالتصرف ہے اور اہل تسنن
کا یہ جواب ہے خلافت حضرت علی میں کس کو کلام ہے مگر احادیث بالا و لغت
عرب سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بلا فصل
حضرت علی خلیفہ ہوں گے اور ایک روایت ہے

عَنْ حَبْشِیْ بن جنادۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قال اللّٰھُمَّ
اَشْھَدْ لَھُمْ اَللّٰھُمَّ قَدْ بَلَغْتُ ھٰذَا اَخِیْ وَ اِبْنُ عَمِّیْ وَصِھْرِیْ اَبُوْ وَلَدِیْ کنز العمال
جلد ۳ صفحہ ۳۲ ۔

حبشی بن جنادہ آنحضرت سے روایت کرتا ہے ۔ کہ بتحقیق آپ نے فرمایا اے
اللہ تو گواہ ہوجا ان کا اے اللہ میں نے پہنچادیا ہے کہ یہ علی میرا بھائی اور چچا کا بیٹا
اور داماد اور میرے فرزندوں کا باپ ہے ۔

عَنْ عبد اللہ بن عمر عن النبی صلے اللہ عَلَیْہِ وَسلم قال مَنْ یکُنْ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
مَوْلَاہُ فَاِنَّ ھٰذَا مَوْلَاہُ یعنی عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ ۔
کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۲ ۔

عبد اللہ بن عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپ فرماتے
تھے کہ جو اللہ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے وہ علی کو بھی دوست رکھے ۔
اے اللہ تعالیٰ تو اِس کا دوست ہوجا جو علی کا دوست ہو ۔ اور دشمن ہوجا جو علی
کا دشمن ہو ۔

عَنْ زَیْدِ بن ارقم عن النبی صلے اللہُ عَلَیْہِ وَسلم اَنَّہٗ قَالَ مَنْ کُنْتُ
وَلِیُّہٗ فَعَلِیٌّ وَلِیُّہٗ ۔ ترمذی ۔ نسائی ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ
زید بن ارقم آنحضرت سے رواست کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا جس کا

میں ولی ہوں اُس کا علی بھی ولی ہے ۔

فائدہ جلیلہ بحث غدیر

اور ترمذی میں ابو شریحہ نے اور زید بن ارقم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔جسکا میں مولا ہوں اُس کا علی بھی مولا ہے اُس کو امام احمدؒ نے چند روایتوں اور طبرانی نے بھی متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے ۔ اور امام احمدؒ نے ابو الطفیل سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک مکان کے صحن میں لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر کے دن میری نسبت کیا فرمایا تھا ۔تیس ۳۰ افراد اُن میں اُٹھ کھڑے ہوئے ۔گواہی دی کہ ہمارے سامنے آنحضرت نے فرمایا تھا ۔کہ جس کا میں مولا ہوں اُسکا علیؓ بھی مولا ہے ۔ اے الٰہی جو علیؓ سے محبت رکھے آپ بھی اُس سے محبت رکھ ۔جو علیؓ سے دشمنی رکھے آپ بھی اُس سے دشمنی رکھ ۔ تاریخ الخلفاء ص ۶۵

قول النبیؐ لعلیؓ انت منی وانا منک مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۰

آنحضرت نے علیؓ بن ابی طالب کو فرمایا اے علیؓ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں یعنی نسب حسب و اخلاق و فضل میں بعد نبوت برابر ہیں ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن عباس عن النبی صلی اللّٰہُ علیہ وسلم قال یا اُمّ سُلیم اِنَّ عَلِیًّا لَحْمُہٗ مِنْ لَحْمِی وَدَمُہٗ مِنْ دَمِی وَھُوَ مِنّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی ۔ کنز العمال وغیرہ ۔

عبد اللہ بن عباس آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے ام سلیم کو مخاطب کر کے فرمایا اے اُم سلیم بیشک علی کا گوشت پوست میرا گوشت پوست ہے ۔

اور علی کا خون میرا خون ہے اور علی کی قدر منزلت میرے نزدیک مثل ہارونؑ و موسیٰؑ کے ہے۔ یعنی ہم دونوں چچیرے بھائی ہیں۔

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ

عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ رواہ ترمذی وابن ماجہ ونسائی:

حبشی بن جنادہ آنحضرت سے سمعار وایت کرتا ہے کہ آپنے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ::

مَنْ اَطَاعَ عَلِیًّا فَقَدْ اَطَاعَنِیْ

عن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلّے اللہُ علیہ وسلم من اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللہُ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللہ وَمَنْ اَطَاعَ عَلِیًّا فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصَا عَلِیًّا فَقَدْ عَصَانِیْ۔۔ اس حدیث کو مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ میں بیان کیا ہے۔

ابی ذر رض سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے میری پیروی کی بیشک اُس نے خدا کی پیروی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔ اور جس نے علیؑ کی اتباع کی اُس نے میری اتباع کی۔ اور جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اُس نے بیشک میری نافرمانی کی۔

وَعن علی بن ابیطالب اِنِّیْ لَسْتُ بِنَبِیٍّ وَ لَا یُوْحٰی اِلَیَّ وَلٰکِنْ اَعْمَلُ بِکِتَابِ اللہِ وَسُنَّتِ نَبِیِّہٖ صلے اللہ عَلَیْہِ وَسلّم مَا اسْتَطَعْتُ فَمَا اَمَرْتُکُمْ بِہٖ بِطَاعَۃِ اللہِ فَحَقٌّ عَلَیْکُمْ طَاعَتِیْ اَحْبَبْتُمْ اَوْ کَرِھْتُمْ اَوْ

بِمَعْصِيَةٍ اَنَا وَغَيْرِی فَلَا طَاعَتَ لِاَحَدٍ فِیْ مَعْصِيَةِ اللّٰہِ اِنَّمَا الطَّاعَۃُ فِی الْمَعْرُوْفِ ۔ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۶ ؀

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ میں تو نہ نبی ہوں اور نہ آنحضرتؐ نے مجھ کو وصیت فرمائی ہے ۔ لیکن میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرتا ہوں ۔ جہاں تک میرے سے ہو سکتا ہے ۔ اور میں جو تم کو کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے مطابق حکم کروں تم اُس کو ضرور مانو ۔ یہی میری اطاعت ہے گو تم کو پسند ہو یا ناپسند ہو ۔ اگر میں معصیت کا حکم کروں تو تم ہرگز اُس کو نہ مانو کیونکہ اطاعت امر معروف نیک کاموں میں ہوتی ہے

امیر علیہ السّلام ہر ایک مومن کے ولی ہیں

عن عبد اللہ بن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی بن ابی طالب اَنتَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ استیعاب جلد ۲ صفحہ ۵۷ ؀

عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے ۔ کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کے لئے فرمایا میرے بعد علی تو ہر ایک مومن کا ولی ہے ۔

مَنْ فَارَقَ عَلِيًّا

عن ابی ذرؓ قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم یَا عَلِیُّ مَنْ فَارَقَنِیْ فَقَدْ فَارَقَ اللّٰہُ وَمَنْ فَارَقَکَ فقد فارقنی مستدرک صحیح الاسناد علی شرطی بخاری و مسلم ۔

ابی ذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی جو مجھ سے جدا ہوا وہ خدا سے جدا ہوا ۔ اور جو تیرے سے تفریق کیا وہ مجھ سے تفریق کیا ۔

اَنَا وَعَلیٌّ مِنْ شَجَرَۃٍ وَاحِدَۃٍ

عن عبد اللہ بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علیؑ الناس من شجرۃ انا وانت من شجرۃ واحدۃ ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ

عبد اللہ بن عباس سمعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا اے علی لوگ مختلف درختوں سے ہیں یعنی لوگ تو مختلف ابا و اجداد کی اولاد ہیں اور ہم دونوں ایک جدی ہیں ۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَلنَّاسُ مِنْ شَجَرَۃٍ شتّٰی وَاَنَا وَعَلیٌّ مِنْ شَجَرَۃٍ وَاحِدَۃٍ ۔ الطبرانی فی الاوسط ۔

جابر بن عبد اللہؓ آنحضرت سے سمعًا روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگ تو مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور علی ہم دونوں ایک ہی درخت سے یعنی متحد فی الابوین

خلف علیؓ بن ابیطالب فی غزوہ تبوک

عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلوا للہ علیہ وسلم خلف علیؑ بن ابیطالب فی غزوۃ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبیّ بعدی

اس حدیث کو بخاری مسلم نے سعید بن ابی وقاص سے اور امام احمد و بزاز نے ابو سعید خدری سے اور طبرانی نے اسما بنت عمیس اور ام سلمہ وحبشی بن جنادہ و ابن عمر و ابن عباس اور جابر بن سمرہ وعلی و براء بن عازب سے اور زید بن ارقم قالوا جمیعًا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلف علی بن ابیطالب فی غزوۃ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضیٰ ان

تَكُوْنَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى غَيْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى والباء زائدة فتح البارى جلد ، صنہ

و فى رواية سعيد بن المسيّب عن سعد بن ابى وقاص فقال علىٌّ رَضِيْتُ رَضِيْتُ رواه احمد ۔

واستدل بحديث الباب على استحقاق علىٍّ للخلافة دون غيره من الصحابة فانّ هَارُوْن كان خليفة موسٰى واُجِيبَ بانّ هارون لم يكن خليفة موسى الّا فى حياته لا بعد موته لانّه مات قبل موسٰى باتفاق جميع الناس و فيه لبسه مبهم بيّنه بقوله الّا انّه لا نبىّ بعدى فعرف ان الاتصال المذكور بينهما ليس من جهة النبوة بل من جهة ما دونها وهو الخلافة و لما كان هارون المتشبّه به انّما كان خليفة فى حيات موسٰى دل ذلك على تخصيص خلافة علىٍّ للنبى صلى الله عليه وسلم بحياته فتح البارى جلد صفحہ و قال قاضى عياض فى شرح مسلم استدلال بهذا الحديث الامامية وسائر الفرق الشيعة فى الخلافة كانت حقًّا لعلىٍّ وانه وصى بها ثم اختلف هولاء فكفر سائر الصحابة فى تقديم غيره وزاد بعضهم فكفّر عليًّا عليه السلام لانّه لم يقم فى طلب حقه بزعمهم واما الامامية وبعض معتزلة فيقولون هم مخطئون فى تقديم غيره وهذا الحديث لا حجة فيه لاحد منهم بل فيه اثبات فضيلة لعلىٍّ ولا تعرض فيه لكونه افضل من غيره او مثله وليس فيه دلالة لاستخلافه بعده لانّ النبى صلى الله عليه وسلم انّما قال هذا حين استخلفه فى المدينة فى غزوة تبوك ويؤيد هذا ان هارون المشبه به لم يكن خليفة بعد موسى بل توفى فى حيات موسٰى و قبل وفات موسٰى بنحو اربعين سنة على ما هو مشهور عند اهل الاخبار وقالوا وانّما استخلفه حين ذهب لميقات ربه للمناجات والله اعلم بالصواب

وعندہٗ ام الکتاب نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷

عطائے نشان جنگ حضرت علی ابن ابی طالب کو دن خیبر کے

عن عبداللہ بن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر
لاعطین الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ
ورسولہ فبات الناس یذکرون ای یخوضون و یتحدثون لیلتھم ایھم
یعطاھا فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یرجوا
ان یعطاھا فقال این علی بن ابیطالب فقیل یشتکی عینیہ قال ارسلوا الیہ
فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عینیہ ودعا لہ فبرأ
حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ ۔ رواہ بخاری مسلم عن سہل بن سعد
والطبرانی عن ابن عمرو ابن ابی لیلیٰ وعمران بن حصین و بزاز عن ابن عباس صواعق صفحہ ۷۲

ترجمہ ۔عبدالعزیز بن عباس آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپنے فرمایا خیبر کے دن
کل کے روز ایسے شخص کو نشان جنگ دونگا اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ پر فتح دیگا ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ
اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی اُس کو دوست
رکھتے ہیں ۔ اس پر لوگوں میں رات بھر گفت شنید رہی کہ کل کس کو نشان جنگ عطا
ہوتا ہے ۔ جب صبح ہوئی لوگ دربار نبوی میں حاضر ہوئے ہر ایک امیدوار عطائے نشان
جنگ تھا ۔ آنحضرت نے فرمایا علی ابن ابیطالب کہاں ہے کسی نے کہا اسکی آنکھیں دکھتی ہیں
آپنے فرمایا کسی کو بھیجو ۔ علی ابن ابیطالب آیا آپنے اُسکی آنکھوں میں لب دہن مبارک لگادیا ۔
دعا فرمائی وہ فوراً اچھا ہوگیا ۔ گویا کبھی اُسکی آنکھیں دکھی نہیں تھیں ۔ پھر آپنے علی ابن ابی طالب کو
نشان عطا فرمایا ۔

عن عبداللہ بن بریدۃ قال سمعت ابی بریدۃ تقول حاصرنا خیبر و اخذ

لِوَاءَ اَبُوْ بَکْرٍ فَلَمْ یُفْتَحْ لَهٗ وَ اَخَذَهٗ مِنَ الْغَدِ عُمَرُ فَانْصَرَفَ وَ لَمْ یُفْتَحْ لَهٗ وَاَصَابَ النَّاسَ یَوْمَئِذٍ شِدَّةٌ وَّجُهْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ دَافِعٌ لِوَائِیْ غَدًا اِلٰی رَجُلٍ یُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ لَا یَرْجِعُ حَتّٰی یُفْتَحَ لَهٗ لَیْسَ بِفَرَّارٍ وَبِتْنَا طَیِّبَةً اَنْفُسُنَا اَنَّ یُّفْتَحَ غَدًا فَلَمَّا اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ قَامَ قَائِمًا وَدَعَا بِاللِّوَاءِ وَالنَّاسُ عَلٰی مَصَافِّهِمْ فَمَا مِنَّا اِنْسَانٌ لَّهٗ مَنْزِلَةٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا هُوَ یَرْجُوْ اَنْ یَّکُوْنَ صَاحِبَ اللِّوَاءِ فَدَعَا عَلِیًّا وَهُوَ اَرْمَدُ فَتَفَلَ فِیْ عَیْنَیْهِ وَمَسَحَ عَیْنَیْهِ وَدَفَعَ اِلَیْهِ اللِّوَاءَ وَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنَا فِیْمَنْ تَطَاوَلَ لَهَا۔ نسائی صہ ۱۲

ابوبریدہ روایت کرتا ہے کہ ہم لوگوں نے خیبر کو گھیر ڈالا علم بردار ابوبکر تھے فتح نہ ہوئی اگلے دن نشان جنگ عمر کو دیا گیا اُن کے ہاتھ پر بھی فتح نہ ہوئی اُس روز لوگوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نشان جنگ کل ایسے شخص کو دوں گا کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا اور خدا و رسول بھی اُس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ بے فتح ہرگز واپس نہیں آنے کا ہم لوگوں نے رات تو بہت خوشی کاٹی کہ کل فتح ہو گی۔ جب صبح ہوئی تو آنحضرت نے نماز صبح کی پڑھ کے کھڑے ہوئے۔ نشان جنگ منگایا۔ اور لوگ صفیں باندھے ہوئے تھے اور ہم سے ایسا کوئی نہ تھا جس کو آنحضرت سے قرب نہ ہو۔ اور امیدوار عطائے نشان جنگ تھا۔ کہ مجھ کو ملیگا۔ پھر آپ نے علی کو یاد فرمایا۔ اور آپکی آنکھوں میں آشوب تھی آپ نے انکی آنکھوں میں لب دہن مبارک لگا دیا۔ اور دست مبارک سے مس فرمایا۔ اور نشان جنگ عطا ہوا۔ خدا نے اُن کے ہاتھ پر فتح دی او میں بھی اُنہیں لوگوں میں تھا جو امیدوار عطا لوا تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیْهِ فَقَالَ عُمَرُ فَمَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَةَ قَطُّ اِلَّا یَوْمَئِذٍ فَدَفَعَهَا اِلٰی عَلِیٍّ وَقَالَ قَاتِلْ وَلَا تَلْتَفِتْ فَسَارَ قَرِیْبًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

عَلیٰ مَا اُقَاتِلُ قَالَ اَنْ یَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ عَصَمُوْا دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ مِنِّیْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ۔ نسائی صفحہ ۱ وابن مندہ فی تاریخ اصبہان۔ کنز العمال۔

ابو ہریرہ آنحضرت سے روایت کرتا ہے۔ کہ خیبر کے دن آپنے فرمایا البتہ ضرور میں نشان جنگ اُس شخص کو دونگا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہو اور خدا تعالیٰ اور اُس کا رسول بھی اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھ پر فتح کریگا حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے کبھی حکومت کی تمنا نہیں کی تھی مگر خیبر کے دن پھر نشان جنگ حضرت علیؓ کو عطا ہوا۔ اور فرمایا قتل کر کچھ بھی خیال مت کرنا تھوڑی دیر جا کر علیؓ واپس آیا عرض کی کن شرائط پر قتل کروں فرمایا اگر اُن لوگوں نے توحید الٰہی اور میری رسالت کا اقرار کر لیا تو بیشک اُنہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا۔ مگر جو بطریق حق ہو۔ (جیسے جزیہ زکوٰۃ وغیرہ) پھر اُنکا حساب قیامت کے دن ہوگا۔

عَنْ بُرَیْدَةَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ لَمَّا کَانَ خَیْبَرُ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحِصْنِ اَهْلِ خَیْبَرَ اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اللِّوَاءَ عُمَرَ فَنَهَضَ مَعَهٗ مَنْ نَهَضَ مِنَ النَّاسِ فَلَقُوْا اَهْلَ خَیْبَرَ فَانْکَشَفَ عُمَرُ وَاَصْحَابُهٗ فَرَجَعُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِیَنَّ اللِّوَاءَ رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْغَدِ تَبَادَرَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَدَعَا عَلِیًّا وَهُوَ اَرْمَدُ فَتَفَلَ فِیْ عَیْنَیْهِ وَنَهَضَ مَعَهٗ مِنَ النَّاسِ مَنْ نَهَضَ فَلَقِیَ اَهْلَ خَیْبَرَ وَاِذَا مَرْحَبُ وَهُوَ یَقُوْلُ۔

شعر

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبُ شَاکِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
اَطْعَنُ اَحْیَانًا وَحِیْنًا اَضْرِبُ اِذَا اللُّیُوْثُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

فَاخْتَلَفَ هُوَ وَعَلِیٌّ ضَرْبَتَیْنِ فَضَرَبَهٗ عَلِیٌّ عَلٰی هَامَتِهٖ حَتّٰی عَضَّ السَّیْفُ

مِنْهَا الْبَيْضُ وَانْتَهٰى رَأْسَهٗ وَسَمِعَ اَهْلُ الْعَسْكَرِ صَوْتَ ضَرْبَتِهٖ فَمَا تَتَامَّ آخِرُ النَّاسِ مَعَ عَلِيٍّ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ وَلَهُمْ ۔ نسائی صفحہ ۱۴ تاریخ الخلفا وکنز العمال ۔

بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ جب کہ خیبر میں جنگ چلی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قلعہ میں قیام فرمایا۔ اور نشان جنگ عمرؓ کو عطا ہؤا اُن کے ساتھ لوگ ہو گئے مقابلہ شروع ہؤا جب اُن کو اہل خیبر کی قوت قوی معلوم ہوئی تو واپس آ گئے ۔ پھر آنحضرت نے فرمایا میں ایسے شخص کو لواجنگ دونگا کہ وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہوگا اور خدا اور اسکا رسول بھی اُسکو دوست رکھتے ہیں ۔ جب دوسرا دن آیا تو ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں حاضر ہوئے پھر آنحضرت نے علیؓ ابن ابی طالب کو طلب فرمایا۔ اور وہ آشوب زدہ تھے آنحضرت نے اُن کی آنکھوں میں دہن مبارک لگا دیا۔ اور لوگ اُن کے ساتھ ہو گئے ۔ اہل خیبر سے جا ملے جنگ شروع ہوئی دفعتہً اہل خیبر کا مرحب نام ایک پہلوان مقابل کے لئے آگے نکلا اور اپنی بہادری کے اشعار پڑھتا کہ مجھکو اہل خیبر خوب جانتے ہیں کہ میں مرحبؔ ہوں ۔ شعر

کبھی میں نیزہ مارتا ہوں کبھی تلوار مارتا ہوں ۔۔۔ جبکہ شیر جوش میں میرا مقابلہ کرتا ہے تو مضطر ہو جاتا ہے

پھر حضرت علیؓ و مرحب کا مقابلہ ہؤا تو حضرت علیؓ نے ایک ہی ضرب تلوار کی ایسی ماری کہ اُس کے انتہائی تالو تک پہنچ گئی ۔ اُس ضرب کی آواز اہل عسکر نے سُنی ۔ ابھی تک باقی مجاہدین آپ تک پہنچے ہی نہیں تھے ۔ خدا نے مسلمانوں کو فتحیاب کر دیا۔ صحیح مسلم نے اسقدر زیادہ کیا کہ جب مرحب نے شعر پڑھے تو حضرت علیؓ نے بھی اُسکے مقابل یعنی شعر پڑھے ۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ ۔۔۔ کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْهُ الْمَنْظَرِ

یعنی میں وہ ہوں میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے ۔۔۔ کہ جنگل کے شیر کیطرح میری شکل مہیب ہے

عن جابر بن سمرۃ اَنَّ عَلِیًّا حَمَلَ الْبَابَ یَوْمَ خَیْبَرَ حَتّٰی صَعِدَ الْمُسْلِمُوْنَ فَفَتَحُوْهَا وَاَنَّهٗ جُرِّبَ فَلَمْ یَحْمِلْهُ اِلَّا اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا ۔ کنز العمال جلد ۵

اور ایک روایت میں اسقدر زیادہ کیا ہے کہ جنگ خیبر کے دن حضرت علیؓ کی ڈھال ٹوٹ گئی تو

آپ نے ڈھال کے بدلے قلعہ کے دروازہ کی ایک کواڑ اُٹھالی تو اُس سے اپنا کام ڈھال کا لیتے رہے۔ جب خدا تعالیٰ نے فتح دی تو آپ نے اُس کو پھینک دیا تو بعد کو اُسکو چالیس آدمی نہیں اُٹھا سکے۔ یہ ساری برکت و شجاعت آپکی بطفیل لب دہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھی۔ جو حضرت علیؑ کا خاصہ ہے۔

کان علی رضی اللہ عنہ امیر البررۃ وقاتل الفجرۃ

عَنْ جابر بن عَبْدُ اللہ وھو یقول سمعت رسول اللہ صلے اللہ عَلَیْہِ وسلم وھو اخذ بِضبع عَلی بْنِ اَبِیْطالِبٍ ھُوَ یقولُ ھٰذا اَمِیْرُ البَرَرَۃِ قاتِلُ الْفجرَۃِ منصورٌ مَنْ نَصرَہٗ مخذولٌ مَنْ خَذلَہٗ ثم مَدَّ بِھا صوتہ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۹۔

جابر بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمعاً روایت کرتا ہے کہ آپ نے علیؑ ابن ابیطالب کا بازو پکڑ اُٹھا کر فرمایا علی ابرار کا امیر و سردار ہے اور فجار بدکار کا قاتل ہے۔ اور مددگار ہے جو اُسکی مدد کرے اور رسوا ہوگا وہ جو اُس کو رسوا کرے گا۔ آپ نے بآواز بلند پھر دوہرایا۔

حضرت علیؑ کی آنحضرت کیساتھ بے تکلفی

عن ام سلمہ زوجہ النبی صلی اللہ عَلَیْہِ وسلم کَانَ اِذا غضب لَمْ یجترئ احدٌ منھا یکلمہ غیرُ عَلِیٍّ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۳۰

ام سلمہ آنحضرت کی بی بی روایت کرتی ہیں جب آپ کبھی غضب کی حالت میں ہوتے تو بجز علیؑ کے کسی کی یہ مجال نہ تھی آپ سے بات کر سکے۔

حضرت علیؑ کا حسب و دین رسول اللہ کا حسب و دین ہے

عن ابی صادق قال قال عَلِیٌّ حَسَبِیْ حسب رسول اللہ صلے اللہ عَلَیْہِ وسلم و دِیْنِیْ

دِیْنُهٗ مَنْ تَنَاوَلَ مِنِّیْ شَیْئاً فَاِنَّمَا تَنَاوَلَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۶۔

ابی صادق کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہوئے سنا ہے میری حسب و دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب و دین ہے پس جو شخص مجھ سے علم وغیرہ حاصل کریگا گویا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل ہُوا۔

بہتر باغ جنّت کا علیؓ بن ابیطالب کیلئے ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْتُ اَنَا وَعَلِیٌّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَائِطِ الْمَدِیْنَۃِ فَمَرَرْنَا بِحَدِیْقَۃٍ فَقَالَ عَلِیٌّ مَا اَحْسَنَ ھٰذِہِ الْحَدِیْقَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْقَتُكَ فِی الْجَنَّۃِ اَحْسَنُ مِنْھَا یَا عَلِیُّ حَتّٰی مَرَّ بِسَبْعِ حَدَائِقَ کُلَّ ذٰلِكَ یَقُوْلُ عَلِیٌّ مَا اَحْسَنَ ھٰذِہِ الْحَدِیْقَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَیَقُوْلُ حَدِیْقَتُكَ فِی الْجَنَّۃِ اَحْسَنُ مِنْ ھٰذِہٖ ۔ ش از کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۵۳۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں اور علی رضی اللہ عنہ ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے باغوں میں گذرے علیؓ نے کہا کیا اچھا باغ ہے یہ آنحضرت نے علیؓ سے فرمایا تیرا باغ جنت میں اس سے بھی بہت اچھا ہے اسی طرح سات باغوں پر گذر ہُوا۔ تو علیؓ یہی کہتے رہے کہ یہ باغ کیا اچھا ہے۔ تو آپ بھی فرماتے گئے تیرا باغ جنت میں اس سے بہت اچھا ہے۔

صُعُوْدُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلٰی مَنْکِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی سَقْفِ الْکَعْبَۃِ

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ انْطَلَقَ بِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَتٰی بِیَ الْکَعْبَۃَ فَقَالَ لِیْ اِجْلِسْ فَجَلَسْتُ اِلٰی جَنْبِ الْکَعْبَۃِ فَصَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْکِبِیْ ثُمَّ

قَالَ لِی اِنْھَضْ فَنَھَضْتُ فَلَمَّا رَاٰی ضَعْفِی تَحْتَہٗ قَالَ لِی اجْلِسْ فَنَزَلْتُ وَجَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ لِی یَا عَلِیُّ اِصْعَدْ عَلٰی مَنْکِبِی فَصَعَدْتُ عَلٰی مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ نَھَضَ بِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَھَضَ بِی خُیِّلَ اِلَیَّ لَوْ شِئْتُ نِلْتُ اُفُقَ السَّمَاءِ فَصَعَدْتُ فَوْقَ الْکَعْبَۃِ وَتَنَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِی اَلْقِ صَنَمَھُمُ الْاَکْبَرَ صَنَمَ قُرَیْشٍ وَکَانَ مِنْ نُحَاسٍ مُوَتَّدًا بِاَوْتَادٍ مِنْ حَدِیْدٍ اِلَی الْاَرْضِ فَقَالَ لِی عَالِجْہُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِی اِیْہٍ اِیْہٍ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا فَلَمْ اَزَلْ اُعَالِجُہٗ حَتّٰی اسْتَمْکَنْتُ مِنْہُ فَقَالَ اِقْذِفْہُ فَقَذَفْتُہٗ فَتَکَسَّرَ وَتَرَدَّیْتُ مِنْ فَوْقِ الْکَعْبَۃِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَسْعٰی وَخَشِیْنَا اَنْ یَّرَانَا اَحَدٌ مِّنْ قُرَیْشٍ وَغَیْرِھِمْ قَالَ عَلِیٌّ فَمَا صَعَدْتُ بِہٖ حَتَّی السَّاعَۃِ ۔ مستدرک جلد ۲ صفحہ ۳۶۶ وخصائص النسائی صفحہ ۶۸ وکنز العمال جلد ۵ ش و ع و حم و جریر۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ کعبہ تک گیا تو آنحضرت نے فرمایا ٹھہر جا میں کعبہ کی جانب ٹھہر گیا۔ پھر آپ میرے دونوں مونڈوں پر سوار ہوئے۔ فرمایا اُٹھ جب میں اُٹھا تو آپ نے مجھ میں ضعف پایا۔ فرمایا بیٹھ جا میں اُتر کر بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا اے علیؓ تو میرے کندھوں پر سوار ہو جا۔ جب میں آپ کے کندھوں پر سوار ہوا تو مجھ کو لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے اُس وقت میرے دل میں ایسی قوت پیدا ہوئی کہ اگر میں آسمان کے کناروں تک جاؤں تو جا سکتا تھا۔ جب میں خانہ کعبہ پر چڑھ گیا تو آپ ہٹ گئے اور مجھ کو فرمایا قریش کے بڑے بت کو پھینک دے وہ پیتل سے بنا ہوا خانہ کعبہ سے زمین تک لوہے کی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔ آپنے فرمایا اُس کو ہلا اور آپ فرماتے جاتے یہ لے یہ لے جب حق آیا باطل مٹ گیا۔ فناہ ہو گیا۔ بیشک باطل مٹنے والا ہے۔ پھر میں اُس کو ہلاتا جاتا تھا یہاں تک میں نے اُس پر قابو پا لیا۔ اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جو کچھ خانہ کعبہ پر تھے اُن کو

پھینک دیا پھر ہم دونوں بخوف قریش چلدیئے تاکہ ہم کو کوئی دیکھنے نہ پاوے۔ پھر کبھی مجھ کو اس وقت تک خانہ کعبہ پر چڑھنے کا اتفاق نہیں ہُوا۔

فرط محبت علی ابن ابی طالب وبغضہ

عن علی رضی اللہ عنہ قال دعانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا علیُّ انّ فیک مثل من عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام مثلاً ابغضتہُ الیھودُ حتّٰی بھتوا اُمّہ واحبتہُ النصاری حتّٰی انزلوہُ بالمنزلۃ التی لیس بہا قال و قال علیٌّ الا وانّہ یھلکُ فی محبٌ مطرٍ بما لیس فی ومبغضٌ مفترٍ یحملہٗ شنانی علیّ ان یبھتنی الا وانی لستُ بنبیٍ ولا یوحی الیّ ولکنّی اعمل بکتاب اللہ تعالی وسنۃ نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم ما استطعتُ فما امرتکم بہ من طاعۃ اللہ فحقٌ علیکم طاعتی فیما احببتم او کرھتم وما امرتکم بمعصیۃ اللہ انا وغیری فلا طاعۃ لاحدٍ فی معصیۃ اللہ عزّ وجلّ انّما الطاعۃُ فی المعروف ابن حدیث میں حکیم بن الملک قال ابن معیس واہٍ کتب رجال میں بوجہ اسکے مجہول الحال ہونے کے ذکر نہیں کیا۔

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کے فرمایا۔ اے علی تیری مثال ایسی ہے جیسے عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہود کو غصہ آیا تو اُن کی والدہ پر بہتان لگایا اور نصاری کو ایسی محبت آئی کہ اس کو اس درجہ پر پہنچایا کہ وہ اُس کے لائق نہ تھا۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا شان یہ ہے کہ ہلاک ہوگا وہ شخص جسے حد سے زیادہ ناجائز محبت کی مجھ سے جسکے میں لائق نہیں ہوں۔ اور نہ وہ بات ہے مجھ میں وہ حد سے زیادہ غصہ وغضب میں لاوے اور مجھے بہتان لگائے دیکھو خبردار ہوجاؤ تحقیق نہ میں نبی ہوں اور نہ آپ کا وصی ہوں نہ مجھکو وحی آتی ہے۔ میں کتاب اللہ کا عامل ہوں اور سنت نبیؐ پر چلتا

ہوں جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے اور جب میں تجھ کو طاعت الٰہی کا حکم کروں تم کو واجب ہے اُس پر عمل کرو۔ گو تم کو پسند ہو یا ناپسند اور جب میں معصیت الٰہی کا حکم دوں خواہ میں ہوں یا کوئی دوسرا پس اس میں اطاعت نہیں ہے۔ کیونکہ معصیت الٰہی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔

حضرت علیؓ سیّد العرب ہے

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا الی سید العرب قلت رسول اللہ السۡت سید العرب قال انا سید ولد آدم وعلی سید العرب مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۴

حضرت عائشہ آنحضرت سے سمعاً روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا سید العرب کو بلاؤ۔ عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ سید العرب نہیں ہیں آپ نے فرمایا میں تو سید اولاد آدم ہوں اور علیؓ سید العرب ہے۔

حضرت علیؓ دو جہان کے سردار اور اُنکا دشمن خدا کا دشمن ہے

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال نظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال یا علی انت سید فی الدنیا والآخرۃ حبیبک حبیبی وحبیبی حبیب اللہ وعدوک عدوی وعدوی عدو اللہ والویل لمن ابغضک بعدی مستدرک جلد صفحہ ۱۲۸

عبد اللہ بن عباسؓ آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے علیؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا اے علیؓ تو دنیا و آخرت میں سید ہے۔ تیرا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست خدا کا دوست ہے اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اُس کے لئے عذاب ہے۔ جو میرے بعد تیرے کو غضبناک کرے گا۔ **فائدہ**۔ ویل دوزخ کا ایک طبقہ بھی ہے۔

حق کی صداقت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ

عَنْ اَبِی حَیَّانِ التَّیْمِی عن ابیه عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم رَحِمَ اللّٰهُ عَلِیًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَیْثُ دَارَ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۴

ابو حیان تیمی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے اللہ تو علیؓ پر رحم فرما۔ اور علی کے ساتھ ساتھ حق کو دائر کر دے جہاں بھی وہ ہو۔ مستدرک مثل بخاری ومسلم۔

مَنْ اَطَاعَ عَلِیًّا فَقَدْ اَطَاعَ نَبِیًّا

عَنْ اَبِی ذَرٍّ غفاری قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیه وسلم لعلی بن ابی طالب رض مَنْ اَطَاعَنِی فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ وَمَنْ عَصَانِی فَقَدْ عَصَی اللّٰہ وَمَنْ اَطَاعَکَ فَقَدْ اَطَاعَنِی وَمن عَصَاکَ فَقَدْ عَصَانِی۔ مستدرک مثل بخاری مسلم جلد ۳ صفحہ ۱۲۴

ابی ذر غفاریؓ آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے علیؓ بن ابیطالب کے لئے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔ تحقیق جس نے تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

جسکو جنّت خلد کا منظور ہو وہ علیؓ ابن ابیطالب کی ولایت کو اختیار کرے

عَنْ زید بن ارقم قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ یُرِیْدُ اَنْ یَحْیٰی حَیَاتِیْ وَیَمُوْتَ مَوْتِیْ وَیَسْکُنَ جَنَّةَ الْخُلْدِ الَّتِیْ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ فَلْیَتَوَلَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَاِنَّهٗ لَنْ یُخْرِجَکُمْ مِنْ هُدًی وَلَنْ یُدْخِلَکُمْ فِیْ ضَلَالَةٍ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ مثل بخاری ومسلم۔

ترجمہ:۔ زید بن ارقم آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا جو چاہے کہ میری زندگی کیطرح

بسر کرے اور میری موت کی طرح اُس کی موت ہو اور جنت خلد اُس کا ٹھکانہ ہو جسکا خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پس اُس کو چاہیئے کہ وہ علیؓ بن ابی طالب کی ولایت کو اختیار کرے کیونکہ علیؓ بن ابی طالب میرے طریقہ سنت سے ہرگز تم کو جدا نہ ہونے دیگا اور گمراہی میں بھی ہرگز تم کو داخل نہ ہونے دیگا۔

سات چیزوں میں حضرت علیؓ لوگوں سے مخاصمہ کریں گے

عَنْ عبد اللہ بن عُمر قال قال رسُول اللہ صلے اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یا عَلِیُّ اَخْصِمُکَ بِالنُّبُوَّۃِ وَلَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ وَتَخْصِمُ بِسَبْعٍ وَلَا یُحَاجُّکَ فِیْھَا اَحَدٌ مِنْ قُرَیْشٍ اَنْتَ اَوَّلُھُمْ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَاَوْفَاھُمْ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَاَقْوَمُھُمْ بِاَمْرِ اللّٰہِ وَاَقْسَمُھُمْ بِالسَّوِیَّۃِ وَاَعْدَلُھُمْ فِی الرَّعِیَّۃِ وَاَبْصَرُھُمْ بِالْقَضِیَّۃِ وَاَعْظَمُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ بِالسَّوِیَّۃِ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۴

عبد اللہ بن عمر کہتا ہے آنحضرت نے علیؓ کو فرمایا تیرے سے لوگ نبوت میں مخاصمہ کریں گے۔ لیکن میرے بعد نبوت نہیں ہے اور سات چیزیں ہیں کہ اُن میں لوگ تجھ سے مخاصمت کریں گے لیکن اُنہیں اہل قریش سے کوئی تجھ سے مخاصمہ نہیں کریگا۔ اوّل یہ کہ تو سب سے پہلے ایمان لایا دوم یہ کہ توحید الٰہی کو ایفا کریگا سوم یہ کہ تو امور الٰہی میں ثابت قدم رہیگا۔ چہارم یہ کہ تو تسویہ امور الٰہی میں بہتر قاسم ہوگا۔ پنجم تو تیر اندازی میں بہت بڑا بہادر ہوگا۔ ششم فصل خصومات میں تو بہت بڑا قاضی ہوگا۔ ساتویں یہ کہ تو احکام الٰہی کے تصفیہ میں بہت بڑا عادل ہوگا۔

خاصۃ الخاص لعلی ابن ابی طالب آپکو نہ سردی معلوم ہوئی نہ گرمی

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن ابی لیلی قال یا امیر المؤمنین اِنَّ النَّاسَ قَدْ تَفَقَّدُوْا مِنْكَ شَیْئًا قَالَ مَا ھُوَ قَالَ تَخْرُجُ فِی الْحَرِّ الشَّدِیْدِ فِیْ قَبَاءِ الْمَحْشُوِّ وَالثَّوْبِ الثَّقِیْلِ وَتَخْرُجُ فِی الْبَرْدِ الشَّدِیْدِ فِی الثَّوْبَیْنِ الْخَفِیْفَیْنِ وَفِی الْمُلَاءَتَیْنِ لَا یُبَالِیْ ذٰلِكَ وَلَا یَتَّقِیْ بَرْدًا قَالَ

وَ مَا كُنْتَ مَعَنَا يَا اَبَا لَيْلَى بِخَيْبَرِ قَالَ بَلَى وَاللّٰهِ كُنْتُ مَعَكُمْ قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا بَكْرٍ فَسَارَ بِالنَّاسِ فَانْهَزَمَ حَتّٰى رَجَعَ عَلَيْهِ وَبَعَثَ عُمَرَ فَانْهَزَمَ بِالنَّاسِ حَتّٰى اِنْتَهٰى اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهٗ لَيْسَ بِفَرَّارٍ فَاَرْسَلَ اِلَيَّ فَاَدْعَانِيْ فَاَتَيْتُهٗ وَاَنَا اَرْمَدُ لَا اُبْصِرُ شَيْئًا فَتَفَلَ فِيْ عَيْنِيَّ وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اكْفِهِ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ فَمَا اٰذَانِيْ بَعْدَهٗ حَرٌّ وَ لَا بَرْدٌ (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۴ وبزار وابن جریر

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتا ہے کہ میں نے امیرالمؤمنین حضرت علیؓ سے کہا آپ کے بارے میں لوگ کچھ گفتگو کرتے ہیں آپ نے فرمایا وہ کیا ہے میں نے عرض کی کہ آپ سخت گرمی میں خوب موٹا قبا و کھاڑ سے کپڑے پہن کر باہر نکلتے ہیں اور سخت جاڑے کے دنوں میں باریک پتلے کپڑے پہن کر باہر تشریف لاتے ہیں آپ نے فرمایا کیا ابا لیلیٰ تو جنگ خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھا کہا ہاں قسم ہے خدا کی میں تو آپ کے ساتھ شریک تھا۔ آپ نے فرمایا بیشک نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کو لوگوں کے ہمراہ جنگ پر بھیجا ہزیمت پا کر واپس آئے پھر عمرؓ کو بھیجا وہ بھی ناکامیاب آیا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسے شخص کو لوائے جنگ دونگا کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھ پر فتح دیگا۔ اور وہ بھاگنے والا نہیں ہے۔ پھر میری طرف آدمی کو روانہ فرمائے میں آیا اور میری آنکھیں دکھتی تھیں کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا تھا آپ نے میری آنکھوں میں تھوک مبارک لگایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس کو گرمی سردی سے بچا پھر مجھ کو کبھی نہ گرمی معلوم ہوئی نہ سردی۔

يَا عَلِيُّ لَا تُجَالِسْ عِنْدَ اَصْحَابِ النُّجُوْمِ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ اَنْتَ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَرَفِيْقِيْ

فِی الْجَنَّۃِ یَا عَلِیُّ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَاِنْ شَقَّ عَلَیْكَ وَلَا بَاكُلِ الصَّدَقَۃَ وَلَا تَنْزِی الْحَمِیْرَ عَلَی الْخَیْلِ وَلَا تُجَالِسْ اَصْحَابَ النُّجُوْمِ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۶۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا تو میرا بھائی و صاحب رفیق فی الجنۃ ہے وضو کو پورا کیا کر یعنے ہاتھ منہ پاؤں سب دھونا گو تم کو تکلیف کیوں نہ ہو اور زکوٰۃ صدقہ ہرگز نہ کھانا اور نہ گدھے کو گھوڑی پر چڑھانا۔ اور نہ نجومیوں کے ساتھ بیٹھنا۔

مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَاٰذَی النَّبِیَّ فِیْ قَبْرِہٖ

عَنْ عُرْوَۃَ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِیْ عَلِیٍّ بِمَحْضَرٍ مِنْ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ تَعْرِفُ صَاحِبَ ھٰذَا الْقَبْرِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا تَذْکُرْ عَلِیًّا اِلَّا بِخَیْرٍ فَاِنَّكَ اِنْ اٰذَیْتَہٗ اٰذَیْتَ ھٰذَا فِیْ قَبْرِہٖ کنز العمال ج ۵ ص ۴۶۔

حضرت عروۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ اور ایک شخص کی حضرت عمرؓ کے دربار میں کچھ تکرار ہو گئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے صاحب اس قبر کو کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب اور علیؓ بن ابیطالب بن عبدالمطلب کو آئندہ علی کا ہرگز تذکر نہ کرنا مگر خیر کے ساتھ اگر تو نے علیؓ کو ایذا دی تو تو نے صاحب اس قبر کو ایذا دی۔

حضرت علی رضؓ بن ابی طالب کا خدا پر کامل بھروسہ

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عَرَضَ لِعَلِیٍّ رَجُلَانِ فِیْ خُصُوْمَۃٍ فَجَلَسَ فِیْ اَصْلِ جِدَارٍ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اَلْجِدَارُ یَقَعُ فَقَالَ عَلِیٌّ کَفٰی بِاللّٰہِ حَارِسًا فَقَضٰی بَیْنَہُمَا وَقَامَ ثُمَّ سَقَطَ الْجِدَارُ کنز العمال از ابو نعیم ج ۵ ص ۵۲

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے ایک روز کا واقعہ ہے دو شخصوں میں کچھ نزاع تھی تو حضرت علیؓ کے پاس تصفیہ کے لئے آئے آپ اُن کو لیکر ایک ٹوٹی دیوار کے

نیچے بیٹھ گئے کسی نے کہا دیوار تو گرنے پر ہے آپ نے فرمایا خدا کی حراست بس ہے جب فیصلہ سے فرصت ہوئی اُٹھے تو دیوار فوری گر گئی۔

فراست علیؓ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ یَا اَھْلَ الْکُوْفَةِ سَیُقْتَلُ مِنْکُمْ سَبْعَةٌ نَفَرٍ خِیَارُکُمْ مِثْلَ اَصْحَابِ الْاُخْدُوْدِ مِنْھُمْ حُجْرُ بْنُ الْاَدْبَرِ وَاَصْحَابُه تَقْتُلُھُمْ مُعَاوِیَةُ بْنُ الْعَذْرَاءِ مِنْ دِمَشْقَ کُلُّھُمْ مِنْ اَھْلِ الْکُوْفَةِ۔۔ کنز العمال ج ۵ صفحہ ۵۶۔

حضرت علیؓ نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے فرمایا قریب ہے کہ تم سے سات افراد قتل کئے جائینگے۔ اُن کی مثال اصحاب اخدود کی ہے۔ بعض اُن میں کے حجر بن الادبر اور اُس کے اصحاب ہوں گے اُن کو معاویہ بن عذراء نے دمشق میں قتل کیا یہ سب اہل کوفہ سے تھے اِس فرقہ کی تشریح کتب تاریخ میں ہے۔

سیرت و فقرہ کرم اللہ وجہہ

عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْاَرْقَمِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَعْرِضُ سَیْفًا لَهٗ فِیْ رَحْبَةِ الْکُوْفَةِ وَیَقُوْلُ مَنْ یَّشْتَرِیْ مِنِّیْ سَیْفِیْ ھٰذَا وَاللّٰهِ لَقَدْ جَلَوْتُ بِهٖ غَسْلَ مَرَّةً مِنْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ اَنَّ عِنْدِیْ ثَمَنَ اِزَارٍ مَا بِعْتُهٗ۔ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۵۶۔

علی بن ارقم اپنے باپ کے ذریعہ روایت کرتا ہے کہ حضرت علیؓ کوفہ کے بازار میں اپنی تلوار کو لوگوں پر پیش کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کہ میری یہ تلوار کون خریدتا ہے۔ یہ وہ تلوار ہے جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے مغسول پانی سے دھویا ہے اگر میرے پاس اس وقت ایک لنگی کی قیمت بھی ہوتی تو میں اس کو فروخت نہیں کرتا۔

عن علی بن ابی طالب قال جئت مرۃً بالمدینۃ فاذا بامرأۃ قد جمعت لطیناً تریدہ بلۃ فاتیتہا فقاطعتہا کل ذنوب علی تمرۃ فمددت ستۃ عشر ذنوباً حتی مجلت یدی ثم اتیت الماء فاصبت منہ ثم اتیتہا فقلت یکفی ھکذا بین یدیہا وبسط یدیہ وجمعہما فعدت الی ستۃ عشرۃ تمرۃ فاتیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فاکل معی منہا۔ کنزالعمال ج ۵ ص۵۶۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں اتفاق سے مدینہ میں سخت بھوکا ہوا دیکھتا کیا ہوں ایک عورت یہودیہ کھجوریں خشک کر رہی ہے میں اُس کے پاس گیا تو معاہدہ یہ ہوا کہ ہر ایک کھجور کے بدل ایک ڈول پانی کا کوئیں سے نکال کر دینا میں نے سولہ ڈول تو نکال مگر ہاتھوں پر چھالے آگئے تو اس نے سولہ کھجوریں دیں۔ میں اُن کو لیکر آنحضرت کے پاس آیا۔ تو آپ نے بھی میرے ہمراہ اُن کو تناول فرمایا۔ ف یہ ابتدا زمانہ تھا آخر کو لاکھوں کی آمدنی تھی آگے کی حدیث پر غور فرمائیے۔

عن ابن ضبیع عن علی بن ابی طالب قال لقد رأیتنی مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانی لاربط الحجر علی بطنی من الجوع وان صدقتی الیوم لتبلغ اربعین الفاً۔ کنزالعمال جلد ۵ ص۵۶۔

ابن ضبیع حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا البتہ تو نے مجھ کو دیکھا ہوگا۔ کہ رسول اللہ کے ساتھ بوجہ بھوک کے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا اور آج کے دن میری روزانہ خیرات چالیس ہزار درہم کو پہنچ گئی ہے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال اُھدیت ابنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فما کان فرشہا لیلۃ اھدیت الا مسک کبش۔ ابن مبارک فی الزھد و کنزالعمال ج ۵ ص۵۶۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم جو اپنی صاحبزادی کو جہیز دیا تھا وہ ایک مینڈے کا چمڑا تھا رات کو ہم اُس کو نیچے فرش بنا لیتے تھے۔

عن علی بن ابی طالب قال نکحت ابنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس لنا فراش الا فروۃ کبش فاذا کان اللیل بتنا علیہا واذا اصبحنا فقلبنا علفنا علیہا الناضح ۔ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۱۱ ۔

حضرت علی رضی اللہ روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سے شادی کی ہے تو ہمارے پاس کچھ فرش فروش نہیں تھا مگر ایک کھال مینڈھے کی جب رات ہوتی تو ہم اس کو نیچے بچھا لیتے اور جب دن ہوتا تو ہم اس کو لپیٹ کر رکھ دیتے اور اپنی اونٹنی کو اس پر دانہ بھی دیتے ۔

عن صالح قال بیاع اکسیۃ عن جدتہ قالت رأیت علیا اشتری تمرا بدرہم فحملہ فی ملحفتہ فقیل یا امیر المؤمنین الا نحملہ عنک فقال ابو العیال احق بحملہ ۔ کنز العمال ج ۵ ص ۵۶

صالح سے مروی ہے کہ اسکی دادی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک چادر خریدی۔ پھر اپنے ایک درہم کی کھجوریں بازار سے خرید کر اسمیں باندھ لیا کسی نے کہا اے امیر المومنین آپ مجھ کو دیجئے کہ میں ان کو اٹھا لوں۔ آپ نے فرمایا صاحب عیال اس بات کا حقدار ہے کہ وہ اپنے عیال کی خدمت کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سیاسی وعظ

عن زاذان عن علی رضی اللہ عنہ انہ کان یمشی فی الاسواق وھو وال یرشد الضال وینشد الضال ویعین الضعیف ویمر بالبائع والبقال ویفتح علیہ القرآن ویقول ویقرأ تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا ویقول نزلت ھذہ الآیۃ فی اھل العدل والتواضع من الولاۃ واھل القدرۃ علی سائر الناس ۔ کنز العمال ج ۵ ص ۵۶ ۔

زاذان حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہوا کہتا ہے کہ آپ بازار میں جاتے حالانکہ آپ خلیفہ وقت تھے بھولے ہوئے کو راستہ بتاتے گم شدہ چیزوں کو تلاش کر کے مالک کے حوالہ کرتے مہمانوں کی خاطرداری کرتے اور جب سوداگروں پر گذرتے تو اُن کو قرآن مجید پڑھ کر سُناتے اور یہ آیت پڑھتے یہ دار دنیا آخرت کے لیئے بنایا گیا جو دنیا میں سرکشی و فساد نہیں کرتے اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ پھر فرمانے لگے یہ آیت اہل عدل حکام کے لئے اُتری تھی جو حکام اور والیان تو رعایہ پر متواضع ہوں اور جو لوگوں پر حاکم ذی قدرت ہوں

عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِی اَنَّ رَجُلًا اَتٰی عَلِیًّا فَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَکَانَ قَدْ بَلَغَہٗ عَنْہُ قَبْلَ ذٰلِکَ شَیْءٌ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَسْتُ کَمَا تَقُوْلُ وَاَنَا فَوْقَ مَا فِیْ نَفْسِکَ - ابن الدنیا و کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۵۶۔

ابی بختری روایت کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک شخص آیا اور آپکی تعریف کرنے لگا اور قبل اس کے آپکی کچھ شکایت کر چکا تھا تو آپنے فرمایا میں ایسا نہیں ہوں جو تو کہہ رہا ہے بلکہ میں فی نفسہ تیرے نزدیک اس سے بھی مافوق ہوں۔

کمال زھد لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

عن عمر بن قیس قال رُؤِیَ عَلٰی عَلِیٍّ اِزَارٌ مَرْقُوْعٌ فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ یَقْتَدِیْ بِہِ الْمُؤْمِنُ وَیَخْشَعُ بِہِ الْقَلْبُ از کنز العمال جلد ۵ ۵۷

عمر بن قیس کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پھٹے پرانے پیوند لگے ہوئے ازار دیکھے گئے کسی نے کہا آپ باوجود امیر المومنین ہونے کے ایسا کیوں تو فرمایا تاکہ مسلمان اُس کو دیکھ کر پیروی کریں اور دل ڈریں۔

عن عطاء ابو محمد قال رَاَیْتُ عَلٰی عَلِیٍّ قَمِیْصًا مِنْ ھٰذِہِ الْکَرَابِیْسِ غَیْرَ غَسِیْلٍ کنز ایضًا۔

عطا ابو محمد کہتا ہے کہ میں نے دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ ایک سفید روئی کا میلا کرتہ پہنے ہوئے تھے۔

عَنْ عَنْتَرَةَ قَالَ اَتَیْتُ عَلِیًّا یَوْمًا فَجَاءَهُ قَنْبَرُ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّكَ لَا تُبْقِیْ شَیْئًا وَاِنَّ لِاَهْلِ بَیْتِكَ فِیْ هٰذَا الْمَالِ نَصِیْبًا وَقَدْ خَبَاْتُ لَكَ خَبِیْئَةً قَالَ وَمَا هِیَ قَالَ فَانْطَلِقْ فَانْظُرْ مَا هِیَ فَاَدْخَلَهٗ بَیْتًا فِیْهِ بَاسِنَةٌ مَمْلُوْءَةٌ اٰنِیَةً ذَهَبًا اَوْ فِضَّةً فَلَمَّا رَاٰهَا عَلِیٌّ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ لَقَدْ اَرَدْتَ اَنْ تُدْخِلَ بَیْتِیْ نَارًا عَظِیْمًا ثُمَّ جَعَلَ یَزِنُهَا وَیُعْطِیْ كُلَّ شَرِیْفٍ حِصَّتَهٗ "

عنتر صحابی کہتا ہے کہ اتفاق سے ایک روز میں حضرت کے دربار میں گیا آپ کا غلام قنبر آیا اور کہا اے امیر المومنین آپ تو ایسے ہیں کہ اپنی اہل بیت کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑتے سب مال خرچ کر دیتے ہیں میں نے اس کو اہل بیت کے لئے کچھ رکھا ہے چھپا کر آپ نے فرمایا وہ کیا ہے قنبر نے کہا آپ تشریف لے چلئے دیکھئے وہ کیا ہے جب آپ گھر کو گئے تو ایک بڑا برتن سونے یا چاندی سے بھرا ہوا پایا آپ نے فرمایا تیری ماں تیرے کو روئے اس سے تیرا کیا ارادہ ہے۔ کیا تو میرے گھر میں اس قدر عظیم آگ بھرتا ہے پھر آپ نے اس مال کو شرفا پر تقسیم کر کے خود خالی ہاتھ واپس ہو گئے۔

عَنْ مُجَمِّعٍ اَنَّ عَلِیًّا كَانَ یَكْنِسُ بَیْتَ الْمَالِ ثُمَّ یُصَلِّیْ فِیْهِ رَجَاءَ اَنْ یَّشْهَدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنَّهٗ لَمْ یَحْبِسْ فِیْهِ الْمَالَ عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ کنز العمال ج ۵ ص ۵۵ ۔

مجمع صحابی سے مروی ہے کہ بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں بیت المال کے گھر میں جھاڑو دیتے پھر وہیں نماز پڑھتے۔ اس امید سے لوگ قیامت کے دن اس امر کی گواہی دیں کہ آپ لوگوں کی حاجت روائی کے لئے ہر وقت خزانہ بیت المال میں حاضر رہتے تھے۔

عن عبداللہ بن شریک عن جدہ ان علیا بن ابی طالب اتی بفالوذج فوضع قدامہ

فقال انہ طیب الریح وحسن اللون طیب الطعم ولکن اکرہ ان اعود نفسی مالم
نعتد۔ کنز ،،

عبداللہ بن شریک اپنے دادے سے روایت کرتا ہے حضرت علی کے پاس فالودہ آیا
آپ کے سامنے رکھا گیا آپ نے اُس کو دیکھ کر فرمایا اُسکی خوش بو رنگ و مزہ سب اچھے
ہیں لیکن میں اُس کو پسند نہیں کرتا کہ نفس اُس کو کھا کر سرکش ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محاسبانہ پند و نصائح

عن ابی مطر قال خرجت من المسجد فاذا رجل ینادی خلفی ارفع ازارک فانہ اتقی
لربک وانقی لثوبک وخذ من راسک ان کنت مسلماً فاذا ھو علیؓ ومعہ
الدرۃ واستمی لی سوق الابل فقال بیعوا ولا تحلفوا فان الیمین تنفق السلعۃ
وتمحق البرکۃ ثم اتی صاحب التمر فاذا خادم تبکی فقال شانک قال
باعنی ھذا تمرا بدرھم فابی مولای ان یقبلہ فقال خذہ واعطھا درھماً
فانہ لیس لھا امر وانہ ابی فقلت لہ الا تدری من ھذا قال لا قلت علیؓ
امیر المؤمنین فصب تمرہ واعطاہ درھماً وقال احب ان ترضی عنی یا
امیر المؤمنین قال ما ارضانی عنک اذا وفیتھم ثم مر مجتازا باصحاب التمر
فقال اطعم المسکین یربو کسبکم ثم مر مجتازا حتی انتھی الی اصحاب
السمک فقال لا یباع فی سوقنا طافی ثم اتی دار بزاز وھی سوق الکرابیس فقال
یا شیخ احسن بیعی فی قمیص بثلاثۃ دراھم فلما عرفہ لم یشتر منہ شیئاً ثم اتی
اخر فلما عرفہ لم یشتر منہ شیئاً ثم اتی غلاما حدثا فاشتری قمیصا بثلاثۃ دراھم ولبسہ ما بین الرسغین
الی الکعبین فجاءہ صاحب الثوب فقیل ان ابنک باع من امیر المؤمنین
قمیصا بثلاثۃ دراھم قال فھلا اخذت منہ درھمین فاخذ الدراھم

ثُمَّ جَاءَ اِلٰی عَلِیٍّ فَقَالَ اِمْسِكْ هٰذِهِ الدِّرْهَمْ قَالَ شَانُهٗ قَالَ كَانَ قَمِيْصًا ثَمَنُهٗ دِرْهَمَانِ بَاعَكَ ابْنِيْ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ قَالَ بَاعَنِيْ رَضَائِیْ وَاَخَذْتُ رَضَائِیْ ۔ کنزالعمال جلد ۵ ص۵۵ ۔

ابو مطر صحابی کہتا ہے کہ اتفاق سے میں مسجد سے باہر نکلا تو کسی نے پیچھے سے آواز دی کہ اپنے تہ بند کو اونچا کر اس میں خدا کی خوشنودی اور کپڑے کی پاکیزگی ہے ۔ اور لے اپنے سر سے جٹو کو اگر تو مسلمان ہے پس اتفاقاً کیا دیکھتا ہوں کہ آپ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ کے ساتھ ایک دُرّہ بھی موجود ہے اور آپ اور میں بازار میں گئے جہاں اونٹ فروخت ہوتے تھے ۔ آپ نے اُن کے تجاروں کو فرمایا تم مال کو قسمیں کھا کر مت فروخت کرو اس میں نفع تو ہے لیکن برکت جاتی رہتی ہے ۔ پھر کھجور فروشوں کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں ایک لڑکا کسی کا خادم رو رہا ہے آپ نے فرمایا کیوں روتا ہے لڑکے نے کہا میں نے اس سے یہ کھجوریں ایک درہم کو خریدی تھیں ۔ لیکن میرا آقا اُن کو لینا پسند نہیں کرتا آپ نے فرمایا یہ کھجوریں تو لے لے یہ درہم میں دیتا ہوں اپنے آقا کو دیدے وہ اب انکار نہیں کریگا ۔ پھر میں نے کہا کیا تو جانتا ہے یہ کون ہے ۔ کہا میں نہیں جانتا میں نے کہا یہ تو امیرالمؤمنین ہیں پھر اُس نے کھجوریں پھینک دیں اور درہم امیرالمومنین کو واپس کر دیا ۔ کہا اس کو پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہوں ۔ آپ نے فرمایا ناراضی کی کوئی وجہ نہیں ہے جبکہ تو نے اپنا لین دین صاف کر دیا ۔ پھر آپ کھجوروں کے بازار میں تشریف لائے کھجور فروش سے فرمایا مسکینوں کے ساتھ سلوک کیا کرو ۔ اِسکی وجہ سے تمہاری تجارت میں برکت ہوگی پھر آپ مچھلی فروش کے پاس تشریف لائے کہا ہمارے بازار میں طافی مچھلی نہ فروخت کرنا ۔ (طافی اُس مچھلی کو کہتے ہیں جو دریا میں مرجاوے) پھر بزازوں کے پاس آئے تو ایک شخص سے فرمایا اے شیخ میرے ساتھ اچھا معاملہ کرنا ۔ ایک قمیص تین درہم کو ٹھہرایا

جب اُس نے آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اُس سے کچھ نہ خریدا۔ پھر دوسرے کے پاس گئے۔ جب اُس نے بھی پہچان لیا اُس سے بھی نہیں لیا۔ پھر ایک کم سن لڑکے پاس تشریف لائے۔ اُس سے تین درہم کو ایک قمیص خرید کر پہنا تو وہ پونچیوں سے ٹخنوں تک لنبا تھا جب اصل قمیص کا مالک آیا تو لوگوں نے اُس سے کہا کہ تیرے لڑکے نے امیرالمومنین کو ایک قمیص تین درہم کو فروخت کیا ہے اُس نے لڑکے کو ڈانٹا اور درہم لیکر دوڑا۔ اے امیرالمومنین یہ ایک درہم لیجئے۔ آپ نے فرمایا کیوں کہا قمیص در اصل دو درہم کا تھا۔ لڑکے نے غلطی سے تین درہم کو دیدیا ہے۔ آپنے فرمایا وہ تو میں نے اپنی خوشی سے لیا ہے

اربعۃ خصائل لعلی بن ابی طالب لواء محمد بیدہٖ یوم القیمۃ

عن عبد اللہ بن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہٗ قال سألت اللہ یا علیؓ فیک خمسًا فمنعنی واحدۃً واعطانی اربعًا سألت اللہ ان یجمع علیک امتی فابٰی علیّ واعطانی فیک ان اوّل من تنشق عنہ الارض یوم القیمۃ انا وانت معی معک لواء الحمد وانت تحملہٗ بین یدیّ تسبق بہ الاولین والاٰخرین واعطانی انک ولی المومنین بعدی۔ الخطیب از کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۵ ۔

عبداللہ بن عباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپنے فرمایا میں نے خداوند سے علیؓ کے لئے پانچ چیزوں کے عطا کا سوال کیا ایک سے منع فرمایا اور چار کے عطا کا حکم ہُوا اور وہ یہ ہیں۔ ایک علی بن ابی طالب کے لئے تمام اُمت کا اتفاق ہو انکار ہُوا۔ دوم قیامت کے دن جب زمین شق ہو تو ہم دونوں ساتھ ہوں منظور ہوئی سوم قیامت کے دن لواءِ حمد تیرے ہاتھ میں ہو۔ سب مخلوق خدا میں منظور چہارم میرے بعد تو تمام مومنین کا ولی دوست ہو۔ منظور

علی بن ابی طالب افضل الصدیقین ہے

عن عبد اللہ بن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ
حبیب النجار مؤمن آل یٰس قال یا قوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مؤمن آل فرعون
الذی قال اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وعلی بن ابی طالب وھو افضلھم
کنز العمال ج۶ ص۱۵۲ ۔

عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا صدیقوں میں تین شخص ہیں۔
ایک حبیب نجار جو آل یس سے ایمان لایا۔ دوم حزقیل جو موسیٰ کے ساتھ ایمان لایا۔
تیسرا علی بن ابی طالب اُن سے افضل ہے۔

حضرت علیؓ کا خاص طور پر اہل مکہ کو سورہ برات پہنچانا اور فسخ معاہدات کرنا

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال لما نزلت عشر آیات من براءت علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم دعا ابا بکر رضی اللہ عنہ لیقرأ علی اھل مکۃ ثم دعانی فقال لی ادرک ابا
بکر فحیثما لقیتہ فخذ الکتاب منہ ورجع ابو بکر رضی اللہ عنہ فقال یا رسول اللہ
نزل فی شیئ قال لا ولکن جبرئیل جاءنی فقال لن یؤدی عنک الا انت او
رجل منک ۔ اخرجہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل فی زوائد المسند وابو الشیخ وابن مردویہ از تفسیر
درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۰۹

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ببراءۃ
مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی
فدعا علیا فاعطاہ ایاہ اخرجہ ابن ابی شیبہ واحمد وترمذی وحسنہ وابو الشیخ وابن
مردویہ از تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۰۹ ۔

عن سعد بن ابی وقاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر ببراءۃ
الی اھل مکۃ ثم بعث علیا علی اثرھا فاخذھا منہ فکان ابا بکر وجد فی نفسہ

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر انہ لا یؤدی عنی الا انا او رجل منی
ابن مردویہ از تفسیر درمنثور وایضاً عن سعد بن ابی وقاص ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بعث علیاً باربع لا یطوفن بالبیت عریان ولا یجتمع المسلمون
والمشرکون بعد عامھم (یعنی ھذا) ومن کان بینہ وبین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عھد فھو الی عھدہ وان اللہ ورسولہ بریٔ من المشرکین۔
اخرجہ ابن ابی حاتم از تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۰۹
عن ابی سعید الخدری قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر یؤدی
عنہ براءۃ فلما ارسلہ فقال یا علی انہ لا یؤدی عنی الا انا او انت فحملہ
علی ناقتہ العضباء حتی الحق ابا بکر فاخذ منہ براءۃ الحدیث ایضاً اخرجہ
ابن حبان ومردویہ از تفسیر درمنثور "

اِن احادیث کا ترجمہ قریب قریب ایک ہی ہے یعنے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ براٰت کو حضرت ابوبکر کو دیکر مکہ روانہ فرمایا۔ بعدہ فرمانِ خداوندی بذریعہ جبرئیل صادر ہؤا کہ آپ خود تشریف لے جاکر اہلِ مکہ مشرکین کو سورہ برات سنائیے یا اپنے قرابت والا ہو چونکہ حضرت علی بن ابی طالب آپ کے ابن عم عصبہ تھے اِسلئے حضرت علی کو اپنی اونٹنی عضبا سواری کو دیکر حکم ہوا کہ تو جاکر ابوبکر سے سورۃ برات لیلے اہلِ مکہ مشرکین کو سناکر کہدے کہ چار ماہ کی تم کو مدت دی گئی ہے تم لوگ مکہ خالی کردو اور جسقدر ہمارے تمہارے درمیان معاہدات تھے وہ بھی چار ماہ کے بعد سب فسخ اگر اسکی تعمیل نہ کروگے تو یاد رکھو ہم جنگ کو تیار ہیں اس کے بعد حضرت ابوبکر نے تشریف لاکر کہا کیا میرے لئے کوئی حکم صادر ہؤا ہے آپنے فرمایا جبرائیل نے کہا کہ اپنے ذات یا اپنی قرابت والے سے یہ سرانجام دیا جائیگا۔ تو اِس لئے علی ابن ابی طالب کو روانہ کیا کہ وہ میرا عصبہ بھائی ہے۔ یعنے میرے قائم مقام ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب کو اپنی ذات تصور کرنا اور خاصف النعل کا خطاب

عن ابی سعید قال کنا جلوسا فی المسجد فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلس الینا و لکان علی رؤسنا الطیر لا یتکلم منا احد فقال ان منکم رجلا تقاتل الناس علی تاویل القرآن کما قوتلتم علی تنزیلہ فقام ابوبکر فقال انا ھو یارسول اللہ قال لا ولکنہ خاصف النعل فی الحجرۃ فخرج علینا علیؓ و معہ نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلح منہا رش حم ع ک حل ض -
کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۶ -

ابو سعید خدری کہتا ہے کہ ایک روز ہم مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت باہر تشریف لاکر ہم میں بیٹھ گئے اور ہماری حالت ایسی تھی گویا ہمارے سروں پر طیور ہیں۔ ہم سب ساکت تھے آپ نے فرمایا تم میں ایک مرد ہے کہ وہ تاویل قرآن پر لوگوں سے مقاتلہ کریگا جیسے تم لوگوں نے نزول قرآن پر جہاد کیا ابو بکر نے کہا کیا وہ میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے حجرہ میں پھر حجرہ سے حضرت علی آپ کا جوتا سی کے باہر لے کر آئے۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لینتھین بنو ولیعۃ او لابعثن الیھم رجلا کنفسی ینفذ فیھم امری فیقتل المقاتلۃ ویسبی الذریۃ فما راعنی الا وکف عمر فی حجزتی من خلفی قال من تعنی قال ما ایاک اعنی ولا صاحبک قال فمن تعنی قال خاصف النعل قال وعلیؓ یخصف النعل۔
خصائص نسائی ص ۲۴ -

ابو ذر آنحضرت سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بنو ولیعہ کے لوگ باز آجاویں (یہ ایک قبیلہ کفار عرب کا تھا) ورنہ میں ایک ایسے شخص کو انکی طرف بھیجونگا

کہ مثل میری ذات کے ہوگا۔ کہ وہ میرا حکم اُن میں جاری کریگا۔ اُن سے مقاتلہ کریگا۔ اور اُنکی اولاد قید کریگا۔

علی ہادی امت ہیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِیٌّ الْھَادِیْ وَبِکَ یَا عَلِیُّ یَھْتَدِی الْمُھْتَدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ ۔ کنز العمال ج ۶ صفحہ ۱۵۷ از الدیلمی۔

حضرت جابر آنحضرت سے فرماتے ہوئے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا میں تو نذیر ہوں اور علی تو ہادی امت ہے میرے بعد تیرے سے طالب ہدایت ہدایت پائینگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ناکثین و مارقین و قاسطین کو قتل کرنا۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقِتَالِ النَّاکِثِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ کنز العمال ج ۵ صفحہ ۳۹۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت سے فرماتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ آپنے میرے حق میں فرمایا الناکثین اصحاب جمل کو قتل کروں گا۔ کیونکہ اُنھوں نے میری بیعت سے انکار کیا۔ اور القاسطین اہل صفین کو قتل کروں۔ کہ میرے حکم میں آکر بغاوت کی۔ اور المارقین الخوارج کو قتل کروں کہ دین میں آکر پھر دین سے نکل گئے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتٰی مَنْزِلَ اُمِّ سَلَمَۃَ فَجَاءَ عَلِیٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اُمَّ سَلَمَۃَ ھٰذَا وَاللّٰہِ قَاتِلُ الْقَاسِطِیْنَ وَالنَّاکِثِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ کنز العمال ج ۵ صفحہ ۳۹ و مستدرک۔

اِس حدیث کا ترجمہ پہلی حدیث میں آگیا۔ صرف مِنْ بَعْدِیْ کا لفظ زاید ہے۔

یَا عَلِیُّ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَاِنْ شَقَّ عَلَیْکَ

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسلم یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ فِی الْجَنَّۃِ یَا عَلِیُّ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَاِنْ شَقَّ عَلَیْکَ وَلَا تَاْکُلِ الصَّدَقَۃَ وَلَا تَنْزِی الْحَمِیْرَ عَلَی الْخَیْلِ وَلَا تُجَالِسْ اَصْحَابَ النُّجُوْمِ (کنز از حط -)

حضرت علیؓ کا لواء حمد لے کر بندگانِ خدا کو حوضِ کوثر پر جمع کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن عباس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ اِمَامِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُدْفَعُ اِلَیَّ لِوَاءُ الْحَمْدِ فَاَدْفَعُہٗ اِلَیْکَ وَاَنْتَ تَذُوْدُ النَّاسَ عَنْ حَوْضِیْ .. (کنز از کر ج ۵ صنہ)

عبداللہ بن عباس آں حضرت سے سن کر روایت کرتے ہیں کہ آپنے علی بن ابی طالب سے فرمایا علی قیامت کے دن تو میرے آگے ہوگا اور لواءِ حمد مجھ کو عنایت ہوگا میں تم کو دوں گا۔ تو اُس کو لیکر حوض کوثر پر لوگوں کو جمع کریگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فراستی پیشین گوئی

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ یَا اَھْلَ الْکُوْفَۃِ سَیُقْتَلُ مِنْکُمْ سَبْعَۃُ نَفَرٍ خِیَارُکُمْ مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ اَصْحَابِ الْاُخْدُوْدِ مِنْھُمْ حُجْرُ بْنُ الْاَدِّ وَاَصْحَابُہٗ قَتَلَھُمْ مُعَاوِیَۃُ بْنُ الْعَذْرَاءِ مِنْ دِمَشْقَ کُلُّھُمْ مِنْ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ . کنز العمال از کر ج ۵ صلہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمال فراست آپنے اہل کوفہ کو خطاب کرکے فرمایا اے اہلِ کوفہ قریب ہے کہ تم میں پسندیدہ سات افراد قتل کئے جائینگے۔ اُنکی مثال مثال اصحاب اخدود کی ہے منجملہ اُن کے حجر بن الاد ہے اور اُس کے صحاب ہیں ایسا ہی ہوا کہ معاویہ بن عذراء نے اُن کو دمشق میں قتل کرڈالا۔ اور یہ سب لوگ اہل کوفہ سے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قسیم جنت و دوزخ ہونا

قَالَ رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسلم یَا عَلِیُّ اَنْتَ قَسِیْمُ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تقول النَّاسُ ھٰذَا لِیْ وَھٰذَا لَکَ ۔ صواعق صفحہ ۷۵ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا اے علیؓ تو دن قیامت کے اہل جنت و نار کو تقسیم کریگا ۔ دوزخ کہینگے یہ میرے لئے اور یہ تیرے لئے ہے یعنی اہل جنت ۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّجْثُوْ بَیْنَ یَدَیِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ .. اخرجہ البخاری صواعق ص۷۵ ۔

حضرت علی فرماتے ہیں میں پہلا شخص ہوں گا قیامت کے دن رحمن کے سامنے گھٹنے ٹیک کر کھڑا ہو جاؤں گا جنت کے لئے مخاصمت کروں گا ۔ اے خداوند ذوالجلال یہ اہل جنت سے ہیں ۔

امیر علیہ السلام کیلئے آفتاب کا واپس آنا

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَ رَاْسُہٗ فِیْ حِجْرِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فَلَمْ یُصَلِّ الْعَصْرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّیْتَ یَا عَلِیُّ قَالَ لَا قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ اُرْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَرَاَیْتُہَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَاَیْتُہَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ وَوَقَفَتْ عَلَی الْجِبَالِ وَالْاَرْضِ وَذٰلِکَ بِالصَّھْبَاءِ فِیْ خَیْبَرَ ۔ ذکرہ قاضی عیاض فی الشفاء المواہب اللدنیہ ص۲۷۲ وغیرہ والطحاوی والطبرانی فی معجم الکبیر و ابن مندہ و ابن شاہین و ابن مردویہ

ترجمہ :۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی آئی اور آپکا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا اور حضرت علی نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تو نے نماز پڑھی ہے آپ نے فرمایا نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ علی تیرے و تیرے رسول کی طاعت میں تھا آفتاب کو
اس پر واپس کر اسمارا و یہ حدیث کہتی ہیں کہ آفتاب غروب ہو کے پھر واپس آیا۔
اُسکی روشنی پہاڑوں اور زمین پر معلوم ہوتی تھی۔ اور یہ واقعہ صہبا کے مقام پر ایک دو میل
کے فاصلہ خیبر میں ہوا۔

اَنَّ عَلِیًّا اَحَدٌ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ

اَنَّ عَلِیًّا اَحَدٌ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ وَعَرَضَہٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَعَرَضَ عَلَیْہِ ابو الاسود الدؤلی وابو عبد الرحمن السلمی وعبد الرحمٰن بن ابی
لیلیٰ صواعق ص۷۲۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ایک ہیں اُن میں کے جنہوں نے قرآن مجید جمع کیا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا اور ابو الاسود دولی اور ابو عبد الرحمٰن سلمی اور عبد الرحمٰن ابن ابی
لیلیٰ نے بھی حضرت علیؓ پر قرآن پڑھا ہے۔

عن محمد بن سیرین قال نُبِّئْتُ اَنَّ عَلِیًّا اَبْطَأَ عَنْ بَیْعَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَقِیَہٗ اَبُوْبَکْرٍ
فَقَالَ اَکَرِھْتَ اِمَارَتِیْ فَقَالَ لَا وَلٰکِنْ اٰلَیْتُ اَنْ لَّا اَرْتَدِیَ بِرِدَاءٍ اِلَّا اِلَی الصَّلٰوۃِ
حَتّٰی اَجْمَعَ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَزَعَمُوْا اَنَّہٗ کَتَبَہٗ عَلٰی تَنْزِیْلِ قال محمد بن سیرین
فَلَوْ اَصَبْتُ ذٰلِکَ الْکِتَابَ کَانَ فِیْہِ عِلْمٌ ۔ کنز العمال ج۲ ص۵۲

عن محمد بن کعب القرظی قال کان مِمَّنْ خَتَمَ الْقُرْاٰنَ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حَیٌّ عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب و عبد اللہ بن مسعود
کنز العمال از کر و قال فی اسنادہ نظر کر ج۲ ص۵۲

عن الشعبی قال جَمَعَ الْقُرْاٰنَ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستہ نفر

مِنَ الْاَنصَارِ اُبَیّ بن کعبؓ و زیدؓ بن ثابت و معاذؓ بن جبل و ابو الدرداءؓ و سعدؓ بن عبید و ابو زیدؓ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۵۲

محمد بن سیرین کی روایت یہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں کچھ دیر کی تو اتفاق سے ان دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علیؓ کو کہا کیوں آپ کو میری عمارت ناپسند ہے حضرت علیؓ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ میں نے ایلا کیا ہے کہ جبتک قرآن جمع نہ کرلوں تو چادر بجز نماز کے نہیں اوڑھونگا۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں اگر یہ مجموعہ قرآن حضرت علی کا ہم کو ملتا تو اس میں بہت کچھ علم ہوتا کیونکہ انہوں نے نزول کے موافق جمع کیا ہوگا۔ اور شعبی کی روایت ہے کہ چھ افراد نے زمانہ نبوت میں قرآن جمع کیا تھا۔ ابی بن کعب زید بن ثابت و معاذ بن جبل وابو الدرداء و سعید بن عبید وابو زید ہیں۔

موجودہ قرآن کا حضرت علی کی رائے اور مشورہ کے مطابق جمع ہونا

عن سوید بن غفلۃ قال سمعت علی بن ابی طالب یقول یا ایھا الناس لا تغلوا فی عثمان ولا یقولون لہ الا خیراً فی المصاحف فواللہ ما فعل فی المصاحف الا عن ملاءٍ منا جمیعاً فقال ما تقولون فی ھذہ القراءۃ فقد بلغنی ان بعضھم یقول ان قراءتی خیر من قراءتک و ھذا یکاد ان یکون کفراً قلنا فما تری قال تری ان نجمع الناس علی مصحف واحد فلا تکون فرقۃ ولا یکون اختلاف قلنا فنعم ما رأیت قال فقیل ای الناس افصح و ای الناس اقرء قالوا افصح الناس سعید ابن العاص و اقرؤھم زید بن ثابت فقال لیکتب احدھما و یملی الآخر ففعلا و جمع الناس علی مصحف قال علیؓ واللہ لو ولیتہ لفعلت مثل الذی فعل کنز العمال از ابن ابی داود جلد ۲ صفحہ ۵۰

سوید بن غفلہ حضرت علیؓ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا اے لوگو تم عثمان پر قرآن مجید کے جمع کرنے کے بارے میں غلو مت کرو قسم اللہ کی اُس نے اپنی رائے سے ایسا نہیں کیا بلکہ ہم لوگوں نے اُن کو مجبور کیا تو عثمانؓ نے کہا آپ لوگ کیا کہتے ہو اُس قرآن کے بارے میں اب اسقدر اختلاف پیدا ہوگیا ہے ایک دوسرے پر آپ کو ترجیح دے رہا ہے کہ میری قرأۃ تیری قرأۃ سے اچھی ہے۔ قریب ہے کہ یہ کفر کی حد تک پہنچ جائیگا۔ ہم نے کہا آپ کی کیا رائے ہے۔ آپ نے کہا میری رائے میں یہ آتا ہے کہ بلا اختلاف قرأۃ ایک قرأۃ کے قرآن پر لوگوں کو جمع کیا جائے تو مناسب ہوگا۔ ہم نے اُس کو پسند کیا۔ پھر آپ نے کہا فصیح بلیغ کون کون ہیں اور قراءین کون کون ہیں۔ لوگوں نے کہا سعید بن العاص بہت فصیح لغوی ہیں اور زید بن ثابت بہت بڑے قاری ہیں پھر عثمانؓ نے کہا یہ دونوں مل کر لکھیں۔ تو اِن دونوں نے مل کر قرآن کو ترتیب دیکر لوگوں کو ایک نہج کے قرآن پر جمع کیا۔ حضرت علی قسم کھا کر فرماتے ہیں اگر میں بھی کرتا تو ایسا ہی کرتا۔

فائدہ جلیلہ۔ دوسری ایک روایت میں ہے کہ زید بن ثابت نے کتابت کی اور سعید بن العاص نے املا درست کیا ہے۔ یہ قرآن تمام بلاد میں شائع کیا گیا۔ اور پہلے کے سب قرآن بین المنبر و قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم دفن کئے گئے۔

عَنْ محمد بن کعب القرظی قال کان ممن جمع القراٰن علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو حیّ عثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وعبداللہ بن مسعود من المھاجرین و سالم مولیٰ ابی حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعہ مولی لھم لیس من المھاجرین (استیعاب ج ۲ ص۴۲)

علم نحو کے موجد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں

عَنْ سلیمان بن سلم الباھلی قال حدثنا ابی عن جدی عن ابو الاسود الدؤلی قال

دَخَلْتُ عَلٰی اَمِیرِ المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ فَرَأَیْتُہٗ مُطْرِقًا مُتَفَکِّرًا فَقُلْتُ فِیْمَ تُفَکِّرُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ بِبَلَدِکُمْ ھٰذَا لَحْنًا فَاَرَدْتُ اَنْ اَصْنَعَ کِتَابًا فِیْ اُصُوْلِ الْعَرَبِیَّۃِ فَقُلْتُ فَاِنْ فَعَلْتَ ھٰذَا اَحْیَیْتَنَا وَبَقِیَتْ فِیْنَا ھٰذِہِ اللُّغَۃُ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاَلْقٰی اِلَیَّ صَحِیْفَۃً فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْکَلَامُ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ فَالْاِسْمُ مَا اَنْبَأَ عَنِ الْمُسَمّٰی وَالْفِعْلُ مَا اَنْبَأَ عَنْ حَرَکَۃِ الْمُسَمّٰی وَالْحَرْفُ مَا اَنْبَأَ عَنْ مَعْنًی لَیْسَ بِاِسْمٍ وَفِعْلٍ ثُمَّ قَالَ تَتَبَّعْہُ وَزِدْ فِیْہِ مَا وَقَعَ لَکَ وَاعْلَمْ یَا اَبَا الْاَسْوَدِ اَنَّ الْاَشْیَاءَ ثَلَاثَۃٌ ظَاھِرٌ وَمُضْمَرٌ وَشَیْءٌ لَیْسَ بِظَاھِرٍ وَلَا مُضْمَرٍ وَاِنَّمَا تَتَفَاضَلُ الْعُلَمَاءُ فِیْ مَعْرِفَۃِ مَا لَیْسَ بِظَاھِرٍ وَلَا مُضْمَرٍ۔

قَالَ اَبُو الْاَسْوَدِ فَجَمَعْتُ مِنْہُ اَشْیَاءَ وَعَرَضْتُھَا عَلَیْہِ فَکَانَ مِنْ ذٰلِکَ حُرُوْفُ النَّصْبِ فَذَکَرْتُ مِنْھَا اَنَّ وَاِنَّ وَلَیْتَ وَلَعَلَّ وَکَاَنَّ وَلَمْ اَذْکُرْ لٰکِنَّ فَقَالَ لِیْ لِمَ تَرَکْتَھَا فَقُلْتُ لَمْ اَحْسِبْھَا مِنْھَا فَقَالَ بَلْ ھِیَ مِنْھَا فَزِدْھَا فِیْھَا۔ تاریخ الخلفاء

ابو اسود دئلی کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپکو سرنگوں متفکر پایا عرض کیا آج آپ متفکر کیوں ہیں آپنے فرمایا میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں لغات عربیہ میں تبدیلی شروع ہو گئی ہے میرا ارادہ ہے کہ عربیت میں قواعد منعقد کروں تاکہ زبان عربی اپنی فصاحت سے نہ گرے میں نے عرض کیا اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم پر بڑا احسان ہوگا۔ اور آپ کے بعد وہ اصول ہمیشہ باقی رہینگے۔ تین روز کے بعد میں پھر آیا تو آپ نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے ڈال دیا۔ اسمیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد لکھا تھا کہ کلام کے تین قسم ہیں اسم فعل حرف اسم وہ ہے جو اپنے مسمّٰی کی خبر دے۔ اور فعل وہ ہے جو اپنے مسمّٰی کی حرکت کی خبر دے اور حرف وہ ہے جس میں یہ دونوں خاصیتیں نہ پائی جائیں۔ جب میں دیکھ چکا تو آپ نے فرمایا اگر تمہارے زہن میں کچھ ہو تو اس میں زیادہ کردو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اشیاء

تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ظاہر مضمر۔ اور ایک نہ ظاہر نہ پوشیدہ۔ تیسری قسم پر علمأ نے بڑی بڑی بحثیں کی ہیں ح ابوالاسود کہتے ہیں کہ پھر میں چلا آیا۔ اور میں نے بھی کچھ جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کیا منجملہ اُن کے حروف ناصبہ بھی ہیں۔ جو میں نے لکھے تھے۔ وہ یہ ہیں۔ اِنَّ اَنَّ۔ لَیْتَ لَعَلَّ کَاَنَّ۔ تو آپ نے فرمایا لٰکِنَّ بھی تو حروف ناصبہ سے ہے اُس کو کیوں شریک نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا اُس کو حروف ناصبہ سے نہیں خیال کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ بھی حرف ناصبہ سے ہے اُن میں اُس کو زیادہ کر دو۔

اور ایک روایت ہے ابن ابی ملیکہ صحابی نے کہا کہ مدینہ میں ایک اعرابی قرآن کی تعلیم پانے کے لئے آیا اُس کو کسی نے سورۂ براۃ پڑھا دیا۔ اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ ۔ (بکسر اللام والہاء) یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ نے اُس کو بلایا اور کہا تُو نے ایسا کیوں پڑھا۔ اُس نے کہا مجھ کو کسی نے ایسا ہی پڑھایا ہے۔ آپ نے اُس کو فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ ایسا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ (برفع اللام والہاء) پھر آپ نے ابوالاسود دئلی کو حکم دیا کہ علم نحو کی تدوین کرو۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے علم نحو کی تدوین کی۔ یہ امیر معاویہ کا علاتی بھائی ہے۔ اس کا نام عمرو بن سُفیان ہے۔ یہ ابی بن کعب اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتا ہے۔ اور تابعی ہے اور بصرہ کا قاضی بھی رہ چکا ہے اکثر حضرت علی کے ساتھ رہتا تھا۔ بعد آپ کے امیر معاویہ نے اُس کو خوب عروج دیا۔ منتخب کنز العمال ج ۱ ص ۳۹۶ و تاریخ الخلفا ص ۸۲) اِس کا انتقال ۶۹ھ میں ہوا۔ (خلاصہ)

سب سے زیادہ علم فرائض جاننے والے امیر علیہ السلام ہیں

عن عبد اللہ بن مسعود قَالَ اَفْرَضُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ وَاَقْضَاھَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ تاریخ الخلفاء ص ۶۶)

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ اہل مدینہ صحابہ میں علی ابن ابیطالب سے زیادہ علم فرائض جاننے والا اور اقضا نہیں ہے۔

سب سے زیادہ علم حدیث جاننے والے امیر علیہ السلام ہیں

عن عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ قال کان لعلی ما شئت من ضرس قاطع فی العلم وکان لہ البسطۃ فی العشیرۃ والقدم فی الاسلام والصھر برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والفقہ فی السنۃ والنجدۃ فی الحرب والجودۃ فی المال (تاریخ الخلفاء صہ ۶۶)

عبد ابن عیاش بن ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے علم کی چکی تھی علم کو پیسے جاتے تھے۔ (تبحر تھے) اور بڑے قبیلے والے تھے۔ اور تقدم فی الاسلام تھے! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت قریبہ اور علم سنت میں بڑے فقیہ تھے۔ اور جنگ میں بڑے بہادر تجربہ کار اور سخاوت مال میں سب سے زیادہ ترجیح تھے۔

آنحضرت کا امیر علیہ السلام کو مکہ معظمہ سورہ براۃ کیساتھ عادیکر روانہ کرنا

عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم حین بعثہ ببراءۃ فقال یا نبی اللہ انی لست باللسن ولا بالخطیب قال ما بد ان اذھب بھا انا او تذھب بھا انت قال فان کان ولا بد فسأذھب انا قال فانطلق فان اللہ یثبت لسانک ویھدی قلبک قال ثم وضع یدہ علے فمہ مستدرک ج ۳ صہ ۱۵۶

جب کہ آنحضرت نے امیر علیہ السلام کو سورہ براءۃ دیکر مکہ روانہ کیا۔ آپنے کہا یا رسول اللہ آپ تو مجھ کو بھیجتے ہیں لیکن میں کوئی فصیح و بلیغ نہیں ہوں۔ اگر ضروری امر ہے تو میں تیار ہوں آپنے فرمایا ضروری ہے۔ میں خود جاتا۔ مگر میں اپنی جگہ تم کو بھیجتا ہوں اللہ تعالی تیری زبان کو فصیح اور دل کو ہدایت کریگا۔ پھر اپنا دست مبارک میرے منہ پر رکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کرنا۔

عن ابی سعید الخدری قال اشتکا الناس علیا فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

فِيْنَا خَطِيْبًا فَقَالَ لَا تَشْكُوْا عَلِيًّا فَاِنَّهُ لَاَخْشَنُ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ اَوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔۔

مستدرک و صواعق ص۷۲ ۔

ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو آنحضرت نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا۔ اے لوگو تم علی کی شکایت مت کرو۔ کیونکہ وہ ذاتِ الٰہی سے بہت ڈرنے والا ہے اور خدا کے راستہ میں مصروف ہے ۔

قوله صلى الله عليه وسلم لعلي ما سألت الله شيئًا الا سألت لك

عن علي عليه السلام قال مرضت فعادني رسول الله صلى الله عليه وسلم ودخل وانا مضطجع فاتى لي حبى فسجاني بثوبه فلما راى لي قد ضعفت قام الى المسجد يصلي فلما قضى صلاته جاء فرفع الثوب عني ثم قال قم يا علي فقد برئت فقمت فكاني ما اشتكيت فقال ما سألت ربي شيئًا الا اعطاني وما سألت الله شيئًا الا سألت لك

کنز العمال ج ۳ ۔ ص۱۵۴ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بیمار ہو گیا تھا میرے باز و آکر اپنا کپڑا مجھ پر اڑھا دیا تھا۔ اور میں بہت ناتواں ہو گیا تھا۔ پھر آپ نے مسجد میں جا کر نماز ادا فرمائی اور پھر تشریف لائے اور جو کپڑا اڑھا گئے تھے اس کو اٹھا کر فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ یا علی بیشک اب تم تندرست ہو گئے ہو۔ جب میں کھڑا ہوا تو گویا میں بیمار ہی نہیں تھا اتنی صحت اور قوت پیدا ہو گئی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا جو چیز میں نے خدا سے مانگی مجھ کو اس نے عطا کی اور میں نے کوئی چیز خدا سے نہیں مانگی مگر تجھ کو بھی سہیم شریک کیا ہے ۔

امیر علیہ السلام کا وضو

عَنْ اَبِيْ حَيَّةَ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا بَالَ فِي الرَّحْبَةِ وَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا

تلاثاً ومسح براسه وغسل قدميه ثلاثاً ثلاثاً ثم قام فشرب من فضل وضوئه
ثم قال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل کالذی رأیتمونی فعلت
فاردت ان اریکموہ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۲۷ و ۱۳۵ و ۱۳۹ -

امیر علیہ السلام کی تمام غزوات میں شرکت بجز غزوۂ تبوک کے

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال لم یتخلف علی بن ابی طالب عن مشہدٍ شہدہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مذ قدم المدینۃ الا تبوک فانہ خلفہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی المدینۃ وعلی عیالہ استیعاب ج ۲ ص ۹۵۹ -

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ علیؑ بن ابی طالب تمام غزوات میں آنحضرتؐ کے ساتھ شریک رہے بجز تبوک کے
کہ آپ نے مدینہ اور اہل عیال کی حفاظت کے لئے اپنا جانشین فرمایا تھا۔

افتراق امت

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلیؑ تفترق فیک امتی افترقت بنو اسرائیل فی عیسیٰ
استیعاب ج ۲ ص ۴۵۹ -

آنحضرت نے فرمایا اے علی تیرے لئے اُمت میں تفرقہ پڑ جائے گا۔ جیسے بنی اسرائیل نے عیسیٰؑ
میں اختلاف کیا۔

قولہ لولا علیؑ لھلک عمرؓ

قال فی المجنونۃ التی امر برجمھا و فی التی وضعت لستۃ اشھرٍ فاراد عمر رجمھا
فقال لہ علیؑ ان اللہ تعالیٰ یقول وحملہ وفصالہ ثلاثون شھراً (الحدیث) فقال لہ
ان اللہ رفع القلم عن المجنون (الحدیث) فکان عمرؓ یقول لولا علیؑ لھلک عمرؓ
ایک مجنونہ عورت نے چھ ماہ میں بچہ جنا تو حضرت عمر نے یہ خیال کیا نکاح سے دس ماہ حمل کے پورے

نہیں ہوئے تو اس کو رجم (سنگسار) کیا جائے۔ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا آپکو معلوم نہیں ایک تو مجنونہ مرفوع القلم ہے دوم خدا فرماتا ہے حمل ورضاعت کے تیس مہینے ہیں۔ چوبیس ماہ دودھ پلانے کے اور چھ ماہ حمل کے اس طرح جملہ تیس ماہ ہوتے ہیں تو حضرت عمر نے کہا اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ بوجہ غلطی مسئلہ کے۔

حضرت امیر علیہ السلام کا تبلیغ اسلام

عن البراء بن عازب قال بعث رسول الله صلی الله علیہ وسلم خالد بن الولید الی الیمن یدعوھم الی الاسلام فکنت فیمن سار معہ فاقام علیھم ستۃ اشھر لا یجیبونہ الی شیء فبعث النبی صلی الله علیہ وسلم علی بن ابی طالب و امرہ ان یقفل خالدا ومن تبعہ الامن اراد البقی مع علی فیترکہ قال البراء فکنت فیمن عقب مع علی فلما انتھینا الی وائل الیمن بلغ القوم الخبر فجمعوا الہ فصلی بنا علی الفجر فلما فرغ صففنا صفا واحدا ثم تقدم بین ایدینا فحمد الله واثنی علیہ ثم قرا علیھم کتاب رسول الله صلی الله علیہ وسلم فاسلمت ھمدان کلھا فی یوم واحد ثم حلس فقال السلام علی ھمدان وتتابع اھل الیمن علی الاسلام (استیعاب ج ۲ ص ۴۴)

براء بن عازب کہتا ہے کہ آنحضرتؐ نے خالد بن ولید کو جانب یمن بغرض دعوت اہل یمن روانہ فرمایا۔ ہم چھ ماہ تک تبلیغ اسلام کرتے رہے مگر کسی پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے علی بن ابی طالب کو یمن بھیجا اور فرمایا کہ خالد کو مع ہمراہیوں کے واپس کردو۔ اگر کوئی علی کے ساتھ رہنا چاہے تو رہ سکتا ہے۔ براء کہتا ہے کہ میں بھی حضرت علیؑ کے ساتھ رہ گیا۔ اور جب ہم یمن کے قریب پہنچے لوگوں کو خبر ہوئی تو آپ کے پاس آکر جمع ہوئے صبح کی نماز حضرت علیؑ نے ہم کو پڑھائی۔ جب نماز سے فرصت ہوئی تو لوگ ایک صف باندھ کر ہمارے قریب ہوئے حضرت علیؑ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد آنحضرت کا خطی پیغام سنایا۔ تو تمام ہمدانی قبیلے کے افراد

ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئے۔ جب یہ خبر آنحضرت کو مدینہ میں پہنچی تو سجدۂ شکر ادا فرمایا۔ اور اہل یمن پے در پے داخل اسلام ہونے لگے۔

حضرت امیر علیہ السلام سے تقدیر کا سوال

عن الحارث قال جاء رجل الی علیؑ فقال اخبرنی عن القدر قال طریق مظلم لا تسلکہ قال اخبرنی عن القدر قال بحر عمیق لا تلجہ قال اخبرنی عن القدر قال سر اللہ قد خفی علیک ولا تفتشہ قال اخبرنی عن القدر قال یا ایھا السائل ان اللہ خلقک لما شاء او لما شئت قال بل لما شاء قال فیستعملک لما شاء (تاریخ الخلفاء ص)

حارث کہتا ہے کہ ایک شخص امیر علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور کہا مجھ کو تقدیر سے خبر دیجئے آپ نے فرمایا یہ اندھیرا راستہ ہے اس پر مت چل۔ پھر کہا آپ مجھ کو تقدیر سے خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ گہرا دریا ہے اس میں غوطہ نہ مار۔ پھر کہا آپ مجھ کو تقدیر سے خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ راز الٰہی ہے اس میں تفتیش نہ کر۔ پھر کہا آپ مجھ کو تقدیر سے خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا اے سائل اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پیدا کیا۔ جیسا اس نے چاہا۔ یا جیسے تو نے چاہا۔ اس شخص نے کہا جیسے خدا نے چاہا ویسا پیدا کیا۔ فرمایا پس تو یاد رکھ جیسا خدا چاہے گا تیرا استعمال کریگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مہری نقش

عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان خاتم علی بن ابیطالب کان من ورق نقشہ نعم القادر اللہ۔ تاریخ الخلفاء عن ابن عساکر۔

و عن عمرو بن عثمان بن عفان قال کان نقش خاتم علی بن ابیطالب الملک للہ۔

جعفر بن محمد کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی مہر کا نقش نعم القادر اللہ تھا۔ اور عمرو بن عثمان بن عفان کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی مہر کا نقش الملک للہ تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوا

کہ خلافت سے قبل کا نقش خاتم ایک تھا اور خلافت کے بعد دوسرا تھا۔

امیر علیہ السلام کے اشعار

عن شعبی قال کان ابوبکر یقول الشعر و کان عمر یقول الشعر و کان عثمان یقول الشعر
و کان علی اشعر الثلاثۃ۔ قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

اِذَا اشْتَمَلَتْ عَلَی الْیَاسِ الْقُلُوْبُ ۔۔۔ وَضَاقَ بِھِمَا الصَّدْرُ الرَّحِیْبُ
وَاَوْطَنَتِ الْمَکَارِہُ وَاطْمَاَنَّتْ ۔۔۔ وَاَرْسَتْ فِیْ اَمَاکِنِھَا الْخُطُوْبُ
وَلَمْ یَرَ لِانْکِشَافِ الضُّرِّ وَجْہٌ ۔۔۔ وَلَا اَغْنٰی بِحِیْلَتِہِ الْاَرِیْبُ
اَتَاکَ عَلٰی قُنُوْطٍ مِنْکَ غَوْثٌ ۔۔۔ یَجِیْءُ بِہِ الْقَرِیْبُ الْمُسْتَجِیْبُ
وَکُلُّ الْحَادِثَاتِ اِذَا تَنَاھَتْ ۔۔۔ فَمَوْصُوْلٌ بِھَا الْفَرَجُ الْقَرِیْبُ

ترجمہ جب کہ دلوں پر مایوسی چھا جاتی ہے ۔۔۔ اور تنگ ہو جاتے ہیں اس کے ساتھ کشادہ دل
اور زمانہ کے مکروہات جگہ پکڑ لیتے ہیں ۔۔۔ اور مستحکم ہو جاتے ہیں اس کی جگہ مشکلات
اور نہیں دیکھتا عقلمند اس سے چھٹکارا ۔۔۔ اور نہیں مستغنی ہوتا کسی حیلے سے حاجتمند
پس ایسی مایوسی کی حالت میں ایک فریادرس ۔۔۔ اور قریب میں ایک مستجیب آئے گا
ہر ایک مشکلات جب منتہی ہوتے ہیں ۔۔۔ تو اس کے بعد وسعت حاصل ہوتی ہے

ایضًا لہ النصائح

لَا تَصْحَبْ اَخَا الْجَھْلِ ۔۔۔ وَاِیَّاکَ وَاِیَّاہُ
فَکَمْ مِنْ جَاھِلٍ اَرْدٰی ۔۔۔ حَلِیْمًا حِیْنَ وَاٰخَاہُ
یُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ ۔۔۔ اِذَا ھُوَ مَا شَاہُ
وَلِلشَّیْءِ مِنَ الشَّیْءِ ۔۔۔ مَقَایِیْسُ وَاَشْبَاہُ

قِیَاسُ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ — اِذَا مَا هُوَ حَاذَاهُ
وَلِلْقَلْبِ عَلَی الْقَلْبِ — دَلِیْلٌ حِیْنَ یَلْقَاهُ

ترجمہ تو جاہلوں سے ہم صحبت مت ہو — اور اُن سے دُور رہ
اُن کو اپنے سے دُور رکھ — کیونکہ بہت جاہلوں نے عقلمندوں کو ہلاک کر دیا ہے
جب کہ اُس نے بھائی چارہ کیا — آدمی آدمی کیساتھ جب ہی قیاس کیا جاتا ہے
جب اُس کا ہم صحبت ہوتا ہے — کیونکہ ہر ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ
اندازہ اور مشابہت کیا جاتا ہے — ہر ایک جوتا دوسرے جوتے کیساتھ قیاس کیا جاتا ہے
جب اُس کے مقابل میں آتا ہے — دل کو دل سے جب ہی راستہ ہوتا ہے
جب کہ دونوں آپس میں مل جاتے ہیں

ایضاً لہٗ اشعار

لَا تُفْشِ سِرَّكَ اِلَّا اِلَیْكَ — فَاِنَّ لِكُلِّ نَصِیْحٍ نَصِیْحًا
فَاِنِّیْ رَاَیْتُ غُوَاةَ الرِّجَا — لِ لَا یَدَعُوْنَ اَدِیْمًا صَحِیْحًا

اپنا بھید سوائے اپنے کسی پر ظاہر نہ کر — کیونکہ ہر نیک خواہ کے لئے ایک نیک خواہ ہے
میں نے بہت سے گمراہ آدمیوں کو دیکھا ہے — کہ کسی انسان کو چین لینے نہیں دیتے

ایضاً لہٗ

عَنْ عَقَبَةَ بْنِ اَبِی الصَّهْبَاءِ قَالَ لَمَّا ضَرَبَ ابْنُ مُلْجَمٍ عَلِیًّا دَخَلَ عَلَیْهِ الْحَسَنُ وَهُوَ بَاكٍ فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ یَا بُنَیَّ احْفَظْ عَنِّیْ اَرْبَعًا وَّاَرْبَعًا ۔ قَالَ وَمَا هُنَّ یَا اَبَتِ قَالَ اَغْنَی الْغِنٰی الْعَقْلُ وَاَكْبَرُ الْفَقْرِ الْحُمْقُ وَاَوْحَشُ الْوَحْشَةِ الْعُجْبُ وَاَكْرَمُ الْكَرَمِ حُسْنُ الْخُلُقِ قَالَ فَالْاَرْبَعُ الْاُخَرُ قَالَ اِیَّاكَ وَمُصَاحَبَةَ الْاَحْمَقِ فَاِنَّهٗ یُرِیْدُ اَنْ یَّنْفَعَكَ

فَیَضُرُّكَ وَاِیَّاكَ وَمُصَادِقَةَ الْكَذَّابِ فَاِنَّهٗ یُقَرِّبُ عَلَیْكَ الْبَعِیْدَ وَ یُبَعِّدُ عَلَیْكَ الْقَرِیْبَ وَاِیَّاكَ وَمُصَادِقَةَ الْبَخِیْلِ فَاِنَّهٗ یَقْعُدُ عَنْكَ اَحْوَجُ مَاتَكُوْنُ اِلَیْهِ وَاِیَّاكَ وَ مُصَادِقَةَ الْفَاجِرِ فَاِنَّهٗ یُبِیْعُكَ بِالتَّافَةِ۔ تاریخ الخلفا صلہ

عقبہ بن ابی صہبا روایت کرتا ہے کہ جب عبدالرحمن ابن ملجم نے حضرت علی کو تلوار ماری تو حضرت حسنؑ روتے ہوئے آئے تو آپنے فرمایا اے بیٹے تو مجھ سے چار اور چار باتیں یاد رکھ لے۔ فرمایا سب سے بڑی توانگری عقل ہے اور سب سے بڑی مفلسی۔ بیوقوفی ہے اور سب سے سخت تر وحشت غرور ہے اور سب سے بڑا کرم حسن خلق ہے۔ امام حسنؑ نے عرض کیا دوسری چار کونسی ہیں آپنے فرمایا احمق کی صحبت سے بچنا۔ کیونکہ وہ تمہیں نفع پہنچانے کا ارادہ کریگا۔ مگر نقصان پہونچائیگا۔ جھوٹے آدمی سے بچو۔ کیونکہ وہ دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کر دیتا ہے۔ بخیل سے بھی بچو۔ کیونکہ وہ تم سے اُن چیزوں کو روک رکھیگا یعنی چھپائیگا۔ اور نہ دیگا۔ جن کی تم کو احتیاج اور ضرورت ہوگی۔ بدکار آدمی سے بھی علیحدہ رہو۔ کیونکہ وہ تم کو کوڑیوں کے مول فروخت کریگا۔

چند پند امیر علیہ السلام

لَارَاحَةَ مَعَ الْحَسَدِ	حسد کے ساتھ راحت نہیں۔
لَاصَوَابَ مَعَ تَرْكِ الْمَشْهُوْرَةِ	بہتر بات کے ترک کرنے میں بہتری نہیں ہے۔
لَالِبَاسَ اَجْمَلُ مِنَ الْعَافِیَةِ	عافیت سے بڑھ کر کوئی لباس نہیں۔
لَادَاءَ اَعْیٰی مِنَ الْجَهْلِ	جہالت سے بڑھ کر کوئی بڑا مرض نہیں ہے۔
لَامُرُوْءَةَ لِلْكَذُوْبِ	جھوٹے کے ساتھ کچھ مروت نہیں۔
لَاكَرَمَ اَعَزُّ مِنَ التُّقٰی	تقویٰ سے بڑھ کر کوئی کرم نہیں۔
لَاشَفِیْعَ اَنْجَحُ مِنَ التَّوْبَةِ	توبہ سے بڑھکر کوئی نجات دینے والا نہیں۔
اَكْبَرُ الْاَعْدَاءِ اَخْفَاهُمْ مَكِیْدَةً	سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو پوشیدہ مکاری کرے۔

اَلحِکمَۃُ ضَالَّۃُ المُؤمِنِ	اچھی نصیحت مومن کی بھولی ہوئی بات ہے۔
اَلبُخلُ جَامِعٌ لِمَسَاوِی العُیُوبِ	ایک بخل تمام عیوب کے برابر ہے۔
اِذَا حَلَّتِ المَقَادِیرُ ضَلَّتِ التَّدَابِیرُ۔	جب تقدیر میں نہیں ہے تو تمام تدابیر بیکار ہو جاتے ہیں
عَبدُ الشَّھوَۃِ اَذَلُّ مِن عَبدِ الرِّقِّ	شہوت کا بندہ غلام سے بھی بدتر ہے۔
اَلحَاسِدُ مُغتَاظٌ عَلٰی مَن لَا ذَنبَ لَہٗ	حاسد بیگناہ کے بھید میں کوشاں رہتا ہے۔
اَلسَّعِیدُ مَن وُعِظَ بِغَیرِہٖ	نیکبخت وہ ہے جو غیر سے نصیحت حاصل کرے
اَلاِحسَانُ یَقطَعُ اللِّسَانَ	احسان دشمن کی زبان بند کر دیتا ہے۔
اَفقَرُ الفَقرِ الحُمقُ	بیوقوفی سے بڑھ کر کوئی محتاج نہیں ہے۔
اَغنَی الغِنَی العَقلُ	سب سے بڑی دولت عقل سلیم ہے۔
اَلطَّامِعُ فِی وَثَاقِ الذُّلِّ	طامع شخص ذلت کے پھندوں میں جکڑا ہُوا ہے۔
لَیسَ العَجَبُ مِمَّن ھَلَکَ کَیفَ ھَلَکَ	تعجب نہیں اس سے کہ ہلاک ہو وہ اور کیسا ہلاک ہو
بَلِ العَجَبُ مِمَّن نَجَا کَیفَ نَجَا	بلکہ تعجب اس سے ہے کہ نجات پایا کیونکر نجات پایا
اِذَا قَدَرتَ عَلٰی عَدُوِّکَ فَاجعَلِ	جب دشمن پر قادر ہو تو عفو کرنا بہتر ہے۔ کہ
العَفوَ عَنہُ شُکرًا عَلَیہِ	وہ مشکور ہو اور شرمندہ ہو۔
اَلبَخِیلُ یَستَعجِلُ الفَقرَ وَیَعِیشُ	بخیل فقر و محتاجی کو جلد طلب کرتا ہے۔ اور
فِی الدُّنیَا عَیشَ الفُقَرَاءِ	دنیا میں فقیروں کی طرح عیش بسر کرتا ہے۔
لِسَانُ العَاقِلِ وَرَاءَ قَلبِہٖ	عاقل کی زبان دل کے پیچھے ہے یعنی سوچکر بات کرتا ہے
وَقَلبُ الاَحمَقِ وَرَاءَ لِسَانِہٖ	اور بیوقوف کا دل اُسکی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔
اَلعِلمُ یَرفَعُ الوَضِیعَ	علم و فضل کمینہ کو شریف بنا دیتا ہے۔
وَالجَھلُ یَضَعُ الرَّفِیعَ	بے علمی و جہل شریف کو کمینہ کر دیتا ہے۔
اَلعِلمُ خَیرٌ مِنَ المَالِ	علم مال اور دولت سے بہتر ہے۔

اَلْعِلْمُ يَحْرُسُكَ وَاَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ	علم تیری نگہبانی کرتا ہے اور تو مال کی نگہبانی کرتا ہے
اَلْعِلْمُ حَاكِمٌ وَالْمَالُ مَحْكُومٌ عَلَيْهِ	علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ ہے۔
اَقَلُّ النَّاسِ قِيمَةً اَقَلُّهُمْ عِلْمًا	جسقدر انسان کم علم ہوتا ہو اسی قدر کم عزت ہوتا ہے
كُونُوا فِي النَّاسِ كَالنَّحْلَةِ فِي الطَّيْرِ لَيْسَ	لوگو تم شہد کی مکھی کی طرح ہو جاؤ حالانکہ سب پرندے
فِي الطَّيْرِ شَيْئٌ اِلَّا وَهُوَ يَسْتَضْعِفُهَا	اُس کو ضعیف و حقیر سمجھتے ہیں اگر وہ اُس کو
وَلَوْ يَعْلَمُ مَا فِي اَجْوَافِهَا مِنَ الْبَرَكَةِ	جانتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے کہ اُن کے
لَمْ يَفْعَلُوا ذٰلِكَ بِهَا	منہ میں کیا کیا برکت ہے۔
وَاِنَّ لِلْمَرْءِ مَا اكْتَسَبَ وَهُوَ يَوْمَ	انسان کے لئے وہی ہے جو اُسکے ہاتھوں نے کمایا
الْقِيَامَةِ مَعَ مَنْ اَحَبَّ	اور قیامت کے دن اسکے ساتھ آئیگا جسکو وہ زیادہ دوست رکھتا تھا
يَا حَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ اِعْمَلُوا بِهٖ فَاِنَّ	اے حاملانِ قرآن قرآن کو خوب سمجھو۔ بیشک عالم
الْعَالِمَ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَوَافَقَ	وہی ہے جسکے علم و عمل دونوں برابر ہوں۔ اور
عِلْمُهٗ عَمَلَهٗ۔	اُسکا علم و عمل دونوں موافق ہوں۔
اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّاْسِ	صبر جزوِ ایمان ہے بمنزل سر کے جسد میں اور اسی سے
مِنَ الْجَسَدِ مِنْهُ الْفَقِيْهُ كُلُّ الْفَقِيْهِ	ہے فقیہ کامل وہ فقیہ ہے جو لوگوں کو
مَنْ لَا يُقَنِّطُ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ	رحمت الٰہی سے ناامید نہ کرے اور لوگوں کو
وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُمْ فِي مَعَاصِي اللّٰهِ	گناہ کی طرف بھی جانے نہ دے۔
لَا قِرَاءَةَ لَا تَدَبُّرَ فِيْهَا۔	وہ تلاوت قرآن نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

صواعق محرقہ صفحہ ۷۷ و ۷۸ ٭

عن المبرد قال کان مکتوبا علی سیف علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ

لِلنَّاسِ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا وَتَدْبِيرٍ	وَصَفْوُهَا لَكَ مَمْزُوجٌ بِتَكْدِيرٍ

لَمْ یُرْزَقُوْھَا بِعَقْلٍ بَعْدَ مَا قُسِمَتْ ۔ لٰکِنَّھُمْ رُزِقُوْھَا بِالْمَقَادِیْرِ
کَمْ مِنْ اَدِیْبٍ لَبِیْبٍ لَا تُسَاعِدُہٗ ۔ اَحْمَقَ نَالَ دُنْیَاہُ بِتَقْصِیْرِ
لَوْ کَانَ عَنْ قُوَّۃٍ اَوْعَنْ مُغَالَبَۃٍ ۔ لَطَارَ الْبُزَاۃُ بِاَرْزَاقِ الْعَصَافِیْرِ

تاریخ الخلفاء ص۱۷۱ **ترجمہ** :۔ امام مبرد کہتا ہے کہ حضرت علی کی تلوار پر یہ اشعار کندہ تھے۔

لوگوں کو دُنیا کی حرص تدبیر کے ساتھ ہے ۔ حالانکہ اسکی صفائی تیرے لیئے کدورت سے ملی ہوئی ہے
لوگ بعد قسمت کے عقل سے رزق نہیں دیئے جاتے ۔ جبکہ اُن کی روزی تقدیر میں مقرر ہو چکی ہے
بہت سے عالم فاضل اس میں کوشش کرتے ہیں ۔ اور احمق دُنیا کو بے محنت حاصل کر لیتا ہے
اگر دُنیا غلبہ اور قوت بازو سے حاصل ہوتی ۔ تو باز چڑیوں کی روزی سب چھین لے جاتا

ایضًا لہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مختصر الفاظ۔

اَلْقَرِیْبُ مَنْ قَرَّبَتْہُ الْمَوَدَّۃُ وَاِنْ بَعُدَ نَسَبُہٗ ؛ وَالْبَعِیْدُ مَنْ بَاعَدَتْہُ الْعَدَاوَۃُ وَاِنْ قَرُبَ نَسَبُہٗ ؛ وَلَا شَیْءَ اَقْرَبُ مِنْ یَدٍ اِلٰی جَسَدٍ وَاِنَّ الْیَدَ اِذَا فَسَدَتْ قُطِعَتْ وَاِذَا قُطِعَتْ حُسِمَتْ تاریخ الخلفاء ابونعیم ص۱۷۱

محبت اپنے سے بعید النسب شخص کو قریب کر دیتی ہے۔ اور عداوت قریب النسب آدمی کو بعید کر دیتی ہے دیکھو ہاتھ جسم میں سب سے قریب ہے مگر جب ہاتھ بگڑ جاتا ہے تو اس کو کاٹ دیتے ہیں پھر اسکو تل دیا جاتا ہے۔

لما وصل الی علی فخر معاویہ
امیر علیہ السلام کے فخریہ اشعار

قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لِغُلَامِہٖ اُکْتُبْ اِلَیْہِ ثُمَّ اَمْلٰی عَلَیْہِ۔

مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ اَخِیْ وَصِہْرِیْ ۔ وَحَمْزَۃُ سَیِّدُ الشُّہَدَاءِ عَمِّیْ
وَجَعْفَرُ الَّذِیْ یُمْسِیْ وَیُضْحِیْ ۔ یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَائِکَۃِ ابْنُ اُمِّیْ

وَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سُکْنٰی وَ عِرْسِی — مَنُوْطٌ لَحْمُهَا بِدَمِی وَ لَحْمِی
وَ سِبْطَا اَحْمَدَ اِبْنَایَ مِنْهَا — فَاَیُّکُمْ لَهٗ سَهْمٌ بِسَهْمِی
سَبَقْتُکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا — غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حِلْمِی

قَالَ الْبَیْهَقِیْ اِنَّ هٰذَا الْاَبْیَاتَ مِمَّا یَجِبُ عَلٰی کُلِّ اَحَدٍ اَنْ یَحْفَظَهٗ لِیَعْلَمَ مَفَاخِرَهٗ فِی الْاِسْلَامِ۔ وَ مَنَاقِبُ عَلِیٍّ وَ فَضَائِلُهٗ اَکْثَرُ اِنْ تُحْصٰی۔ صواعق ص ۷۹

ترجمہ :۔ محمد نبی میرے بھائی اور خسر ہیں ، اور حمزہ شہیدوں کے سردار میرے چچا ہیں اور جعفر جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ آسمانوں پر اُڑتے ہیں وہ میرے بھائی ہیں ۔ اور رسول اللہ کی بیٹی میرے ساتھ رہنے والی میری بیوی ہے ، میرا گوشت و خون اُس کے گوشت و خون سے ملا ہوا ہے ۔ اور آنحضرتؐ کے دونوں نواسے میرے فرزند اسی بیوی سے ہیں ۔ پھر کون ہے جو مجھ سے بلند مرتبہ رکھتا ہو اور میں بحیثیت سبقت اسلام کے بلند مرتبہ ہوں ، جب کہ میں اُس وقت تک بلوغ یا قریب البلوغ تھا کہ مشرف بہ اسلام ہوا ہوں ۔

وَ مِنْ کَلَامِ الشَّافِعِیْ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَمَّا رَفَضَهُ الرَّوَافِضُ

قَالُوْا تَرَفَّضْتَ قُلْتُ کَلَّا — مَا الرَّفْضُ دِیْنِیْ وَ لَا اعْتِقَادِیْ
لٰکِنْ تَوَلَّیْتُ غَیْرَ شَکٍّ — خَیْرَ اِمَامٍ وَ خَیْرَ هَادِیْ
وَ اِنْ کَانَ حُبُّ الْوَلِیِّ رَفْضًا — فَاِنَّنِیْ اَرْفَضُ الْعِبَادِیْ

وَ اَیْضًا قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ

اِنْ کَانَ رَفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ — فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضِیْ

صواعق ص ۷۹ ترجمہ سب رافضی کہتے ہیں کہ میں رافضی ہو گیا ہوں میں ایک بات کہتا ہوں کہ رفض نہ میرا دین ہے اور نہ اعتقاد ہے ، لیکن میں بیشک دوست رکھتا ہوں امیر علیہ السلام کو ،

کہ میرے بہتر امام اور بہتر ہادی ہیں ؏ اور اگر محبت علی کی رفض ہے تو میں سب سے بڑا رافضی ہوں
ایضاً اگر محبت اہل بیت کی رفض ہے ؏ تو تمام جن و بشر گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں ؏

تقدیم خلافت کے بارہ میں اہل کوفہ نے جو حضرت علی رضؓ بن ابی طالب سے سوال کیا تھا

وَاَخْرَجَ ابن عساکر عَنِ الْحَسَنِ بن علی رضی اللہ عنہ قال لَمَّا قَدِمَ عَلِیٌّ الْبَصْرَۃَ قَامَ اِلَیْہِ ابْنُ الْکَوَّا
وَقَیْسُ بْنُ عُبَادٍ فَقَالَا لَہٗ اَلَا تُخْبِرُنَا عَنْ مَسِیْرِکَ ھٰذَا الَّذِیْ سِرْتَ فِیْہِ تَتَوَلّٰی عَلَی الْاُمَّۃِ تَضْرِبُ
بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ اَعَھْدٌ مِنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَھِدَہٗ اِلَیْکَ فَحَدِّثْنَا فَاَنْتَ الْمَوْثُوْقُ
الْمَاْمُوْنُ عَلٰی مَا سَمِعْتَ فَقَالَ اَمَّا اَنْ یَّکُوْنَ عِنْدِیْ عَھْدٌ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فِیْ ذٰلِکَ مَا تَرَکْتُ اَخَا بَنِیْ تَیْمِ بْنِ مُرَّۃَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْمَانِ عَلٰی مِنْبَرِہٖ وَلَقَاتَلْتُھُمَا بِیَدِیْ
وَلَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا بُرْدِیْ ھٰذَا وَلٰکِنْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یُقْتَلْ قَتْلًا وَلَمْ یَمُتْ
فَجْاَۃً مَکَثَ فِیْ مَرَضِہٖ اَیَّامًا وَلَیَالِیَ یَاْتِیْہِ الْمُؤَذِّنُ فَیُؤَذِّنُہٗ بِالصَّلٰوۃِ فَیَاْمُرُ
اَبَا بَکْرٍ فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ وَھُوَ یَرٰی مَکَانِیْ وَقَدْ اَرَادَتْ اِمْرَاَۃٌ مِنْ نِّسَائِہٖ اَنْ تَصْرِفَہٗ
عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَبٰی وَغَضِبَ وَقَالَ اَنْتُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ
فَلَمَّا قَبَضَ اللہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَظَرْنَا فِیْ اُمُوْرِنَا فَاخْتَرْنَا لِدُنْیَانَا مَنْ
رَضِیَہٗ نَبِیُّ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِدِیْنِنَا وَکَانَتِ الصَّلٰوۃُ اَصْلَ الْاِسْلَامِ وَھِیَ
اَمِیْرُ الدِّیْنِ وَقِوَامُ الدِّیْنِ فَبَایَعْنَا اَبَا بَکْرٍ وَکَانَ لِذٰلِکَ اَھْلًا وَلَمْ یَخْتَلِفْ عَلَیْہِ مِنَّا
اِثْنَانِ وَلَمْ یَشْھَدْ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَمْ نَقْطَعْ مِنْہُ الْبَرَاءَۃَ فَاَدَّیْتُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ حَقَّہٗ
وَعَرَفْتُ لَہٗ طَاعَتَہٗ وَغَزَوْتُ مَعَہٗ فِیْ جُنُوْدِہٖ وَکُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِیْ وَاَغْزُوْ
اِذَا اَغْزَانِیْ وَاَضْرِبُ بَیْنَ یَدَیْہِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِیْ فَلَمَّا قُبِضَ تَوَلَّاھَا عُمَرُ فَاَخَذَھَا
بِسُنَّۃِ صَاحِبِہٖ وَمَا یَعْرِفُ مِنْ اَمْرِہٖ فَبَایَعْنَا عُمَرَ وَلَمْ یَخْتَلِفْ عَلَیْہِ مِنَّا اِثْنَانِ وَلَمْ
یَشْھَدْ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَمْ نَقْطَعْ مِنْہُ الْبَرَاءَۃَ فَاَدَّیْتُ اِلٰی عُمَرَ حَقَّہٗ وَعَرَفْتُ لَہٗ

طاعته وغزوت معه في جيوشه وكنت آخذ إذا أعطاني وأغزو إذا أغزاني
وأضرب بين يديه الحدود بسوطي فلما قبض تذكرت في نفسي قرابتي وسابقتي
وسالفتي وفضلي وأنا أظن أن لا يعدل بي ولكن خشي أن لا يعمل الخليفة
بعده ذنبا إلا لحقه في قبره فأخرج منها نفسه وولده ولو كانت محاباة منه لا
ثر بها ولده فبرئ منها إلى رهط قريش ستة وأنا أحدهم فلما اجتمع الرهط ظننت
أن لا يعدلوا بي فأخذ عبد الرحمن بن عوف مواثيقنا على أن نسمع ونطيع لمن ولاه الله
أمرنا ثم أخذ بيد عثمان بن عفان وضرب بيده على يده فنظرت في أمري فإذا
طاعتي قد سبقت بيعتي وإذا ميثاقي قد أخذ لغيري فبايعنا عثمان فأديت له
حقه وعرفت له طاعته وغزوت معه في جيوشه وكنت آخذ إذا أعطاني
وأغزو إذا أغزاني وأضرب بين يديه الحدود بسوطي فلما أصيب نظرت في
أمري فإذا الخليفتان اللذان أخذاها بعهد رسول الله صلى الله عليه وسلم إليهما
بالصلوة قد مضيا وهذا الذي قد أخذ له الميثاق قد أصيب فبايعني أهل
الحرمين وأهل هذين المصرين فوثب فيها من ليس مثلي ولا قرابته كقرابتي
ولا علمه كعلمي ولا سابقته كسابقتي وكنت أحق بها منه (تاريخ الخلفاء ص ۶۵ تا ۶۹)

ترجمہ ابن عساکر نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ میں خلیفہ ہو کے تشریف لائے تو ابن الکواء اور قیس بن عباد نے کھڑے ہو کے آپ سے عرض کیا کہ آپ ہمیں یہ بتلائیے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے معاہدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ کیونکہ آپ سے بڑھ کر اور کون اس معاملہ میں ثقہ ہو سکتا ہے۔ آپ کا تو یہ شنیدہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا۔ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کی ہے تو اب آپ پر

کیوں جھوٹ تراشوں۔ فی الحقیقت اگر آنجنابؐ نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا ہوتا تو میں ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب کو کیوں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑا ہونے دیتا میں اُن دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالتا خواہ کوئی میرا ساتھ دیتا یا نہ دیتا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں ہوئے اور نہ اچانک آپنے انتقال فرمایا ہے۔ بلکہ آپ مرض الموت میں چند روز زندہ رہے۔ جس وقت آپ کی بیماری نے طول کھینچا اور مؤذن نے آپ کو نماز کے لیئے بُلایا تو آپ نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم صادر فرمایا۔ اُنہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور حضورؐ اپنی جگہ سے دیکھتے رہے جب دوسری نماز کا وقت آیا تو موذن نے آپ کو پھر بلایا۔ تو آپنے پھر بھی ابوبکر کو حکم فرمایا تو اُنہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور حضور اپنی جگہ سے دیکھتے رہے اس درمیان میں ایک بار بی بی عائشہ نے آنحضرت کو روکا جس سے آنحضرت کو غصہ آگیا اور آپنے فرمایا تم تو یوسفؑ کے زمانہ کی سی عورتیں ہو۔ ابوبکر ہی کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم نے اپنے معاملات میں غور کیا تو ہم نے اپنی دُنیا کے لیئے اُس کو پسند و اختیار کیا۔ جسکو آنحضرتؐ نے ہمارے دین کے لیئے اختیار و انتخاب فرمایا تھا۔ کیونکہ نماز دین کی اصل جڑ ہے اور آپ دین و دنیا دونوں کو قائم رکھنے والے تھے لہذا ہم نے ابوبکر کی بیعت کرلی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی اس خلافت کے لائق تھے۔ اسی واسطے اُن کی خلافت میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہوا۔ اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور نہ کوئی آپ کی خلافت سے بیزار ہوا۔ میں نے بھی اسی بنا پر آپ کا حق ادا کیا۔ اور اطاعت کی۔ اور آپ کے لشکر میں شامل ہو کر کفار سے جنگ کیا اور جو کچھ آپ نے دیا میں نے لے لیا۔ اور جہاں کہیں آپ نے مجھ کو لڑنے کا حکم دیا دل و جان سے لڑا۔ اُن کے حکم سے حدود شرعیہ قائم کیئے۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو عمر بن الخطاب خلیفہ بنائے گئے ہم نے اُن کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جو ابوبکر کے ساتھ کیا تھا۔ جب آپ کا بھی انتقال ہو گیا تو میں نے اپنے دل میں غور کیا اور اپنی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اسلام میں سبقت اور

دوسری فضیلتوں کو دیکھا تو یہ خیال پیدا ہُوا کہ عمر بن الخطاب کے بعد میری خلافت سے لوگ اعراض نہ کرینگے۔ مگر حضرت عمر کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں میں ایسے شخص کو منتخب کر جاؤں کہ جس کا انجام اچھا نہ ہو۔ یہی سوچ کر اپنے نفس اور اولاد کو بھی منصب خلافت سے محروم کر دیا۔ اگر یہ منصب خلافت از راہِ محبت کے ہوتا تو خلیفہ کیوں اپنی اولاد کو محروم کرتا۔ بلکہ اپنی جگہ پر خلیفہ مقرر کر جاتا۔ (یعنی عمر بن الخطاب اپنے بیٹے کو خلیفہ کر جاتا) آپ کے انتقال کے بعد انتخاب خلافت قریش کے چھ آدمیوں کے ہاتھ میں رہا جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ جب یہ چھ آدمیوں کی جماعت انتخاب کے لئے بیٹھی تو میں نے پھر دل میں خیال کیا کہ مجھ سے دریغ نہ کرینگے۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف نے ہم تمام سے عہد لیا کہ ہم میں سے جو خلیفہ منتخب ہو جائے ہم سب اُس کی اطاعت کریں گے۔ پھر عبدالرحمٰن بن عوف نے عثمان بن عفان کا ہاتھ پکڑ کر اُن سے بیعت کر لی۔ تب میں نے سوچا کہ میری اطاعت میری بیعت پر غالب آ گئی۔ اور جو وعدہ لیا گیا تھا وہ دوسرے کے لئے تھا۔ چنانچہ ہم سب نے پھر عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور میں آپ کے ساتھ بھی اُسی طرح پیش آیا جس طرح ابوبکر و عمر کے ساتھ آیا تھا۔ جب عثمان کی شہادت ہو گئی تو میں نے سوچا کہ وہ دونوں خلیفہ کہ جن کی خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ بالصلوٰۃ کے ساتھ ہم سے عہد لیا تھا گزر گئے اور جن کے لئے مجھ سے عہد لیا گیا تھا وہ بھی چل بسے۔ یہ سوچ کر میں نے بیعت لینی شروع کر دی۔ چنانچہ مجھ سے اہلِ حرمینِ شریفین اور اُن دونوں شہروں (بصرہ و کوفہ) کے رہنے والوں نے بیعت کر لی۔ اِس معاملۂ خلافت میں اب میرا ایک ایسا شخص (معاویہ) مقابل میں اُٹھ کھڑا ہُوا ہے جو نہ میرے مثل قرابت میں نہ علم میں نہ سبقت اسلام میں غرض کسی میں بھی نہیں ہے۔ اور میں ہر طرح اور ہر حالت میں اُس سے زیادہ بہتر و مستحق خلافت ہوں۔

فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بَايَعَهُ النَّاسُ ثُمَّ كَانَ مِنْ قِيَامِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ فِي طَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ فَكَانَ وَقْعَةُ الْجَمَلِ

ما اشتهر ثم قام معاویۃ فی اھل الشام و کان امیرھا لعثمان و لحمن من قبلہ فدعا الی الطلب بدم عثمان فکان من وقعۃ صفین ما کان و کان رای علی ان ھم یدخلون فی الطاعۃ ثم یکون و لی دم عثمان فیدعی بہ عندہ ثم یعمل معہ ما یوجبہ حکم الشریعۃ المطھرۃ و کان من خالفہ یقول لہ تتبعھم و اقتلھم فیری ان القصاص بغیر دعوی و لا اقامۃ بینۃ لا یتجہ و کل من الفریقین مجتھد و کان من الصحابۃ فریق (الاصابہ فی الصحابہ ج ۲ ص ۲۶۹ تا ۲۷۰)

لما قتل عثمان کان علی غائبا فی ارض لہ

عن الحسن رضی اللہ عنہ قال قتل عثمان و علی غائب فی ارض لہ فلما بلغہ قال اللھم انی لم ارض و لم اما لی (تاریخ الخلفاء ص ۶۳ از ابن عساکر)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں نہیں تھے بلکہ اپنے زمین مقطعہ میں تھے۔ جب آپ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا اے اللہ نہ میں اس امر سے راضی ہوں اور نہ میں نے مدد دی ہے۔

عن قیس بن عباد قال سمعت علیا یوم الجمل یقول اللھم انی ابرء الیک من دم عثمان و قد طاش عقلی یوم قتل عثمان انکرت نفسی و جاؤنی للبیعۃ فقلت و اللہ انی لاستحیی ان ابایع قوما قتلوا عثمان و انی لاستحیی من اللہ ان ابایع و عثمان لم یدفن بعد فانصرفوا۔ تاریخ الخلفاء ص ۶۳ و از مستدرک ج ص

قیس بن عباد تابعی کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ الٰہی تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں عثمان کے خون سے بالکل بری ہوں۔ بلکہ جس روز وہ شہید ہوئے ہیں تو میری عقل زائل ہو گئی تھی۔ جب لوگ میرے پاس بیعت کے لئے آئے۔ تو میں نے اس کو ناگوار سمجھا۔ اور کہا قسم ہے خدا کی مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس قوم کی بیعت لوں

جس نے عثمان کو قتل کیا ۔ پھر ایسی صورت میں خداوند ذوالجلال سے زیادہ شرم آتی ہے کہ میں بیعت لوں اور ابھی تک عثمان دفن بھی نہیں ہوئے ۔ یہ سن کر لوگ واپس ہو گئے ۔ لیکن جب لوگ پھر آئے ۔ کہ مجھ سے بیعت لیں تو میں نے کہا الٰہی اس سے میں ڈرتا ہوں عثمان کے واقعہ سے آخر میرا دل قابو میں آیا تو لوگوں کے اصرار سے میں نے بیعت لینی شروع کی ۔

وَفِي الطيوريات بسند ابی جعفر بن محمد عن ابیہ قال قال رجل لعلی بن ابی طالب نسمعک تقول فی الخطبۃ اللّٰھم اصلحنا بما اصلحت بہ الخلفاء الراشدین المھدیین فمن ھم ۔ فاغرورقت عیناہ فقال ھم حبیبای ابوبکر و عمر امام الھدیٰ و شیخ الاسلام و رجلا قریش والمقتدیٰ بھما بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقتدیٰ بھما عصم ومن اتبع آثارھما ھدی الصراط المستقیم ومن تمسک بھما فھو من حزب اللہ ۔ تاریخ الخلفاء ص ۶۹

طیوریات میں امام جعفر بن محمدؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ۔ ہم سنتے ہیں کہ آپ اکثر خطبہ میں فرماتے ہیں الٰہی ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا کر جیسی اپنے خلفاء راشدین کو عطا فرمائی تھی ۔ وہ خلفائے راشدین کون تھے ۔ (یہ سنکر) آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ۔ اور فرمایا وہ میرے دوست ابوبکر و عمر تھے ۔ اور وہ دونوں امام ہدیٰ اور شیخ الاسلام تھے ۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریش کے مقتدیٰ تھے جس شخص نے اُن کی اقتدیٰ کی نجات پائی اور جس نے ان کی اتباع کی ہدایت پائی ۔ جو لوگ اُن کے رستہ پر چلتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لشکر میں داخل ہوئے ۔

بدر کے دن جبرائیل و میکائیل کا علی کیساتھ قتال کرنا

عن ابی صالح الحنفی عن علی رضی اللہ عنہ قال قیل لابی بکر و علی یوم بدر مع احدکما جبرائیل و مع الآخر میکائیل واسرافیل ملک یشھد القتال و

یقف فی الصف ؎ و قد روی ان جبرائیل و میکائیل علیہما السلام مع علی رضی اللہ عنہ ۔ استیعاب ج ۲ ص ۲۶

ابو صالح حنفی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے ابوبکر و علی سے کہا کیا تم دونوں میں ایک کے ساتھ جبرائیل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل و اسرافیل فرشتے تھے۔ بدر کے دن قتال میں صف باندھ کر تحقیق روایت کی گئی ہے کہ علی کے ساتھ میکائیل و اسرافیل علیہم السلام تھے۔

واقعات خلافت جناب امیر علیہ السلام

قال ابن سعد فی طبقاتہ والسیوطی فی تاریخہ ص ۶۲ بویع علی رضی اللہ عنہ بالخلافۃ الغد من قتل عثمان بالمدینۃ فبایعہ جمیع من کان بہا من الصحابۃ رضی اللہ عنہم ویقال ان طلحۃ والزبیر بایعا کارھین ثم خرجا الی مکۃ وعائشۃ رضی اللہ عنہم بہا فاخذاھا وخرجا بہا الی البصرۃ یطلبون بدم عثمان رضی اللہ عنہ فبلغ ذلک علیا فخرج الی العراق فلقی بالبصرۃ طلحۃ والزبیر وعائشۃ ومن معہم وھی وقعۃ الجمل

ابن سعد اپنی طبقات میں اور سیوطی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز تمام صحابہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن حضرت طلحہ اور زبیر نے بیدلی سے بیعت کی۔ پھر دونوں یعنے طلحہ اور زبیر مدینہ سے نکل کر مکۂ معظمہ کو چل دیئے۔ اس وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں یہ دونوں حضرت عائشہ کے ہمراہ بصرہ کو روانہ ہو گئے۔ کہ وہاں جا کر عثمانؓ کے خون کا معاوضہ لینگے۔ جب یہ واقعہ حضرت علی کو معلوم ہؤا تو آپ بھی عراق کو تشریف لے گئے۔ یہاں جنگ جمل ہوئی جس میں حضرت طلحہ و زبیر شہید ہو گئے۔ اور طرفین کے تیرہ ہزار افراد ضائع ہوئے۔

فائدہ جلیلہ

عن الامام الحسن قال قتل عثمانؓ و علی غائب فی ارضلہ فلما بلغہ قال اللّٰھم

اِنِّیْ لَمْ اُرْضِ وَلَمْ اٰمَالِیْ ۔ تاریخ الخلفا ص۱۵۹

امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت عثمان کی شہادت ہوئی اُس روز علی رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے بلکہ گاؤں میں اپنے مقطعہ کی جگہ پر تھے ۔ جب آپ کو قتل عثمان کی خبر پہنچی ۔ تو فرمایا خداوندا میں قتل عثمان سے راضی نہیں تھا ۔ اور نہ میں اُس میں شریک ہوں ۔ اگر حضرت علی جیسے مدبر و شجیع و بہادر مدینہ میں رہ کر حضرت عثمان کی حفاظت فرماتے تو کوئی دشوار امر نہ تھا لیکن مشیت الٰہی ایسی ہی تھی ۔ معلوم نہیں کہ آپ کی اس میں کیا مصلحت تھی ۔ کہ اس قدر مصریوں کی شورش اور فتنہ و فساد برپا دیکھکر آپ گاؤں کو تشریف لے گئے ۔

عَنْ قَیْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَوْمَ الْجَمَلِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَقَدْ طَاشَ عَقْلِیْ یَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ وَاَنْکَرَتْ نَفْسِیْ وَجَاؤُنِیْ لِلْبَیْعَۃِ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِ اَنْ اُبَایِعَ قَوْمًا قَتَلُوْا عُثْمَانَ وَاِنِّیْ لَاَسْتَحْیِ مِنَ اللّٰہِ اَنْ اُبَایِعَ وَعُثْمَانُ لَمْ یُدْفَنْ بَعْدُ فَانْصَرَفُوْا ۔ تاریخ الخلفا ص۱۵۹ و ابوالفدا ج ۱ ص۱۷۱ ۔

قیس بن عباد کہتا ہے کہ میں نے جنگ جمل کے روز حضرت علیؓ سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے ۔ اے باری تعالیٰ میں قتل عثمان سے بری ہوں اُس کی شہادت کے روز میری عقل بھی جاتی رہی تھی ۔ اور میرے نفس نے اس کو بھی ناپسند کیا تھا کہ لوگ مجھ سے بیعت کرنے آئے تھے ۔ میں نے اُن سے کہا ۔ کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اُس قوم سے بیعت لوں جنہوں نے عثمان کو قتل کیا ۔ اور ابھی تک وہ دفن نہیں ہوئے ۔ پھر لوگ واپس چلے گئے ۔

بُوْیِعَ بِالْخِلَافَۃِ یَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ وَقَدْ اِخْتَلَفَ فِیْ بَیْعَتِہٖ فَقِیْلَ اجْتَمَعَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمِنْھُمْ طَلْحَۃُ وَالزُّبَیْرُ فَاَتَوْا عَلِیًّا وَسَاَلُوْہُ الْبَیْعَۃَ لَہٗ فَقَالَ لَا حَاجَۃَ لِیْ فِیْ اَمْرِکُمْ مَنِ اخْتَرْتُمْ رَضِیْتُ بِہٖ فَقَالُوْا مَا نَخْتَارُ غَیْرَکَ وَتَرَدَّدُوْا اِلَیْہِ مِرَارًا قَالُوْا اِنَّا لَا نَعْلَمُ وَاحِدًا اَحَقَّ بِالْاَمْرِ مِنْکَ وَلَا اَقْدَمَ مِنْکَ سَابِقَۃً وَلَا اَقْرَبَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَکُوْنُ وَزِیْرًا خَیْرٌ مِنْ اَنْ اَکُوْنَ

اميرا فاتوا عليه فاتى المسجد فبايعوه واول من بايعه طلحة بن عبيد الله وكانت
يد طلحة مشلولة من نوبة احد فقال حبيب بن ذويب انا لله اول من بدا
بالبيعة يد شلاء ولا يتم هذا الامر وبايعه الزبير فقال علي لهما ان احببتما ان
تبايعاني فبايعا وان احببتما بايعتكما فقال بل نبايعك فقيل لهما قالا بعد
ذلك انما بايعناه خشية على نفوسنا ثم خرجا الى مكة بعد ذلك انما بايعناه
خشية على نفوسنا ثم خرجا الى مكة بعد مبايعة علي باربعة اشهر وكانت
البيعة يوم الجمعة لخمس بقين من ذي الحجة من سنة خمس وثلاثين ۳۵ھ
ولما بويع علي بن ابي طالب على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خزيمة
بن ثابت بين يدي المنبر۔

شعراً

اذا نحن بايعنا عليا فحسبنا — ابو حسن مما نخاف من الفتن
وجدناه اولى الناس انه — اطب قريش بالكتاب والسنن
وان قريشا ما تشق غباره — اذا ما جرى يوما على الضمر البدن
وفيه الذي فيهم من الخير كله — وما فيهم كل الذي فيه من حسن

مستدرک ج ۳ ۔ ص۱۱۴۔

جو بیعت قتل عثمان کے روز ہوئی تھی اُس میں اختلاف ہے اور کسی نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ صحابہ جمع ہو کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیعت کے لئے آئے اور آپ سے بیعت کی خواہش کی۔ آپ نے کہا مجھ کو بیعت کی حاجت نہیں۔ کہ میں تمہارا امیر بنوں۔ تم جس کو چاہو اپنا امیر بنا لو۔ میں بھی اُس سے راضی ہوں۔ سب نے کہا بجز آپ کے ہم کسی کو خلافت کے لئے انتخاب نہیں کرتے۔ سب نے مکرر سہ کرر یہی کہا۔ اور اصرار کیا کہ ہم آپ کے سوا کسی کو اس بیعت کا مستحق نہیں پاتے۔ آپ ہی اس کے مستحق ہیں۔ نہ ہم آپ پر

کسی کو سلطنت دیتے ہیں اسلام میں اور نہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پھر آپ نے فرمایا کہ میرا وزیر ہونا بہتر ہوگا۔ بہ نسبت اس کے کہ امیر بنوں۔ الغرض سب کے سب صحابہ آپ کو مسجد نبوی میں لے آئے۔ اور بیعت کرلی۔ سب سے پہلے جس نے آپ سے بیعت کی وہ طلحہ بن عبداللہ تھا۔ جس کا ہاتھ جنگ اُحد میں تیروں کی مار سے زخمی ہو کر شل ہو گیا تھا۔ اور اسی ہاتھ سے اُس نے بیعت کی تھی۔ حبیب بن ذُویب نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ الخ اس بیعت کی ابتدا شل ہاتھ سے ہوئی ہے۔ یہ بیعت تمام نہیں ہوگی۔ (آخر ایسا ہی ہوا۔) پھر زبیر نے بیعت کی حضرت علی رضی نے ان دونوں سے کہا اگر تم اس بات کو پسند کرتے ہو تو تم میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ ورنہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں تم دونوں کے ہاتھ پر بیعت کروں۔ اُن دونوں نے کہا۔ نہیں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرینگے۔ یہ دونوں چار ماہ کے بعد مکہ کو بھاگ گئے۔ کہ وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ اور کہا کہ یہ بیعت ہم نے اپنی جان کے خوف سے کی ہے۔ اور یہ بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پانچویں ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری میں ہوئی۔

جب کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر ہو چکی تو خزیمہ بن ثابت نے آنحضرت کے منبر کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

جب کہ ہمنے حضرت علی کی بیعت کی تو ہمکو کافی ہے	ابوالحسن اُن فتنوں سے جن کا ہم کو ڈر ہے
اور ہمنے اُنکو سب سے بہتر پایا۔ اور شان یہ ہے کہ	آپ قریش میں سب سے بڑے عالم ہیں قرآن و حدیث کے
اور قریش آپکی خاک تک نہیں پہنچ سکتے۔	جبکہ جو ناجرا اس نازک بدن پر گذرے گا
آپ میں تمام خوبیاں ہیں قریش کی	اور آپ میں تمام محاسن ہیں قریش کے

اَلَّذِیْنَ تَاَخَّرُوْا عَنْ بَیْعَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَایَعَتْہُ الْاَنْصَارُ اِلَّا نَفَرًا قَلِیْلًا۔ مِنْھُمْ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَکَعْبُ بْنُ مَالِکٍ وَمُسْلَمَۃُ بْنُ مَخْلَدٍ وَابُو سعید الخدری والنعمان بن بشیر

ومحمد بن مسلمة وفضالة بن عبيدة وكعب بن عجرة وزيد بن ثابت وكان هؤلاء قد ولاهم عثمان على الصدقات وغيرها وكذلك لم يبايع عليًا سعد بن زيد وعبد الله بن سلام وصهيب بن سنان واسامة بن زيد وقدامة بن مظعون والمغيرة بن شعبة وسموا هؤلاء المعتزلة لاعتزالهم بيعة علي وسار النعمان بن بشير الى الشام ومعه ثوب عثمان المضمخ بالدم فكان معاوية يعلق قميص عثمان على المنبر ليحرض اهل الشام على قتال علي واصحابه وكلما راى اهل الشام ذلك ازدادوا غيظا۔

جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کی ہے اُن میں سے عبداللہ بن عمر اور حسان بن ثابت اور کعب بن مالک اور مسلمہ بن مخلد اور ابو سعید خدری اور نعمان بن بشیر اور محمد بن مسلمہ اور فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ اور زید بن ثابت یہ لوگ حضرت عثمان کے بیرونی خدمات پر مقرر کئے ہُوئے تھے۔ اور اسی طرح سعید بن زید اور عبداللہ بن سلام۔ اور صہیب بن سنان اور اسامہ بن زید اور قدامہ بن مظعون۔ یہ لوگ معتزلہ عن البیعت کہلاتے ہیں اور نعمان بن بشیر حضرت عثمانؓ کا خون آلودہ کرتہ لیکر شام کو معاویہ کے پاس چلا گیا۔ اور معاویہؓ نے اُس کرتہ کو منبر پر لٹکا دیا۔ تاکہ اہلِ شام اُس کو دیکھ کر غیظ و غضب اور جوشِ انتقام پر علیؓ کے ساتھ جنگ کرنے پر طیار اور امادہ ہو جائیں جب یہ لوگ اُس کرتہ کو دیکھتے تھے تو طیش میں آکر جنگ کی تیاریاں کرتے تھے۔

روانگی حضرت عائشہؓ و زبیرؓ و طلحہؓ کی شہر بصرہ کو

فلما بلغ قتل عثمان رضي الله عنه اعظمت ذلك ودعت الى الطلب بدمه وساعدها على ذلك طلحة والزبير وعبد الله بن عامر وجماعة من بني امية وجمعوا جمعا عظيما واتفق رأيهما على المضي الى البصرة للاستيلاء عليها و

قَالُوْا مُعَاوِيَةُ بِالشَّامِ قَدْ كَفَانَا اَمْرَهَا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ تَقَدَّمَ
مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَدَعَوْهُ الْمَسِيْرَ مَعَهُمْ فَامْتَنَعَ وَسَارُوْا وَاَعْطٰى يَعْلَى بْنُ مُنَبَّهٍ عَائِشَةَ
الْجَمَلَ الْمُسَمّٰى بِعَسْكَرٍ اِشْتَرَاهُ بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَرَكِبَتْهُ وَضَرَبُوْا فِيْ طَرِيْقِهِمْ مَكَانًا
يُقَالُ لَهُ الْحَوْاَبُ فَنَبَحَتْهُمْ كِلَابُهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رض اَيُّ مَاءٍ هُوَ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا
مَاءُ الْحَوْاَبِ فَصَرَخَتْ عَائِشَةُ رض بِاَعْلٰى صَوْتِهَا وَقَالَتْ رُدُّوْنِيْ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا
اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَعِنْدَهُ نِسَاؤُهُ
لَيْتَ شِعْرِيْ اَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُهَا كِلَابُ الْحَوْاَبِ فَاَنَاخُوْا يَوْمًا وَلَيْلَةً وَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ الزُّبَيْرِ اِنَّهُ كَذَبَ يَعْنِيْ لَيْسَ هٰذَا مَاءُ الْحَوْاَبِ وَلَمْ يَزَلْ بِهَا وَهِيَ تَمْتَنِعُ
فَقَالَ لَهَا النَّجَاءَ النَّجَاءَ وَقَدْ اَدْرَكَكُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَارْتَحَلُوْا نَحْوَ الْبَصْرَةِ فَاسْتَوْلَوْا
عَلَيْهَا بَعْدَ قِتَالٍ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ فَقُتِلَ مِنْ اَصْحَابِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَرْبَعُوْنَ
رَجُلًا وَاُمْسِكَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ فَنُتِفَتْ لِحْيَتُهُ وَحَوَاجِبُهُ وَسُجِنَ ثُمَّ اَطْلَقُوْهُ۔

جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقتول ہونے کی خبر پہونچی
تو اُن کو سخت ناگوار گزرا۔ اور قاتل عثمانؓ سے قصاص لینے کی ٹھان لی۔ حضرت طلحہ اور زُبیر اور
عبداللہ بن عامر اور ایک جماعت بنی اُمیّہ کی بھی اُن کے ہمخیال ہوکر اُن کے ساتھ کوشش اور سعی
میں مددگار ہوگئی بلکہ ایک زبردست لشکر جمع ہوگیا۔ اور سب نے بصرہ کے جانے پر اتفاق کیا۔
کہ وہاں جاکر بصرہ پر غلبہ حاصل کرلیں اور معاویہ بھی شام میں موجود ہے وہ ہم کو پُوری پُوری مدد
دیگا۔ جو علیؓ بن ابیطالب کے لئے کافی ہوگی۔ اتفاق سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی مدینہ سے
مکّہ میں آپہنچے۔ اور اُن سے ہمراہی و مدد چاہی لیکن اُنہوں نے انکار کردیا۔ مگر جو صحابہ پہلے
حضرت عائشہؓ کے ہمراہ ہوچکے تھے۔ وہ اُن کے ہمراہ بصرہ کو روانہ ہوئے اور یعلی بن منبہ نے
ایک اونٹ حضرت عائشہؓ کو نذر دیا تھا اُسکو ایک سو دینار میں خریدا تھا۔ حضرت عائشہؓ اُس اونٹ پر
سوار ہوئیں اور چلی راستہ میں ایک جگہ مقام کیا وہاں کے کُتّے بھونکنے لگے۔ تو حضرت عائشہؓ

نے فرمایا یہ کونسی جگہ کا چشمہ ہے لوگوں نے کہا اس کو ماءِ حواب کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے یہ سُن کر بآواز بلند چیخ کر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہوں اور اُس وقت تمام ازواج مطہرات آپکی موجود تھیں آپ نے فرمایا مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی بیوی تم میں سے ہو کہ اُس کو حواب کے کُتے بھونکیں گے۔ یہ کہکر اُونٹ کو اُٹھایا۔ اور کہا مجھ کو جانے دو۔ قسم ہے خدا کی وہ بیوی میں ہی ہوں۔ ماءِ حوابْ والی لوگوں نے آپ کو ایک دن رات وہاں روک رکھا۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے اُن سے کہا کہ یہ جھوٹ ہے یہ ماءِ حوابْ نہیں ہے۔ الغرض وہ یہی کہتے رہے لیکن حضرت عائشہ کو یقین نہیں ہوتا تھا۔ آخر بصرہ کو روانہ ہوئے۔ اور جنگ کرنے کے بعد اُس پر قبضہ کر لیا۔ اور عثمان بن حنیف کو وہاں سے خارج کر دیا۔ اور اُس کے چالیس ہمراہیوں کو تہِ تیغ کر دیا۔ اور عثمان بن حنیف کو قید کر دیا۔ پھر اُس کی داڑھی اور بھویں نوچ کر چھوڑ دیا۔ یعنی عورت کی طرح بنا کر آزاد کر دیا۔

حضرت علی علیہ السلام کی روانگی شہر بصرہ کو

وَلَمَّا بَلَغَ عَلِیًّا مسیر عائشۃ وَ طلحۃ وَ الزبیر رضی اللہ عنہم الی البصرۃ سار نحوھم فی اربعۃ آلاف من اھل المدینۃ فیھم اربعمائۃ ممن بایع تحت الشجرۃ و ثمانمائۃ من الانصار و رایتہ مع ابنہ محمّد بن الحنفیہ وعلی میمنتہ الحسن و علی میسرتہ الحسین وعلی الخیل عمار بن یاسر و علی الرجالۃ محمد بن ابی بکر الصدیق وعلی مقدمتہ عبداللہ بن عباس و کان مسیرہ فی ربیع الآخر ۳۶ھ ست و ثلاثین و لَمَّا وَصَلَ عَلِیٌّ الی ذی قار اتاہ عثمان بن حنیف و قال لہ یا امیر المومنین بعثتنی ذالحیۃ و جئتک امرد فقال اصبت اجرا و خیراً و قال علیؑ ان الناس ولیھم قبلی رجلان فعلا بالکتاب والسنۃ ثم ولیھم ثالث فقالوا فی حقہ فعلوا انتم

بایعونی و بایعنی طلحۃ و الزبیر ثم نکثا من العجب انقیادھما لابی بکر و عمر و عثمان و خلافھما علیّ واللہ انھما یعلمان انی لست بدون رجل ممن تقدم

تاریخ ابوالفداء ج ۱ ص ۱۷۳

جب کہ یہ خبر حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو ملی کہ حضرت عائشہؓ مع طلحہ و زبیر کے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو اُس وقت حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے بھی چار ہزار اہل مدینہ سے لیکر بصرہ کو روانہ ہوئے۔ ان چار ہزار میں چار سو ایسے آدمی بھی تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کے ہمراہ ایک درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ اور آٹھ سو انصار میں سے تھے۔ اور علم بردار اس لشکر کے محمد بن حنفیہ آپکے فرزند اور میمنہ پر حضرت امام حسنؓ اور میسرہ پر حضرت امام حسینؓ اور سواروں پر عمار بن یاسر اور پیادہ فوج پر محمد بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم و رپیش خیمہ کا سردار عبداللہ بن عباسؓ تھے۔ یہ سفر درمیان ربیع الآخر ۳۶ھ کے ہوا تھا جب کہ حضرت علیؓ مقام ذی قار پر پہنچے اُس وقت عثمان بن حنیف بھی آ پہنچا اور عرض کی یا امیرالمومنین آپ نے مجھ کو داڑھی کے ساتھ بھیجا تھا۔ مگر بے داڑھی کے واپس آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کے عوض تم کو اجر ملیگا۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا مجھ سے پہلے دو شخص ان پر والی ہو چکے ہیں انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کیا پھر جب تیسرا آیا وہ بھی اُن پر والی ہو چکا اب اس کے حق میں گفتگو کرتے ہیں پھر مجھ سے بھی بیعت کی اور طلحہ و زبیر نے اول بیعت کی پھر برگشتہ ہو گئے میں تعجب کرتا ہوں یہ لوگ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے موافق رہے اور میرے مخالف ہیں اس کا کیا سبب ہے قسم خدا کی میں پہلوں سے کم درجہ کا شخص نہیں ہوں۔ اور نہ اوس سے جسکو وہ مقدم کرتے ہیں (معاویہ)

واقعاتِ جنگِ جمل

و اجتمع الی علیؓ من اھل الکوفۃ جمع و اجتمع الی عائشۃ رضی اللہ عنہا و طلحۃؓ و الزبیرؓ جمع و سار بعضھم الی بعض فالتقوا بمکان یقال لہ الخریبۃ فی نصف من جمادی الآخرۃ

من هذه السنة ودعی علیؓ الزبیرؓ الی الاجتماع به فذکره علی رضی اللہ عنہ و قال اتذکر یوم مررت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بنی غنم فنظر الی فضحکت وضحکت الی فقلت لایدع ابن ابی طالب زهوه فقال لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه لیس و لتقاتلنه وانت ظالم له فقال الزبیر اللهم نعم ولو ذکرته ما سرت سیری هذا فقیل انه اعتزل القتال وقیل بل عیّره ولده عبداللہ و قال خفت من رایات ابن ابی طالب فقال الزبیرؓ انی حلفت ان لا اقاتله فقال له ابنه کفّر عن یمینک فعتق غلامه مکحولا و قاتل و وقع القتال وعائشة رضی اللہ عنہا راکبة الجمل المسمی عسکرا فی هودج و قد صار کالقنفذ من النشاب و تمت الهزیمة علی اصحاب عائشة رضی اللہ عنہا وطلحةؓ والزبیرؓ و رمی مروان بن الحکم طلحةؓ بسهم فقتله وکلاهما مع عائشة رضی اللہ عنہا قیل انه طلب بذلک اخذ ثار عثمانؓ منه لانه نسبه الی الاعانة علی قتل عثمانؓ وانهزم الزبیرؓ طالبا المدینة وقطعت علی خطام الجمل ایدٍ کثیرة وقتل ایضا بین الفریقین خلق کثیر ولما کثر القتل علی خطام الجمل قال علیؓ اعقروا الجمل فضربه رجل فسقط فبقیت عائشةؓ فی هودجها الی اللیل وادخلها محمد بن ابوبکر اخوها الی البصرة وانزلها فی دار عبداللہ بن خلف و طاف علیؓ علی القتلی من اصحاب الجمل وصلی علیهم ودفنهم و لما رای طلحةؓ قتیلا قال انا للہ و انا الیه راجعون واللہ لقد کنت اکره ان اری قریشا صرعی وصلی علیه ولم ینقل عنه انه صلی علی قتلی الشام بصفین و لما انصرف الزبیرؓ من وقعه الجمل طالبا المدینة مرّ بماء لبنی تمیم وبه الاحنف بن قیس فقیل للاحنف وکان معتزلا القتال وهذا الزبیر قد اقبل فقال قد جمع هذین العارین یعنی العسکرین و ترکهم واقبل وفی مجلسه عمرو بن جرموز المجاشعی فلما سمع کلامه قام من مجلسه واتبع الزبیرؓ حتی وجده بوادی السباع نائما فقتله ثم اقبل

برأسه الى علىّ بن ابى طالب فقال علىّ سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول بشّر قاتل ابن صفية بالنار ثم امر علىّ عائشة رضى الله عنها بالرجوع الى المدينة وان تقرّ فى بيتها فسارت مستهل رجب من هذه السنة وشيعها الناس وجهزها علىّ بما احتاجت اليه وسيرها معها اولادہ مسيرة يوم وتوجهت الى مكة فاقامت للحج تلك السنة ثم رجعت الى المدينة ۔ وقيل عدة القتلى يوم الجمل من الفريقين عشرة آلاف واستعمل علىّ على البصرة عبد الله بن عباس وسار الى الكوفة واستقام له الامر بالعراق ومصر واليمن والحرمين وفارس وخراسان ولم يبق خارج عنه الا الشام وفيه معاوية واهل الشام مطيعون له ۔ فارسل اليه علىّ جرير بن عبد الله البجلى ليأخذ البيعة على معاوية ويطلب الدخول فيما دخل فيه المهاجرين والانصار فسار جرير الى معاوية فماطله معاوية وكان عمرو بن العاص بفلسطين حتى قدم عمرو بن العاص الى معاوية فوجد اهل الشام يحضون على الطلب بدم عثمان فقال لهم عمرو بن العاص انتم على الحق واتفق عمرو بن العاص ومعاوية على قتال علىّ وشرط عمرو بن العاص على معاوية اذا ظفر ان يولّيه مصر فاجابه الى ذلك وكان قيس بن سعد بن عبادة متوليا على مصر من جهة علىّ وقد اعتزل عنه جماعة العثمانية الى قرية من بلاد مصر يقال لها خربتا فبلغ ذلك عليا فعزل قيسا عن مصر وولى عليها محمد بن ابى بكر وبقى قيس مع علىّ ثم مع الحسن على ذلك الى ان سلم الامر الى معاوية ۔ تاريخ ابو الفدا

اس جنگ میں بعض اہل کوفہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہوئے اور بعض ایک گروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و طلحہ و زبیر کے ہمراہ ہوئے۔ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے لڑائی نصف جمادی الآخرہ سنہ ۳۶ھ

عنہ وفی تاریخ الخلفاء ثلاثہ عشر الفا واقام علیؓ بالبصرۃ خمس عشرہ لیلۃ (یعنی تاریخ الخلفاء میں ہے کہ تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بصرہ میں پندرہ روز قیام رہا۔)

میں فریقین کا مقابلہ ہوا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے زبیر کو کہلا بھیجا کہ مجھ کو تجھ سے کہنا ہے۔
قبل از جنگ و مقابلہ کے تم پہلے مجھ سے مل جاؤ۔ جس وقت زبیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا
آپ نے ارشاد فرمایا زبیر کیا تجھ کو یاد ہے کہ ایک روز تو ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
درمیان بنی غنم کے گیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھ کر تبسم فرمایا تو تو نے یہ کہا تھا
کہ ان میں کونسی بات تبسم کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے زبیر تو اس کو دوست رکھتا ہے
اُس وقت تو نے کہا تھا میں علی کو دوست رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں
تو اس سے مقابلہ کریگا۔ اور اس پر ظلم کریگا۔ اور تو نے یہ کہا کہ حضرت یہ نہیں ہوسکتا۔ زبیر یہ سُن کر
کہنے لگا مجھ کو قسم خدا کی میں ہرگز آپ سے نہیں لڑوں گا۔ کیونکہ آنحضرت کا فرمان مجھے یاد آگیا۔
کاش کہ پہلے مجھے یاد آتا تو یہ سفر ہرگز نہ کرتا۔ مگر حضرت زبیرؓ کے بیٹے نے آپکو غیرت دلائی کہ علی کے
فوج و علم کو دیکھ کر آپ گھبرا گئے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے قسم کھالی ہے۔ اس پر بیٹے
نے کہا کہ جو قسم حضرت علی سے جنگ نہ کرنے کی کھائی ہے اُس کا کفارا ادا کردیجئے۔ چنانچہ زبیر نے
اپنا ایک غلام جس کا نام مکحول تھا آزاد کردیا۔ اور جنگ پر آمادہ ہوگئے۔ اُس وقت حضرت عائشہ
اُس اونٹ پر سوار تھیں جس کا نام عسکر تھا۔ ہودہ میں سوار تھیں۔ خوب جنگ ہوئی آخرکار حضرت عائشہ
اور طلحہ و زبیر کو شکست ہوگئی۔ اور مروان بن الحکم نے حضرت طلحہ کو ایک ایسا تیر مارا کہ وہ شہید ہوگئے
طلحہ اور زبیر یہ دونوں حضرت عائشہ کے ہمراہیوں میں سے تھے۔ لکھتے ہیں کہ مروان بن الحکم نے
حضرت عثمان بن عفان کے قتل کا بدلہ لے لیا۔ کیونکہ طلحہ نے قاتلین عثمان کی امداد کی تھی۔ اور
زبیر مدینہ منورہ کی طرف بھاگ گئے۔ اور اُس اونٹ کی مہار پکڑنے والوں کے بہت سے ہاتھ
یکے بعد دیگرے کٹ گئے جس پر حضرت عائشہ سوار تھیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دونوں جانب
دس ہزار آدمی مارے گئے۔ اُس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا اونٹ کے پاؤں کاٹ ڈالو چنانچہ
ایک شخص نے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ اونٹ کے پاؤں کٹ گئے۔ اور وہ گر پڑا۔ اور حضرت عائشہ
اپنے ہودہ میں تمام شب بیٹھی رہیں۔ آخر کو محمدؐ بن ابو بکر الصدیق جو اُن کے بھائی تھے اُن کو جبر

میں لیکر گئے۔ اور عبداللہ بن خلف کے مکان میں اتارا۔ اور حضرت علیؓ نے تمام مقتولین یعنی اصحاب جمل کی لاشوں کو دیکھا اور اُن کی نماز جنازہ پڑھی اور اُن کو دفن کیا۔ مگر جس وقت طلحہؓ کو مقتول پایا۔ تو آپ نے بہت افسوس کیا۔ اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ قسم خدا کی کہ میں قریش کو اس طرح زمین پر مقتول پانا ہرگز پسند نہیں کرتا۔ پھر حضرت طلحہؓ کی نماز جنازہ آپ نے خود پڑھی۔ اور یہ ثابت نہیں کہ آپ نے اہل صفین کی نماز جنازہ بھی پڑھائی ہو۔ اور حضرت زُبیر جنگ جمل کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ جب بنی تمیم کے چشمہ پر پہنچے تو وہاں احنف بن قیس بیٹھا تھا۔ احنف کو لوگوں نے خبر دی تو احنف نے زبیر سے ملکر کہا کہ دونوں کو تو آپس میں لڑا کر چلا آیا ہے۔ اُس وقت عمرو بن جرموز مجاشی نے یہ سُن لیا۔ اور زبیر کا تعاقب کیا۔ زبیر کو وادی سباع میں سوتا ہوا پاکر اُن کو قتل کر دیا۔ اور سر کاٹ کر حضرت علیؓ کے پاس لے آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ زبیر کا قاتل دوزخی ہے۔ اُس وقت عمرو بن جرموز نے یہ اشعار پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ میں زبیر کا سر بغرض انعام لایا تھا۔ اُنہوں نے مجھ کو اُس کے عوض دوزخ کی بشارت دی۔ ظاہر ہونے سے قبل بس بُری ہو۔ یہ بشارت میرے نزدیک قتل زبیر کی بدوڑی خچر کے گوز کے برابر ہے۔ اِس کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تم مدینہ منورہ میں جاکر اپنے گھر میں تشریف رکھیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ اسی سال رجب کا چاند دیکھ کر تشریف لے گئیں۔ اکثر لوگ آپکے ہمراہِ سفر ہوئے حضرت علیؓ نے سب طرح کا سامان سفر مہیا کر دیا۔ اور دونوں صاحبزادوں کو ایک منزل تک ساتھ جانے کے لئے حکم دیا۔ حضرت عائشہ حج کرنے کی غرض سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ بعد ادائے حج مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ پر عبداللہ بن عباس کو حاکم مقرر فرماکر آپ کوفہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں کا انتظام کرنے کے بعد تمام عراق اور مصر اور یمن اور حرمین و خراسان کا بجز شام کے سب کا انتظام فرمایا کیونکہ ملک شام کا گورنر حاکم معاویہ تھا۔ اور وہاں کے سب باشندے معاویہ کے پیرو اور منقاد تھے۔ اس لئے حضرت

علیؓ نے جریر بن عبداللہ بجلی کو بغرض بیعت معاویہ کے پاس روانہ کیا کہ میری بیعت کر لیں۔ کیونکہ تمام مہاجر و انصار داخل بیعت ہو چکے ہیں۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے حسب الارشاد جریر معاویہ کے پاس گئے۔ معاویہ نے بیعت کرنے میں ڈھیل ڈال دی یہاں تک کہ عمرو بن عاص فلسطین سے معاویہ کے پاس آ جائے۔ چنانچہ جب عمرو بن عاص آ گیا اور اُس نے دیکھا کہ سب لوگ اہل شام اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عثمان کے خون کا معاوضہ لیا جائے۔ تو اُس نے اُن لوگوں سے کہا کہ تم سب حق پر ہو۔ اور معاویہ سے یہ مشورہ ہوا کہ ہم دونوں متفق ہو کر علیؓ سے لڑیں لیکن ایک شرط یہ ہے کہ فتحیابی کے بعد مجھ کو مصر کا حاکم مقرر کر دینا۔ معاویہ نے اس کو منظور کر لیا اُس وقت متولی مصر قیس بن سعد بن عبادہ تھا حضرت علی کی طرف سے۔ مگر ایک فرقہ عثمانیہ نے اُس کی اطاعت منظور نہیں کی تھی۔ وہ لوگ ایک گاؤں میں جس کو خرتبا کہتے تھے قریب مصر کے جا رہے تھے۔ اور قیس مذکور بہت تیز عقل تمام عربوں میں تھا۔ اُس نے دیکھا کہ مصلحت وقت یہی ہے کہ ان لوگوں سے کچھ تعرض نہ کروں اور لڑائی بھی کرنی مناسب نہیں ہے تا کہ یہ سب لوگ معاویہ سے جا کر نہ مل جائیں۔ اور معاویہ نے قیس کو چند خطوط اس مضمون کے لکھ کر بھیجے تھے کہ میں تم کو بہت بڑا اقتدار و اختیار دوں گا۔ تم مجھ سے اگر مل جاؤ۔ اور متفق ہو جاؤ۔ مگر اُس نے انکار کر دیا جب معاویہ ایک جھوٹا خط بنا کر لوگوں کے سامنے پڑھا۔ اور یہ باور کرایا کہ قیس مجھ سے ملا ہوا ہے اسی واسطے وہ اپنے ہمسایوں کو لیکر خرتبا جا رہا ہے۔ اُنہوں نے کچھ تعرض نہیں کیا۔ اور نہ کسی نے لڑائی کی۔ یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچی تو آپ نے اُس کو معزول کر کے اُس کی جگہ محمدؐ بن ابو بکر کو حاکم مصر مقرر کر دیا وہ مصر پہنچے تو قیس مدینہ میں آیا اور حضرت علیؓ سے ملاقات ہوئی اس سبب سے جنگ صفین میں قیس مذکور نے سارا حال جو معاویہ کا تھا حضرت علیؓ سے تذکرۃً ذکر کر دیا۔ اب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص صحیح اور سچ کہتا ہے۔ پھر قیس حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ کے ہمراہ رہا۔ یہانتک کہ امام حسن کی خلافت کو معاویہ کے سپرد کر دیا۔ اور محمدؐ بن ابی بکر جب مصر میں گئے اور متولی مقرر ہوئے۔ تو اُس وقت قیس نے اُس کو یہ وصیت کی کہ اہل خرتبا سے تم کچھ تعرض نہ کرنا۔ مگر اُنہوں نے نہ مانا۔

اور قاصد کی زبانی اہل خرتبا کو یہ پیغام لکھ بھیجا کہ یا تو حضرت علیؓ کی بیعت اختیار کرو ورنہ مصر کی زمین سے نکل جاؤ اُنہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم بیعت نہیں کرتے اور ہم کو ابھی مہلت دیجائے تا کہ دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے۔ مگر اُس نے انکار کر دیا اور نہ مانا۔

واقعات جنگ صفّین

وَلَمَّا قَدِمَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَلٰى مُعَاوِيَةَ كَمَا ذَكَرْنَا وَاتَّفَقَا عَلٰى حَرْبِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيُّ عَلٰى عَلِيٍّ وَاَعْلَمَهُ بِذٰلِكَ فَسَارَ عَلِيٌّ مِنَ الْكُوْفَةِ اِلٰى جِهَةِ مُعَاوِيَةَ وَقَدِمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ۔

وَسَارَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمُعَاوِيَةُ مِنْ دِمَشْقَ بِاَهْلِ الشَّامِ اِلٰى جِهَةِ عَلِيٍّ حَتّٰى اجْتَمَعَتِ الْجُمُوْعُ بِصِفِّيْنَ وَخَرَجَتْ سَنَةُ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ (ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ سَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ)

وَالْجَيْشَانِ بِصِفِّيْنَ وَمَضَى الْمُحَرَّمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ بَلْ مُرَاسَلَاتٌ يَطُوْلُ ذِكْرُهَا وَلَمَّا دَخَلَ صَفَرٌ وَقَعَ بَيْنَهُمَا الْقِتَالُ فِيْهِ وَكَانَتْ بَيْنَهُمْ وَقَعَاتٌ كَثِيْرَةٌ بِصِفِّيْنَ قِيْلَ كَانَتْ تِسْعِيْنَ وَقْعَةً وَكَانَ مُدَّةُ مَقَامِهِمْ بِصِفِّيْنَ مِائَةً وَعَشَرَةَ اَيَّامٍ وَكَانَتْ عِدَّةُ الْقَتْلٰى بِصِفِّيْنَ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ خَمْسَةً وَاَرْبَعِيْنَ اَلْفًا وَمِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ خَمْسَةً وَعِشْرِيْنَ اَلْفًا مِنْهُ سِتَّةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَقَدَّمَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ اَنْ لَّا يُقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى يَبْدَءُوْهُمْ بِالْقِتَالِ وَاَنْ لَّا يَقْتُلُوْا مُدْبِرًا وَلَا يَاْخُذُوْا شَيْئًا مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاَنْ لَّا يَكْشِفُوْا عَوْرَةً۔

وَقَاتَلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِتَالًا عَظِيْمًا وَكَانَ

قد نیف عمرہ علی تسعین سنۃ و کانت الحربۃ فی یدہ و یدہ ترعد و
قال ھذہ الحربۃ قاتلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث مرات
و ھذہ الرابعۃ ودعا بقدح من لبن فشرب ثم قال صدق اللہ و رسولہ
الیوم القی الاحبۃ + محمداً و حزبہ + قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اخر رزقی من الدنیا ضیحۃ لبن (الضیح اللبن الممزوج بالماء) و روی
انہ کان یرتجز -

نحن قتلنا کم علی تاویلہ کما قتلنا کم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الھام عن مقیلہ و یذھل الخلیل عن خلیلہ

و لم یزل عمار بن یاسر المذکور یقاتل حتی استشھد رضی اللہ عنہ و
فی الصحیح المتفق علیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یقتل عماراً الفئۃ
الباغیۃ - قیل ان الذی قتلہ ابو عادیۃ برمح فسقط فجاء اخر فاحتز
راسہ و اقبلا یختصمان الی عمرو بن العاص و معاویۃ کل منھما یقول
انا قتلتہ فقال عمرو بن العاص و انکما فی النار فقال عمرو بن العاص ھو
و اللہ انک لتعلمہ و لوددت انی مت قبل ھذا بعشرین سنۃ - و بعد
قتل عمار رضی اللہ عنہ انتدب علی رضی اللہ عنہ اثنی عشر الفا و حمل بھم علی
عسکر معاویۃ فلم یبق لاھل الشام صف الا انتقض و دام القتال
لیلۃ الجمعۃ الی ضحی یوم الجمعۃ - و قاتل الاشتر (الحارث بن مالک المعروف
بالاشتر النخعی) قتالا عظیما حتی انتھی الی عسکرھم - و لما رای عمرو بن العاص
ذلک قال لمعاویۃ ھلم نرفع المصاحف علی الرماح و نقول ھذا کتاب اللہ
بیننا و بینکم ففعلوا ذلک - و لما رای اھل العراق ذلک قالوا لعلی
رضی اللہ عنہ الا نجیب الی کتاب اللہ فقال علی امضوا علی حقکم و صدقکم

فِي مَالِ عَدُوِّكُمْ فَإِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَمُعَاوِيَةَ وَابْنَ مُعَيْطٍ وَابْنَ
أَبِي سَرْحٍ وَالضَّحَّاكَ ابْنَ قَيْسٍ لَيْسُوا بِأَصْحَابِ دِينٍ وَلَا قُرْآنٍ وَأَنَا أَعْرَفُ بِهِمْ
مِنْكُمْ وَيْحَكُمْ وَاللهِ مَا رَفَعُوهَا إِلَّا خَدِيعَةً وَمَكِيدَةً فَقَالُوا لَا تَمْنَعُنَا أَنْ
نُدْعَى إِلَى كِتَابِ اللهِ فَنَأْبَى فَقَالَ عَلِيٌّ إِنِّي إِنَّمَا قَاتَلْتُهُمْ لِيَدِينُوا بِحُكْمِ كِتَابِ اللهِ
فَإِنَّهُمْ قَدْ عَصَوُا اللهَ فِيمَا أَمَرَهُمْ فَقَالَ لَهُ مِسْعَرُ بْنُ فَدَكٍ التَّمِيمِيُّ وَزَيْدُ بْنُ
حُصَيْنٍ الطَّائِيُّ فِي عِصَابَةٍ مِنَ الَّذِينَ صَارُوا خَوَارِجَ يَا عَلِيُّ أَجِبْ إِلَى كِتَابِ اللهِ
إِذَا دُعِيتَ إِلَيْهِ وَإِلَّا نَفْعَلْ بِكَ مَا فَعَلْنَا بِابْنِ عَفَّانَ فَقَالَ عَلِيٌّ إِنْ تُطِيعُونِي
فَقَاتِلُوا وَإِنْ تَعْصُونِي فَافْعَلُوا مَا بَدَا لَكُمْ. قَالُوا فَابْعَثْ إِلَى الْأَشْتَرِ فَلْيَأْتِكَ فَبَعَثَ
إِلَيْهِ يَدْعُوهُ فَقَالَ الْأَشْتَرُ لَيْسَ هٰذِهِ السَّاعَةَ الَّتِي يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تُزِيلَنِي
عَنْ مَوْقِفِي فَرَجَعَ الرَّسُولُ وَأَخْبَرَهُ بِالْخَبَرِ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَكَثُرَ الرَّهَجُ
مِنْ جِهَةِ الْأَشْتَرِ فَقَالُوا لِعَلِيٍّ مَا نَرَى لَكَ أَمَرْتَهُ إِلَّا بِالْقِتَالِ فَقَالَ هَلْ
رَأَيْتُمُونِي سَارَرْتُ الرَّسُولَ إِلَيْهِ أَلَيْسَ كَلَّمْتُهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ فَقَالُوا
فَابْعَثْ إِلَيْهِ لِيَأْتِيَكَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ لِيَدْعُوَهُ فَقَالَ الْأَشْتَرُ لَيْسَ هٰذِهِ السَّاعَةَ
يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تُزِيلَنِي عَنْ مَوْقِفِي فَرَجَعَ الرَّسُولُ وَأَخْبَرَهُ بِالْخَبَرِ وَارْتَفَعَتِ
الْأَصْوَاتُ مِنْ جِهَةِ الْأَشْتَرِ فَرَجَعَ الْأَشْتَرُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ خُدِعْتُمْ وَانْخَدَعْتُمْ
وَكَانَ عَامَّةُ تِلْكَ الْعِصَابَةِ الَّذِينَ نَهَوْا عَنِ الْقِتَالِ قُرَّاءَ. وَلَمَّا كَفُّوا عَنِ الْقِتَالِ
سَأَلُوا مُعَاوِيَةَ لِأَيِّ شَيْءٍ رَفَعَ الْمَصَاحِفَ فَقَالَ تَنْصِبُوا حَكَمًا مِنْكُمْ
وَحَكَمًا مِنَّا وَنَأْخُذُ عَلَيْهِمَا أَنْ يَعْمَلَا بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ ثُمَّ نَتَّبِعُ مَا اتَّفَقَا
عَلَيْهِ فَوَقَعَتِ الْإِجَابَةُ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ إِلَى ذٰلِكَ فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ مِنْ
أَكْبَرِ الْخَوَارِجِ إِنَّا قَدْ رَضِينَا بِأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ. فَقَالَ عَلِيٌّ إِنَّهُ لَيْسَ بِثِقَةٍ
وَلٰكِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَوْلَى مِنْهُ فَقَالُوا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ ابْنُ عَمِّكَ

واخرج على ابا موسى الاشعري واخرج معاوية عمرو بن العاص بن
وائل واجتمع الحكمان وكتب الكتاب هذا ما تقاضى علي بن ابي طالب و
معاوية بن سفيان قاضى علي على اهل الكوفة ومن معهم وقاضى معاوية
على اهل الشام ومن معهم انا ننزل عند حكم الله وكتابه نحيي ما احيى و
نميت ما امات فما وجد الحكمان هما ابو موسى الاشعري وعمرو و ابن
العاص بن وائل عملا به و لم يجد في كتاب الله فالسنة العادلة انهما
امنان على انفسهما واهلهما والامة واجلا القضاء الى رمضان من
هذه السنة وكتب في يوم الاربعاء لثلاث خلت من صفر سنة ٣٧ سبع
و ثلاثين . ثم سار علي رضي الله عنه الى العراق وقدم الى الكوفة و لم
تدخل الخوارج معه الى الكوفة اعتزلوا عنه في هذه السنة بعث علي رض
للميعاد اربعمائة رجل فيهم ابو موسى الاشعري وعبد الله بن عباس
ليصلي بهم و لم يحضر علي و بعث معاوية عمرو بن العاص في اربعمائة
رجل ثم جاء معاوية واجتمعوا باذرح و شهد معهم عبد الله بن عمر
وعبد الله بن الزبير والمغيرة بن شعبة والتقى الحكمان فدعا عمرو بن العاص
ابا موسى الى ان يجعل الامر الى معاوية فابى و قال لم اكن لاوليه وادع
المهاجرين الاولين و دعا ابو موسى عمرو بن العاص الى ان يجعل الامر
الى عبد الله بن عمر بن الخطاب فابى عمرو بن العاص ثم قال عمرو بن العاص
ما ترى انت فقال ارى ان نخلع عليا ومعاوية ونجعل الامر شورى بين
المسلمين فاظهر له عمرو بن العاص ان هذا هو الرأي و وافقه عليه
ثم اقبلا الى الناس وقد اجتمعوا فقال ابو موسى ان رأينا قد اتفق على امر
نرجو به صلاح هذه الامة فقال عمرو بن العاص صدق و نفذ امر

فتكلم يا أبا موسى فلما تقدم لحقه عبد الله بن عباس وقال ويحك والله
إني أظن أنه خدعك إن كنتما قد اتفقتما على أمر فقدمه فليتكلم قبلك فإني
لا آمن أن يخالفك فقال أبو موسى إنا قد اتفقنا فحمد الله وأثنى عليه وقال
أيها الناس إنا لم نر أصلح لأمر هذه الأمة من أمر قد اجتمع عليه رأيي ورأي
عمرو بن العاص وهو أن نخلع عليا ومعاوية ويستقبل هذه الأمة
هذا الأمر فيولوا منهم من أحبوا وإني قد خلعت عليا ومعاوية فاستقبلوا
أمركم وولوا عليكم من رأيتموه لهذا الأمر أهلا ثم تنحى وأقبل عمرو بن
العاص فقام مقامه فحمد الله وأثنى عليه ثم قال إن هذا قد قال ما سمعتم
وخلع صاحبه وأنا أخلع صاحبه كما خلعه وأثبت صاحبي فإنه ولي عثمان
والطالب بدمه وأحق الناس بمقامه فقال أبو موسى ما لك لا وفقك
الله غدرت وفجرت وركب أبو موسى ولحق بمكة حياء من الناس وانصرف
عمرو بن العاص وأهل الشام إلى معاوية فسلموا عليه بالخلافة ومن
ذلك الوقت أخذ أمر علي في الضعف وأمر معاوية في القوة ولما اعتزلت
الخوارج عليا دعاهم إلى الحق فامتنعوا وقتلوا من أرسله إليهم فسار إليهم و
كانوا أربعة آلاف ووعظهم ونهاهم عن القتال وقالوا لا حكم إلا لله وعسكروا
بحروراء فبعث إليهم عبد الله بن عباس فخاصمهم وحجهم فرجع منهم كثير
وثبت قوم على ضلالتهم وساروا إلى النهروان فسار إليهم علي رضي الله عنه
فقتلهم بالنهروان وقتل منهم ذا الثدية ولم يقتل من أصحاب علي سوى
سبعة أنفس وذلك سنة ثمان وثلاثين ولما رجع علي رضي الله عنه
إلى الكوفة حض الناس على المسير إلى قتال معاوية (ثم دخلت سنة ٣٩ تسع
وثلاثين) والأمر على ذلك (ثم دخلت سنة أربعين) وعلي رضي الله عنه

بِالْعِرَاقِ وَمُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ وَلَهُ مَعَهَا مِصْر وَكَانَ عَلِيٌّ يَقْنُتُ فِي الصَّلٰوةِ وَيَدْعُو عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَعَلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعَلٰى الضَّحَّاكِ وَعَلٰى الْاَعْوَرِ السُّلَمِيّ وَمُعَاوِيَةُ يَقْنُتُ فِي الصَّلٰوةِ وَيَدْعُو عَلٰى عَلِيٍّ وَعَلٰى الْحَسَنِ وَعَلٰى الْحُسَيْنِ وَعَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَفِي هٰذِهِ السَّنَةِ سَيَّرَ مُعَاوِيَةُ بُسْرَ بْنَ اَرْطَاةَ فِي عَسْكَرٍ اِلَى الْحِجَازِ فَاَتٰى الْمَدِيْنَةَ وَبِهَا اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ عَامِلًا لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهَرَبَ وَلَحِقَ بِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَدَخَلَ بُسْرُ الْمَدِيْنَةَ وَسَفَكَ فِيْهَا الدِّمَاءَ وَاسْتَكْرَهَا النَّاسُ عَلٰى بَيْعَةِ الْمُعَاوِيَةِ ثُمَّ سَارَ اِلَى الْيَمَنِ وَقَتَلَ اُلُوْفًا مِنَ النَّاسِ فَهَرَبَ مِنْهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ عَامِلُ عَلِيٍّ عَلَى الْيَمَنِ فَوَجَدَ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ اِبْنَيْنِ صَبِيَّيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَاَتٰى بِعَظِيْمَةٍ۔

ترجمہ :۔ الحاصل جب عمرو بن العاص مصر سے معاویہ کے پاس آگیا تو انہوں نے حضرت علی سے جنگ پر اتفاق وارادہ کیا۔ جریر بن عبداللہ بجلی بھی حضرت علی کے پاس آپہنچے۔ اور آپ کو ہر امر سے واقف کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے معاویہ کی طرف رُخ کیا۔ اِتنے میں حضرت عبداللہ بن عباس بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بصرہ سے آپہنچے۔ اور معاویہ اور عمرو بن العاص دمشق سے شام کی طرف چلے یہانتک کہ دونوں فریق صفین میں جمع ہو گئے۔ ۳۶ھ ختم ہو گیا تھا۔ اور ۳۷ھ شروع ہوُا۔ ماہِ محرم ۳۷ھ میں فریقین میں خط و کتابت جاری رہی۔ جب ماہِ صفر داخل ہوُا۔ تو فریقین میں جنگ چلی اس درمیان فریقین میں بہت سے جنگی واقعات پیش آئے ۔ صفین میں ایک سو دس دن قیام رہا۔ مقتولین کی تعداد اہل شام سے پینتالیس۴۵ ہزار اور اہل عراق سے ۲۵ ہزار تھی۔ منجملہ اُنکے چھبیس۲۶ افراد اہل بدر سے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ اُن پر حملہ قتال تم پہلے نہ کرنا۔ جنگ کی ابتداء اُن سے ہونے دینا۔ اور جو بھاگے اُس کو نہ مارنا۔ اور نہ اُس کے مال سے کچھ لینا۔ اور نہ اُن کا

ستر عورت ظاہر کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں سے ایک عمار بن یاسر نے خوب جنگ کیا۔ اور جوہر شجاعت دکھائے۔ آپ کی عمر کچھ اوپر نوے سال کی تھی۔ آپ کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین جنگ کر چکا تھا۔ عمار رض نے ایک پیالہ دودھ کا جسمیں پانی بھی شریک تھا منگا کر پیا اور کہا صدق اللہ ورسولہ الخ اور اشعار رجز پڑھتا ہوا جنگ کیا اور داد شجاعت دیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث شریف ہے کہ عمار کو باغی اور گمراہ جماعت قتل کریگی وہ ثابت ہوگئی کہ (معاویہ وغیرہ) آپ کو ابو عادیہ نے نیزہ سے شہید کیا۔ جب آپ زخمی ہوکر زمین پر گر پڑے تو دوسرے ایک شخص نے آکر آپ کا سر کاٹ لیا۔ دونوں معاویہ اور عمرو بن العاص کے پاس گئے۔ اور ہر شخص اُن میں مدعی تھا کہ میں نے ہی ان کو قتل کیا ہے۔ تو عمرو بن العاص نے سُنکر اُن سے کہا کہ تم دونوں دوزخی ہو۔ پھر یہ کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ عمار کی وہ بڑی شان ہے کہ اگر تو اے معاویہ اُس کو جانتا ہوتا کہ اُسکا کیا درجہ اور مرتبہ ہے خدا کے پاس تو تعجب کرتا۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ کاش میں عمار کے پہلے مر گیا ہوتا۔ اور وہ میرے بعد قتل ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بارہ ہزار فوج کے ساتھ معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا جس سے شامیوں کی صفوں کی صفیں صاف ہوگئیں اور سب تتر بتر ہو گئے۔ تمام شب جمعہ اور جمعہ کے روز اشراق کے وقت تک خوب گھمسان جنگ وقتال رہا۔ حارث بن مالک جو اُشتر نخعی کے عرف سے مشہور تھا شامیوں کی فوج میں گھس کر ایسے بہادرانہ حملے کیا اور ایسے شجاعانہ جوہر دکھائے قریب تھا کہ شامیوں کو ہزیمت ہو جاتی اور پسپا ہو کر شکست کھا جاتے مگر عمرو بن العاص نے جب یہ نقشہ دیکھا اور اپنی شکست کا اُس کو پورا یقین ہو گیا۔ تو گھبرا کر معاویہ سے کہا کہ فوراً قرآن مجید نیزوں پر چڑھا دو۔ اور یہ باآواز بلند کہدو۔ کہ یہ قرآن ہمارے اور تمہارے درمیان ہے

جو فیصلہ یہ کتاب اللہ کرے وہ دونوں فریق منظور کرلیں۔ جب اہلِ عراق نے یہ حالت دیکھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ ہم تو کتاب اللہ پر فیصلہ چاہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنی صداقت وحق پرستی پر ثابت قدم رہکر لڑتے رہو۔ کیونکہ عمرو بن العاص اور معاویہ اور ابن معیط اور ابن سرح اور ضحاک بن قیس یہ سب دیندار نہیں ہیں۔ بلکہ گمراہی پر ہیں۔ کہ قرآن کے عامل نہیں ہیں۔ ان سب کو میں ہی خوب جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتے ہو۔ افسوس قسم ہے خدا کی کہ ان کی غایت وغرض ہوکا ہی ہے۔ اور تم کو فریب دینے کے لئے قرآن بلند کیا گیا ہے۔ اہلِ عراق نے کہا کہ آپ ہمکو اس امر سے نہ روکو اور نہ منع کرو۔ کیونکہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں اور آپ اس سے گریز کرتے ہیں۔ پھر حضرت علی نے فرمایا بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ میں اُن سے لڑکر کتاب اللہ کے حکم پر اُن کو قائم کروں۔ کیونکہ اُن کو احکامِ الٰہی پہنچائے گئے مگر انہوں نے اُس کی نافرمانی کر کے بر خلاف عمل کیا مسعود بن فدک تمیمی اور زید بن حصین طائی اور ایک خارجی جماعت نے کہا اے علی جب آپ کتاب اللہ کی طرف بُلائے جاتے ہیں تو اُس کو قبول کیجئے۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو ہم آپ سے وہی سلوک کریں گے جو عثمان کے ساتھ کیا ہے (یعنی قتل کر دینگے۔) آپ نے فرمایا اگر تم میری پیروی کرتے ہو تو لڑو اور اگر نافرمانی کرتے ہو تو جو تمہارا دل چاہے کرو۔ پھر اُنہوں نے کہا کہ اُشتر کے پاس بھیجکر اُسے بلوا لو۔ تو آپ نے بلوایا۔ مگر اُشتر نے یہ جواب دیا کہ اس وقت یہاں سے ہٹنا مناسب نہیں۔ (یعنی معرکۂ جنگ سے کیونکہ فتح بالکل ہونے والی تھی) قریب ہے کہ شامیوں کو شکست ہو جائے۔ قاصد نے واپس آکر یہی جواب دیا۔ اتنے میں اشتر کی طرف سے آوازیں بلند ہوئیں اور گرد وغبار کی زیادتی ہو گئی۔ عراقیوں نے حضرت علی سے کہا کہ ہم تو اس امر کو دیکھ رہے ہیں کہ آپنے اُشتر کو زیادہ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ جو قاصد یہاں سے گیا تھا۔ وہ یہی جواب لایا۔ کہ یہ وقت یہاں سے ہٹنے کا نہیں ہے۔

جس کو تم نے بھی سُن لیا۔ مگر وہ اپنی ضد پر اَڑے رہے اور دوبارہ سہ بارہ حضرت کو قاصد بھیجنے پر مجبور کرتے رہے اور اشتر وہی جواب بھیجتا رہا۔ بالآخر اُشتر حضرت علی کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ تم فریب دیئے گئے ہو۔ جو جماعت کہ جنگ کرنے سے روک دی گئی ہے وہ اس وقت غالب تھی۔ (قریب تھا کہ حضرت علی کی فتح ہو جاتی) مگر اب وہ فریق غالب ہو جائیں۔ الغرض جب جنگ رُک گئی تو معاویہ سے دریافت کیا گیا کہ قرآن کے بلند کرنے سے تمہاری کیا غایت وغرض ہے۔ اُس نے کہا کہ ایک حَکَم تمہاری جانب سے اور ایک حَکَم ہماری جانب سے مقرر کئے جائیں۔ اور کتاب اللہ پر عمل کریں۔ کہ وہ دونوں جس امر پر متفق ہو کر فیصلہ کر دیں اُسکی پابندی اور پیروی ہم کریں۔ اِن دونوں فریق نے اس کو تسلیم کر لیا۔ چنانچہ اشعث بن قیس جو خارجیوں کا سردار تھا اُس نے کہا کہ ہم تو ابُو موسیٰ اشعری کو اپنا حَکَم تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا ابو موسیٰ اشعری ثقہ نہیں ہے ہاں عبداللہ بن عباس اس امر کے لئے مناسب ہے۔ معاویہ کی پارٹی والوں نے کہا کہ عبداللہ بن عباس تو آپکا چچا زاد بھائی ہے۔ آخرالامر حضرت علی کی جانب سے ابوموسیٰ اشعری اور معاویہ کی طرف سے عمرو بن عاص دونوں حَکَم مقرر ہوئے اور یہ معاہدۂ فریقین لکھا گیا۔ جو فیصلہ علی بن ابیطالب اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ فی الحال علی بن ابی طالب سب اہل کوفہ اور اُس کے تابعین پر اور معاویہ سب اہل شام اور اُس کے ساتھ والوں پر حاکم رہینگے۔ اور ہم دونوں حکم الٰہی اور کتاب اللہ پر ثابت رہینگے۔ اور ہم دونوں اپنے اپنے علاقوں پر سیاسی امور میں جو چاہیں کریں۔ اور دونوں حَکَم ابوموسیٰ اور عمرو بن العاص بھی حکم الٰہی پر عمل کریں گے۔ اگر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ میں دلیل نہ پائیں تو یہ دونوں اپنے نفوس اور امت محمدیہ پر امین رہیں۔ اور یہ معاہدہ رمضان سنہ حالیہ تک باقی رہیگا۔ اور یہ معاہدہ بروز چہارشنبہ یکم صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا۔ اِس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کو تشریف لے گئے۔ مگر خوارج نے آپ سے اعتزال کر لیا اور اُنکے

ہمراہ کوفہ کو نہیں گئے۔

پھر اسی سال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چارسو کی فوج میعاد پر روانہ فرمائی اور خود نہیں گئے اُدھر سے معاویہ نے بھی عمرو بن العاص کے ساتھ چارسو کی فوج روانہ کی پھر خود بھی آگیا۔ یہ سب بمقام اَذرُح جمع ہوئے اور اُن کے ساتھ عمرو بن العاص و عبد اللہ بن الزبیر و مغیرہ بن شعبہ بھی تھے۔ جب دونوں حَکَم ایک جگہ جمع ہو گئے تو عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ اشعری کو بلا کر کہا کہ ہم امر خلافت کو اگر معاویہ کو سونپ دیں تو بہتر ہوگا۔ ابو موسیٰ نے اس سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ امر خلافت میں تو معاویہ کو نہیں سونپوں گا۔ مہاجرین اول کو بلاؤ۔ پھر ابو موسیٰ نے عمرو بن العاص کو بلا کر کہا۔ یہ امر خلافت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب کے سپرد کر دیا جائے۔ اس سے عمرو بن العاص نے انکار کر دیا۔ اور ابو موسیٰ سے کہا کہ تمہاری آخری کیا رائے ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ علی اور معاویہ ان دونوں کو خلافت سے علیحدہ کر کے سب کاروبار خلافت مجلس شوریٰ کے مسلمانوں کے صوابدید پر چھوڑ دیں کہ جس کو وہ چاہیں پسند کرلیں۔ اور رکن مجلس مقرر کریں۔ اس پر عمرو بن العاص نے اُن کے ساتھ اتفاق کر لیا۔ پھر یہ رائے سب مسلمانوں پر پیش کی گئی۔ سب نے سنکر اتفاق کیا۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم اس پر باہم متفق ہو کر امید کرتے ہیں کہ اس میں امت کی اصلاح اور بہتری ہوگی۔ عمرو بن العاص نے بھی اسکی تصدیق کی ابو موسیٰ سے گفتگو ہوئی۔ جب آگے بڑھے تو عبد اللہ بن عباس نے بڑھ کر کہا افسوس ہے قسم خدا کی تم کو دھوکا دیا گیا ہے گو تم دونوں نے اتفاق کر لیا ہے۔ مگر یہ امر پہلے ہی تم پر پیش ہو چکا ہے۔ اب میری اتنی قوت نہیں ہے کہ میں تمہاری مخالفت کروں۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم تو متفق ہو چکے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر کے کہا اے لوگو ہم نے تو اس اُمت کے لئے اس کے سوائے دوسرا کوئی امر پسند نہیں کیا۔ کہ ہم دونوں مجتمع ہو کر علی اور معاویہ ان دونوں کو معزول کرتے ہیں۔ اور اُمت پر پیش کرتے ہیں جس کو وہ پسند کرے اپنا خلیفہ مقرر کرلے۔ (یہ کہکر بیٹھ گئے) پھر عمرو بن العاص اُسی جگہ کھڑے ہو کر حمد و ثنا کے بعد کہنے لگا اے حاضرین آپ لوگوں نے سُن لیا۔

جو ابو موسیٰ نے کہا ہے اُس نے تو علی کو معزول کر دیا ہے اور میں بھی علی کو معزول کرتا ہوں ۔ جیسا کہ ابو موسیٰ نے معزول کر دیا ہے اور میں معاویہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں کیونکہ یہ حضرت عثمان کا مقرر کردہ ہے ۔ اور خون عثمان کا طالب ہے ۔ اور سب لوگوں سے زیادہ مستحق ہے اپنی جگہ پر قائم ہے یہ سُن کر ابو موسیٰ نے کہا تم کو یہ کیا حق تھا خدا تیرا ساتھ نہ دے تو نے ہم کو بڑا دہوکا دیا اور جھوٹ بولا ۔ پھر ابو موسیٰ پوشیدہ طور سے مکہ چلے گئے ۔ اور عمرو بن العاص شام میں جا کر معاویہ سے ملا اور خلافت اُس کے سپرد کیا ۔ اسی تاریخ سے حضرت علی کی خلافت میں کمزوری اور معاویہ کی سلطنت میں قوت پیدا ہونی شروع ہو گئی ۔ اور جب خوارج نے بھی حضرت علی رضؓ سے اعتزال یعنی کنارہ کشی کر لی تو حضرت علی رضؓ نے اُن کو حق کی طرف بُلایا ۔ تو اُنہوں نے انکار کر دیا ۔ بلکہ جس شخص کو خوارج کے پاس روانہ کیا تا کہ اُن کو پند و نصیحت کرے تو اُنہوں نے اُس کو بھی قتل کر ڈالا ۔ اور چونکہ خوارج کی تعداد چار ہزار کی تھی اس لئے قتل و غارت کیا کرتے تھے ۔ اور کہتے تھے ۔ لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ یعنی حکومت سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے ۔ پھر یہ لوگ اپنے لشکر کو لیکر مقام حرُورا میں جمع ہو گئے ۔ تو اُن کی طرف عبد اللہ بن عباس کو بھیجے تا کہ اُن سے بحث کریں اور دلائل پیش کر کے اُن کو راہِ راست پر لائیں ۔ چنانچہ اُن میں سے بعض رجوع کر کے راہِ راست پر آ گئے ۔ اور زیادہ تر اپنی گمراہی پر قائم رہے ۔ پھر یہ لوگ نہروان پر جا کر جنگ پر آمادہ ہُوئے ۔ تو حضرت علی بھی تشریف لے گئے ۔ اور نہروان میں اُن کو خوب قتل کیا ۔ منجملہ اُن کے ذا الثدیہ بھی قتل ہُوا ۔ اور حضرت علی رضؓ کے ہمراہیوں میں سے صرف سات آدمی قتل ہُوئے ۔ یہ واقعہ ۳۸ھ کا ہے ۔ حضرت علی رضؓ نے کوفہ میں تشریف لا کر لوگوں کو معاویہ سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا ۔ پھر ۳۹ھ شروع ہُوا ۔ حالات اُسی طرح بدستور تھے ۔ جب ۴۰ھ کی ابتدا ہُوئی تو حضرت علی عراق اور معاویہ شام میں تھے ۔ حضرت علی نمازوں میں دعائے قنوت پڑھ کر معاویہ اور عمرو بن العاص اور ضحاک اور اعور سلمی پر بددعا کرتے تھے ۔ اور معاویہ بھی اسی طرح حضرت علی رضؓ اور حسن و حسین اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم پر بددعا کرتا تھا ۔ اسی سال معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو لشکر دیکر مدینہ منورہ کو روانہ کیا ۔ اس وقت مدینہ منورہ

میں ابوایوب انصاری حضرت علی کی طرف سے عامل تھا۔ یہ حالت دیکھ کر وہاں سے بھاگ کر حضرت علی کے پاس آگیا۔ بشر نے مدینہ میں قتل عام کیا۔ اور لوگوں کو معاویہ کی بیعت پر مجبور کیا۔ پھر وہاں سے یمن کو چلا گیا۔ اور وہاں بھی ہزاروں کو قتل کیا۔ عبیداللہ بن عباس یمن کے عامل تھے۔ وہ بھی یہ حالت دیکھ کر وہاں سے چلے گئے۔ اُن کے دو کمسن لڑکے وہاں رہ گئے تھے۔ جن کو بشر نے ذبح کر ڈالا۔ اور وہ دوزخ کا مستحق ہو گیا۔

ذکر قتل امیرالمؤمنین علیؓ بن ابی طالب

عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰی عَلِیٍّ وَفْدٌ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَفِیْهِمْ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ یُقَالُ لَهُ الْجَعْدُ بْنُ نَعْجَةَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اتَّقِ اللّٰهَ یَا عَلِیُّ رض فَاِنَّكَ مَیِّتٌ فَقَالَ عَلِیٌّ رض لَا وَلٰكِنِّیْ مَقْتُوْلٌ ضَرْبَةٌ عَلٰی هٰذَا یُخْضَبُ هٰذِهٖ قَالَ وَاَشَارَ عَلِیٌّ رض اِلٰی رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ بِیَدِهٖ قَضَاءٌ مُقْضٰی وَعَهْدٌ مَعْهُوْدٌ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی ثُمَّ عَاتَبَ عَلِیًّا رض فِیْ لِبَاسِهٖ فَقَالَ لَوْ لَبِسْتَ لِبَاسًا خَیْرًا مِنْ هٰذَا قَالَ اِنَّ لِبَاسِیْ هٰذَا اَبْعَدُ لِیْ مِنَ الْكِبْرِ وَاَجْدَرُ اَنْ یَقْتَدِیَ بِیَ الْمُسْلِمُوْنَ۔

وَعَنِ الْحُرْهُبِ بْنِ مُحْسِیٍّ اَنَّ عَلِیًّا رض قُتِلَ صُبْحَةَ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ مِنْ رَمَضَانَ۔ قَالَ فَسَمِعْتُ الْحَسَنَ رض بْنَ عَلِیٍّ وَهُوَ یَخْطُبُ وَذَكَرَ مَنَاقِبَ عَلِیٍّ فَقَالَ قُتِلَ لَیْلَةَ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ وَلَیْلَةَ اُسْرِیَ بِعِیْسٰی وَلَیْلَةَ قُبِضَ مُوْسٰی وَصَلّٰی عَلَیْهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَكَبَّرَ عَلَیْهِ اَرْبَعًا مستدرک ج ۳ ص ۱۴۳

عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ یَقُوْلُ وَلِیَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ خَمْسَ سِنِیْنَ وَقُتِلَ سَنَةَ اَرْبَعِیْنَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَةً قُتِلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ لِلْحَادِیْ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَمَاتَ یَوْمَ الْاَحَدِ وَدُفِنَ

بالكوفة ۔ مستدرک ج۳ ص۱۱۱

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال اسلم علی بن ابی طالب وهو ابن ثلاث عشرة سنة وتوفی وهو ابن ثلاث وستین سنة وقال ابو عمر رحمه الله هذا اصح ما قیل فی ذلك استیعاب ج ۲ ص۴۵۵ ۔

وکان سبب قتل علی بن ابی طالب رضی الله عنه

هو ان ابن ملجم له انه خطب امرأة من عجل بن الحیم یقال لها قطام کانت تری رأی الخوارج وکان علی رضی الله عنه قد قتل اباها واخوتها بالنهروان ولما تعاقد الخوارج علی قتل علی وعمرو بن العاص ومعاویة بن ابی سفیان وخرج منهم ثلاثة نفر لذلك کان عبد الرحمن ملجم هو الذی اشترط قتل علی رضی الله عنه فدخل الکوفة عازما علی ذلك واشتری سیفا بالف وسقاه السم فیما زعموا حتی لفظه وکان فی خلال ذلك یاتی علیا رضی الله عنه یسئله ویستحمله فیحمله الی ان وقعت عینه علی قطام امرأة جمیلة فاعجبته ووقعت نفسه فخطبها فقالت الیت ان لا اتزوج الا علی مهر لا ارید سواه فقال وما هو ثلاثة الاف وقتل علی بن ابی طالب فقال والله لقد قصدت لقتل علی بن ابی طالب والفتك به وما اقدمنی هذا المصر غیر ذلك ولکنی لما رأیتك اثرت تزویجك فقالت لیس الا الذی قلت لك فقال لها وما یغنیك او ما یغنینی منك قتل علی وانا اعلم انی ان قتلته لم افت فقالت ان قتلته ونجوت فهو الذی اردت تبلغ شفاء نفسی ویهنئك العیش معی وان قتلت فما عند الله تعالی خیر من الدنیا وما فیها فقال لها لك ما اشترطت فقالت له انی سالتمس من یشد ظهرك

فبعثت الی ابن عم لها یقال له وردان بن مجالد فاجابها ولقی ابن ملجم شبیب بن بجرة الاشجعی فقال هل لك فی شرف الدنیا والاخرة قال ما هو قال تساعدنی علی قتل علی بن ابی طالب قال له ثکلتك امك لقد جئت شیئا اذا کیف تقدر علی ذلك قال انه رجل لا حرث له یخرج الی المسجد منفردا لیس له من یحرسه فنکمن له فی المسجد فاذا خرج الی الصلوٰة قتلنا فان نجونا نجونا وان قتلنا سعدنا بالذکر فی الدنیا وبالجنة فی الاخرة فقال ویلك ان علیا ذو سابقة فی الاسلام مع النبی صلی الله علیه وسلم والله ما تنشرح نفسی لقتله فقال ویحك انه حکم الرجال فی دین الله عز وجل وقتل اخواننا الصالحین فنقتله ببعض من قتل فلا تشکن فی دینك فاجابه واقبل حتی دخلا علی قطام وهی معتکفة فی المسجد الاعظم فی قبة ضربتها لنفسها فدعت لهم واخذوا سیوفهم وجلسوا قبالة السدة التی یخرج منها علی رضی الله عنه فخرج لصلوٰة الصبح فبدره شبیب فضربه فاخطاه فضربه عبد الرحمٰن بن ملجم علی راسه وقال الحکم لله یا علی لا لك ولا لاصحابك فقال علی رضی الله عنه فزت ورب الکعبة لا یفوتنکم الکلب فشد الناس علیه من کل جانب فاخذوه وهرب شبیب خارجا من باب کندة وقد اختلف فی صفة اخذ ابن ملجم فلما اخذ قال رضی الله عنه احبسوه فان مت فاقتلوه ولا تمثلوا به وان لم امت فالامر الیّ فی العفو والقصاص استیعاب ج ۲ ص ۴۶۹ ـ

وَ اخْتَلَفُوا اَيْضًا هَلْ صَرَبَهٗ فِى الصَّلٰوةِ اَوْ قَبْلَ الدُّخُوْلِ فِيْهَا وَ هَلِ اسْتَخْلَفَ مَنْ اَتَمَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ اَوْ هُوَ اَتَمَّهَا وَالْاَكْثَرُ اَنَّهٗ اِسْتَخْلَفَ جَعْدَةَ بْنَ هُبَيْرَةَ فَصَلّٰى بِهِمْ تِلْكَ الصَّلٰوةَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

استیعاب ج ۲ ص ۵۳ ۔

جمع الاطباء لعلی رضی اللہ عنہ یوم جرح وکان ابصرهم بالطب کثیر بن عمرو السکونی وکان صاحب کسریٰ یتطبب واخذ کسر رئة شاة حارة فتتبع عرقا منها فاستخرجه فادخله فی جراحة علی ثم نفخ العرق واستخرجه واذا علیه بیاض الدماغ واذا ضربة وصلت الی ام راسه فقال یاامیرالمؤمنین اعهد عهدک فانک میت

وَمِمَّا قِيْلَ فِى ابْنِ مُلْجِمٍ وَقَطَامٍ

فَلَمْ اَرَ مَهْرًا سَاقَهٗ ذُوْسَمَاحَةٍ ... كَمَهْرِ قَطَامٍ مِنْ فَصِيْحٍ وَاَعْجَمِ

ثَلَاثَةُ اٰلَافٍ وَعَبْدٌ وَقَيْنَةٌ ... وَضَرْبُ عَلِيٍّ بِالْحُسَامِ الْمُسَمَّمِ

فَلَا مَهْرَ اَغْلٰى مِنْ عَلِيٍّ وَاِنْ غَلَا ... وَلَا فَتْكَ اِلَّا دُوْنَ فَتْكِ ابْنِ مُلْجِمِ

استیعاب ج ۲ ص ۵۲ و مستدرک ج ۳ ص ۱۴۴ ۔

وَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَمَّادٍ

وَهَزَّ عَلِيٌّ بِالْعِرَاقَيْنِ لِحْيَةً ... مُصِيْبَتُهَا جَلَّتْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمِ

وَقَالَ سَيَأْتِيْهَا مِنَ اللّٰهِ حَادِثٌ ... وَيَخْضِبُهَا اَشْقَى الْبَرِيَّةِ بِالدَّمِ

فَبَاكَرَهٗ بِالسَّيْفِ شَلَّتْ يَمِيْنُهٗ ... لِشُؤْمِ قَطَامٍ عِنْدَ ذَاكَ ابْنُ مُلْجِمِ

فَبَاشَرَ رَبَّهُ مَنْ خَاسَرَ صَلَّ سَعْيُهُ ۔ تَبَوَّأَ مِنْهَا مَقْعَدًا فِي جَهَنَّمِ

فَغَارَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِخَطِّهِ ۔ وَإِنْ طَرَقَتْ فِيهَا الْخُطُومُ بِمُعْظَمِ

أَلَا إِنَّمَا الدُّنْيَا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ ۔ حَلَاوَتُهَا شِيبَتْ بِصَابٍ وَعَلْقَمِ

وَفِي ذَلِكَ يَقُولُ عِمْرَانُ بْنُ حِطَّانَ الْخَارِجِي

يَا ضَرْبَةً مِنْ تَقِيٍّ مَا أَرَادَ بِهَا ۔ إِلَّا لِيَبْلُغَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ رِضْوَانَا

إِنِّي لَأَذْكُرُهُ حِينًا فَأَحْسَبُهُ ۔ أَوْفَى الْبَرِيَّةِ عِنْدَ اللهِ مِيزَانَا

وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ حَمَّادٍ الْقَاهِرِي مُعَارِضًا فِي ذَلِكَ

قُلْ لِابْنِ مُلْجِمٍ وَالْأَقْدَارُ غَالِبَةٌ ۔ هَدَمْتَ وَيْلَكَ الْإِسْلَامِ أَرْكَانَا

قَتَلْتَ أَفْضَلَ مَنْ يَمْشِي عَلَى قَدَمٍ ۔ وَأَوَّلَ النَّاسِ إِسْلَامًا وَإِيمَانَا

وَأَعْلَمَ النَّاسِ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ بِمَا ۔ سَنَّ الرَّسُولُ لَنَا شَرْعًا وَتِبْيَانَا

صِهْرُ النَّبِيِّ وَمَوْلَاهُ وَنَاصِرُهُ ۔ أَضْحَتْ مَنَاقِبُهُ نُورًا وَبُرْهَانَا

وَكَانَ مِنْهُ عَلَى رَغْمِ الْحَسُودِ لَهُ ۔ مَا كَانَ هَارُونُ مِنْ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَا

وَكَانَ فِي الْحَرْبِ سَيْفًا صَارِمًا ذَكَرًا ۔ لَيْثًا إِذَا لَقِيَ الْأَقْرَانُ أَقْرَانَا

ذَكَرْتُ قَاتِلَهُ وَالدَّمْعُ مُنْحَدِرٌ ۔ فَقُلْتُ سُبْحَانَ رَبِّ النَّاسِ سُبْحَانَا

إِنِّي لَأَحْسَبُهُ مَا كَانَ مِنْ بَشَرٍ ۔ يَخْشَى الْمَعَادَ وَلَكِنْ كَانَ شَيْطَانَا

أشقى مراد إذا عدت قبائلها ... وأخسر الناس عند الله ميزانا

كعاقر الناقة الأولى التي جلبت ... على ثمود بأرض الحجر خسرانا

قد كان يخبرهم أن سوف يخضبها ... قبل المنية أزمانا فأزمانا

فلا عفا الله عنه ما تحمله ... ولا سقى قبر عمران بن حطانا

لقوله في شقي ظل مجترحا ... ونال ما ناله ظلما وعدوانا

يا ضربة من تقي ما أراد بها ... إلا ليبلغ من ذي العرش رضوانا

بل ضربة من غوي أوردته لظى ... فسوف يلقى بها الرحمن غضبانا

كأنه لم يرد قصدا بضربته
إلا ليصلى عذاب الخلد نيرانا

ترجمہ اشعار عمران بن حطان

اے تلوار کی مار تونے پورا کام کیا جسکا ارادہ ابن ملجم نے کیا تھا ... تا کہ مالک عرش بریں کی رضامندی کو پہنچ جائے

بیشک جب میں اس کو یاد کرتا ہوں تو یہ یقین ہوتا ہے ... کہ تمام خلائق سے زیادہ خدا کے پاس میزان قیامت میں (ابن ملجم) پورا اور اعمال بھاری ہے

اسکی تردید ابو بکر بن حماد القاہری نے کی ہے

ترجمہ

ابن ملجم کو کہدو کہ مقدرات الٰہی غالب ہونے ہیں ... تیرے لئے جہنم ہے کہ اک رکن اسلام کو تونے گرا دیا

تونے چال چلن میں بہترین شخص کو قتل کیا ... وہ پہلا شخص تھا اسلام و ایمان لائے میں

سب سے بڑھکر عالم تھا قرآن و حدیث میں ... اور جو رسول اللہ نے بیان کئے تھے احکام دین میں

رسول اللہ کا حامی و مددگار تھا ... اس کے مناقب روشن دن کی طرح روشن ہیں

اور تھا وہ جو تھا بزعم دشمنوں کے — کیا نہیں تھا مثل ہارون و موسی بن عمران کے

اور تھا وہ جنگ میں ننگی تلوار چمکتی — شیر تھا جب کہ قبائل آپس میں ٹکراتے تھے

جب یاد کرتا ہوں اُسکے قاتل کو آنسو بہتے ہیں — پھر کہتا ہوں اے رب العالمین تو بڑا غنی ہے

بیشک میں گمان کرتا ہوں (ابن ملجم) انسان تو نہیں تھا — ڈرتا آخرت کے عذاب سے لیکن (ابن ملجم) شیطان تھا

شقی تھا مراد قبیلہ کا جبکہ کہتا ہوں اُنکے قبائل کو — خسران میں ہے خدا کے پاس میزان میں

مثل عاقر ناقہ تھا یعنی شخص ثمود کا جبکہ ظلم کیا — ثمود پر ارض حجر میں نقصان و خسران میں

بیشک خبردار کیا علیؑ نے خون آلودہ ہونا داڑھی سے — قبل اسکے یہ واقعہ ہے زمانہ دراز سے

خدا تعالی معاف نکرے جو کچھ کیا اُس شقی نے — اے خداوند ٹھنڈی نہ کر قبر عمران بن حطان کی

بوجہ قول شقی عمران کے کہ پہنچ گیا میں اپنی مراد کو — پہنچا عذاب الہی کو جو پہنچا ظلم و ستم کو

اے ضرب تلوار اس سے تیرا کیا ارادہ تھا — خبردار ہو پہنچ گیا علی خدا کے پاس رضوان کو

بلکہ ضرب اُس گمراہ کا مرید تھا دوزخ کا — قریب ہے کہ خدا کے پاس مستحق ہو عذاب کا

گو اُس کا قصد مارنے کا نہیں تھا
مگر ہمیشہ عذاب الہی میں گرفتار رہیگا۔

قالت امّ الهيثم بنت العريان النخعيّه
المرثيه علی ابن ابی طالب

أَلَا يَا عَيْنُ وَيْحَكِ أَسْعِدِينَا — أَلَا تَبْكِي أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَا

أَتَبْكِي أُمُّ كُلْثُومٍ عَلَيْهِ — بِعَبْرَتِهَا وَقَدْ رَأَتِ الْيَقِينَا

أَلَا قُلْ لِلْخَوَارِجِ حَيْثُ كَانُوا — فَلَا قَرَّتْ عُيُونُ الشَّامِتِينَا

أَفِي شَهْرِ الصِّيَامِ فَجَعْتُمُونَا — بِخَيْرِ النَّاسِ طُرًّا أَجْمَعِينَا

قتلتم خیر من رکب المطایا ۔ وذللها ومن رکب السفینا

ومن لبس النعال ومن حذاها ۔ ومن قرأ المثانی والمئینا

وکل مناقب الخیرات فیه ۔ وحب رسول رب العالمینا

لقد علمت قریش حیث کانت ۔ بانک خیرها حسبا ودینا

اذا استقبلت وجه ابی حسین ۔ رأیت البدر فوق الناظرینا

وکنا قبل مقتله بخیر ۔ نری مولی رسول الله فینا

یقیم الحق لا یرتاب فیه ۔ ویعدل فی العدا والاقربینا

ولیس بکاتم علما لدیه ۔ ولم یخلق من المتجبرینا

کان الناس اذ فقدوا علیا ۔ نعام حار فی بلد سنینا

فلا تشمت معاویة بن صخر

فان بقیة الخلفاء فینا ۔

ترجمہ

اے بدنصیب آنکھ کیا تو ہم کو خوش کر رہی ہے
ام کلثوم تو امیرالمومنین پر رو رہی ہے
ارے کم ہیں خوارج جہاں بھی ہوں
کیا ماہِ رمضان میں کیا ہم کو پریشان
قتل کیا تم نے بہتر شہ سوار کو
جس نے چپلی سی اور پہنی تھی
جملہ اوصاف واخلاق حسنہ ان میں موجود تھے
سب طرح کے مناقب اُس میں موجود تھے

کیا تو امیرالمومنین پر نہیں روتی
اور عبرت سے دیکھا اُس کو اور یقین ہوا ہم کو
ٹھنڈی نہ ہوں آنکھیں شامیوں کی
بہتر لوگوں کا سردار ہمارا
ہلا دیتا کشتیوں کو جب کہ سوار ہوتا
اور قرآن کی بڑی بڑی سورتیں اور متوسط پڑھی تھیں
رسول رب العالمین کے محب بھی تھے
بیشک قریش نے جان لیا جہاں میں ہاں

جب کہ چہرہ ابوالحسن کا سامنے آجاتا
تو ناظرین کو بدر کا چاند نظر آتا

قبل اس قتل کے ہم خیال کرتے تھے
کہ مولا رسول اللہ کا ہم میں موجود ہے

حق کو قائم کرنے میں کسی سے خوف نہیں کرتا
اور اپنے بیگانے میں برابر عدل و انصاف کرتا

اور نہ کبھی آپ نے کتمان علم کیا
اور نہ وہ متکبرین سے پیدا ہوا

جب کہ لوگ علیؑ کو نہ پائیں گے
تو پرندے بلدہ سینا کے بھی مضطر ہو جائینگے

اب معاویہ ابن صخر کو بُرا مت کہو۔
کیونکہ وہی ایک ہم میں پیچھے رہ گیا ہے

وَقَالَ الفضلُ بن عبّاس بن ابی لهب

مَا كُنتُ اَحسِبُ اَنّ الاَمرَ مُنصَرِفٌ
عَن هَاشِمٍ ثُمّ مِنهَا عَن اَبِي الحَسَنِ

اَلَيسَ اَوّلَ مَن صَلّی لِقِبلَتِکُم
وَاَعلَمَ النّاسِ بِالقُراٰنِ وَالسُّنَنِ

ترجمہ

میں نہیں سمجھتا تھا کہ معاملہ ایک حال سے دوسرے حال پر ہو جائیگا
یعنی ہاشم سے پھر اس سے ابوالحسن تک پہنچ جائے گا

کیا یہ وہ شخص نہیں ہے جس نے تمہارے قبلہ میں سب سے پہلے نماز پڑھی
اور تمام لوگوں سے زیادہ قرآن و حدیث کے جاننے والا ہے

وَقَالَ اِسمٰعِیلُ بن مُحَمّد الحمیری

سَائِل قُرَیشًا بِهَا اِن کُنتَ ذَا عَمَهٍ
مَن کَانَ اَثبَتَهَا فِی الدِّینِ اَوتَادَا

مَن کَانَ اَقدَمَ اِسلَامًا وَاَکثَرَهَا
عِلمًا وَاَطهَرَهَا اَهلًا وَاَولَادَا

مَنْ وَحَّدَ اللّٰهَ اِذْ كَانَتْ مُكَذِّبَةً ۔ تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّاَنْدَادًا

مَنْ كَانَ يُقْدِمُ فِي الْهَيْجَاءِ وَاِنْ نَكَلُوْا ۔ عَنْهَا وَاِنْ يَبْخَلُوْا فِيْ اَزْمَةٍ جَادَا

مَنْ كَانَ اَعْدَلَهَا حُكْمًا وَّاَبْسَطَهَا ۔ عِلْمًا وَّاَصْدَقَهَا وَعْدًا وَّاِيْعَادًا

اِنْ يُصْدِقُوْكَ فَلَنْ يَعْدُوْا اَبَا حَسَنٍ ۔ اِنْ اَنْتَ لَمْ تَلْقَ لِلْاَبْرَارِ حُسَّادًا

اِنْ اَنْتَ لَمْ تَلْقَ اَقْوَامًا ذَوِيْ صَلَفٍ
وَّذَا عِنَادٍ لِّحَقِّ اللّٰهِ جَحَّادًا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہادت کے روز بیت المقدس کے ہر ایک پتھر کے نیچے خون تھا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَدِمْتُ دِمَشْقَ وَاَنَا اُرِيْدُ الْغَزْوَ فَاَتَيْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ لِاُسَلِّمَ عَلَيْهِ فَوَجَدْتُهٗ فِيْ قُبَّةٍ عَلٰى فَرْشٍ يَفُوْتُ الْقَائِمَ تَحْتَهٗ سِمَاطَانِ سَلَّمْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ لِيْ يَا ابْنَ شِهَابٍ اَتَعْلَمُ مَا كَانَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ صَبَاحَ قَتْلِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُمْتُ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ حَتّٰى اَتَيْتُ خَلْفَ الْقُبَّةِ فَحَوَّلَ اِلَيَّ وَجْهَهٗ فَاَحْنَا عَلَيَّ فَقَالَ وَمَا كَانَ فَقُلْتُ لَمْ يُرْفَعْ حَجَرٌ مِّنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَهٗ دَمٌ فَقَالَ لَمْ يَبْقَ اَحَدٌ يَعْلَمُ هٰذَا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ لَا يَسْمَعَنَّ مِنْكُمْ اَحَدٌ فَمَا حَدَّثْتُ بِهٖ حَتّٰى تُوُفِّيَ" لكن فيه ضعف ابن عمران لا يعرف في الرجال والخبر المرسل ۔ مستدرک ج ۳ ص ۱۱۳

ابن شہاب بیان کرتا ہے کہ میں جہاد کے ارادہ سے دمشق کو گیا پھر میں عبد الملک سے ملنے گیا تو وہ قبہ میں ایک زاویہ کے قریب اُن کے بچھونے پر بیٹھے ہوئے تھے ۔

میں سلام کرکے اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ تو میری طرف مخاطب ہو کر کہا اے ابن شہاب کیا تم کو اس کا علم ہے جو بیت المقدس میں حضرت علی کے قتل کی صبح کو گزرا ہے۔ میں نے کہا ہاں پھر آپ نے کہا میرے ساتھ چلو۔ میں کھڑا ہو گیا۔ اور لوگوں کے پیچھے سے ہم ہوتے ہوئے یہاں تک کہ گنبد کے پیچھے آئے تو میری طرف پلٹ کر دیکھے۔ اور میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا وہ کیا واقعہ تھا۔ میں نے کہا کوئی پتھر بیت المقدس کے پتھروں سے اُٹھایا نہیں جاتا تھا۔ کہ اُس کے نیچے خون نہ ہوتا ہو۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا۔ بجز میرے اور تیرے کوئی اس راز کو نہیں جانتا۔ اس کا ذکر کسی سے ہرگز نہ کرنا میں نے اُن کے مرتے دم تک اس واقعہ کو کسی پر ظاہر نہیں کیا۔

اور ایک آنحضرت کے ہجرت کا واقعہ ہے۔ زمخشری نے ربیع الابرار میں ہندہ بنت الجون سے نقل کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُم معبد کے خیمہ میں اُترے وہ میری خالہ تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو کے اُٹھے تو پانی منگایا۔ اور ہاتھ دھو کر کلی کی۔ اور وہ کلی کا پانی ایک عوسج کے درخت کی جڑ میں ڈال دیا۔ جو خیمہ کے پاس تھا۔ صبح کو وہ درخت بڑا زبردست جھاڑ ہو گیا۔ اور بہت بڑا میوہ سرخ رنگ عنبرین خوشبو شہد کی طرح میٹھا مزیدار لگا۔ جو شخص اُس کو کھاتا شکم سیر ہو جاتا۔ اور جو کوئی پیاسا ہوتا تو کھا کر سیراب ہو جاتا۔ اور بیمار صحت یاب ہو جاتا۔ اور جو جانور اُس کا پتا کھاتا تو دودھ خوب دینے لگتا۔ اِن برکات کے لحاظ سے سب نے اُس کا نام شجرۂ مبارکہ رکھا۔ اطراف و اکناف کے لوگ صحت اور شفا کی غرض سے آتے اور ساتھ لے جاتے۔ اتفاق سے ایک دن اُس کے پھل یکایک گر گئے۔ اور پتے چھوٹے ہو گئے۔ ہم سب اُس سے حیرت زدہ ہو گئے۔ پھر ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر آئی۔ پھر تیس برس کے بعد وہ پورا جھاڑ خار دار ہو گیا۔ نہ پہلے کی وہ تازگی اور نہ سرسبزی رہی۔ معلوم ہوا کہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ پھر اُس دن سے اُس درخت میں نہ پھل لگے اور نہ شفا باقی رہی۔ پھر ایک دن اُس کی جڑ سے خون بہنے لگا اُس سے ہم بہت فکر مند تھے۔ اتنے میں خبر آئی کہ حضرت حسینؓ بن علیؓ رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے۔ اس کے بعد وہ درخت بالکل خشک ہو گیا۔ (عثمان البیان فی سیرۃ نبی آخر الزمان صفحہ ۶۶)۔

فی حلیۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب

واحسن ما فی صفتہ رضی اللہ عنہ انہ ربعۃ من الرجال الی القصر ما ھو ادعج العینین حسن الوجہ کانہ القمر فی لیلۃ البدر حسنا ضخم البطن عریض المنکبین شثن الکفین عتدا اغید کان عنقہ ابریق فضۃ اصلع لیس فی رأسہ شعر الا من خلفہ کبیر اللحیہ لمنکبہ مشاش کمشاش السبع الضاری لا یتبین عضدہ من ساعدہ قد ادمجت ادماجا اذا مشی تکفأ واذا امسک بذراع رجل امسک بنفسہ فلم یستطع ان یتنفس وھو الی السمن ما ھو شدید الساعد والید واذا مشی الی الحرب ھرول ثبت الجنان قوی شجاع منصور علی من لاقاہ۔

استیعاب ج ۳ ص ۴۶۹

سنو حلیہ جناب مرتضیٰ کا
حبیب مصطفیٰؐ شیر خدا کا
جمال و حسن و خوشروئی میں یکسر
یہ تھے ماہِ دوہفتہ کے برابر
نظر جو دور سے چہرہ پہ کرتا
وہ گندم گون سمجھتا رنگ اُنکا
جو کرتا کوئی پاس آکر زیارت
تو پاتا گندمی رنگت میں حمرت
نہ تھے پیشِ سر پر نور کے بال
سفید اُنکے تمامی سر کے تھے بال

لکیریں سر پہ تھیں بالوں کے پیدا ہوں جیسے اُنگلیوں میں خط ہویدا
بغایت خوشنما اُنکے تھے گیسو عجب پیوستہ تھے آپسمیں ابرو
وہ آنکھوں کی سفیدی و سیاہی مکمل حسن وخوبی سے کماہی
کہاں آتی ہیں آنکھیں ایسی پیاری بڑی تھیں سرگیں تھیں اور بہاری
کشادہ دانت تھے ڈاڑھی گھنی تھی وہ داڑھی عرض میں اتنی بڑی تھی
کہ وسطِ ہر دو دوش پاک اُنکا بخوبی اُسکے بالوں سے چھپا تھا
سفیدی ریش پر ایسی نمودار کہ گویا نور کی ہے اُس پہ بوچھار
بسانِ سیم تھی گردن مصفا عریض اُنکی تھی کاندھے اور پہنا
سطبری استخوانِ دوش میں تھی شکم سے آپ کے ظاہر بزرگی
دوگانہ استخوانوں کے مفاصل تھے چکلے چوڑے نظارہ کے قابل
تھے اُن کے استخوانِ دوش ایسے کہ جیسے استخوانِ شیر ژیان کے
بہم پیوستہ بازو اور ساعد سطبری عضلۂ بازو میں بجید
مگر موزون ہے باریکی جہاں پر سو باریکی نمایاں تھی وہاں پر
قوی تھے اُنکے بازو سخت تھے ہاتھ ہتیلی موٹی لیکن نرمی کے ساتھ
وہ عضلہ ساق کا اوپر سے موٹا ذرا پائیں کے جانب کو ہلکا
قریب فربہی تھا جسم اطہر میانہ قد بدن پر بال اکثر

ہمیشہ تر زبان ہوں اس دعاء سے
خدا راضی ہو اُن سے وہ خدا سے

النجم الثاقب فی اقضیۃ علی ابن ابی طالب

کتب اہل سنت مثل صحاح ستہ و مستدرک و بیہقی و استیعاب و طبقات ابن سعد و تاریخ الخلفاء سیوطی و کنز العمال و مسند امام احمد وغیرہ سے ضبط قلم کئے گئے ہیں اور جن جن کتب سے اخذ کیا ان کا حوالہ صفحہ بھی

اور عربی عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے اور ہر فیصلے کے عنوان علیحدہ بتا دیئے ہیں

اب یہ کتاب اپنی نوعیت کے عجیبہ نظائر کا ایک عجیب مجموعہ بن گیا ہے

دیدیا ہے جو آج تک ایسی کتاب نہیں پائی گئی۔ جو آپ کی یادگار رہتی

اب یہ حکام وقت و وکلا پیشہ کے لیے فصل خصومات میں کافی معین و مددگار ہوگئی ہے

بعہد الملک المؤید سلطان العلوم سلطان السید الدکن نواب میر عثمان علیخان بہادر اقبالہ و اجلالہ اللہم انشر الویۃ عساکرہ

مصنف کتاب ہذا حاجی محمد عبد اللہ ابن نور الدین عفی اللہ عنہ ... مصنف مفتاح النجاح ... و در الاسلام ... سلطانی ... السباع ... اللمعات القرآنی السیف المسلول ...

اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن

پتہ مصنف کتاب محلہ میر چوک عقب صدر ہیں کچیری حیدرآباد دکن مکان ۵۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقضی الناس علی بن ابی طالبؓ

سب صحابہ میں علیؓ بن ابی طالب کا بڑا قاضی قضات ہونا

عن عبد اللہ بن مسعود قال ان اقضی اھل المدینۃ علی بن ابی طالب استیعاب ج ۲ ص ۴۶۲

(۱) صحابہ میں بڑا حاکم قرآن و حدیث سے فیصلہ کرنیوالا علیؓ بن ابی طالب

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاسٌ مِنَ الْیَمَنِ فَقَالُوْا ابْعَثْ فِیْنَا مَنْ یُفَقِّھُنَا فِی الدِّیْنِ وَیُعَلِّمُنَا السُّنَنَ وَیَحْکُمُ فِیْنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْ یَا عَلِیُّ اِلٰی اَھْلِ الْیَمَنِ فَفَقِّھْھُمْ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْھُمُ السُّنَنَ وَاحْکُمْ فِیْھِمْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَقُلْتُ اِنَّ اَھْلَ الْیَمَنِ قَوْمٌ طَغَامٌ یَاْتُوْنِیْ مِنَ الْقَضَایَا بِمَا لَا عِلْمَ لِیْ بِہٖ فَضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَدْرِیْ ثُمَّ قَالَ اذْھَبْ فَاِنَّ اللّٰہَ سَیَھْدِیْ قَلْبَکَ وَیُثَبِّتُ لِسَانَکَ فَمَا شَکَکْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنَ اثْنَیْنِ حَتَّی السَّاعَۃَ کنز العمال از ابن جریر جلد ۵ صفحہ ۲۷۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

کچھ اہل یمن آئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم میں ایک ایسا شخص روانہ فرمائیے جو ہم کو دینی تعلیم دے۔ اور آپکی سنتوں سے آگاہ کرے اور کتاب اللہ کے موافق احکام جاری کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ اے علی تو یمن کو جا کر اُن کو دینی تعلیم دے۔ اور سُنن سکھا اور قرآن کے موافق احکام جاری کر۔ میں نے عرض کیا کہ اہل یمن بہت بڑے سرکش ہیں ایسے ایسے سخت اور پیچیدہ مقدمات لیکر آئیں گے۔ کہ مجھ کو اُن کا تصفیہ دشوار ہو گا۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا اور فرمایا کہ تو جا اللہ تیری زبان کو فصیح اور دل کو کشادہ کر دیگا۔ پھر میں کبھی مدعی اور مدعا علیہ کے معاملہ میں کبھی پریشان نہیں ہوا۔

(۲)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَبْعَثُنِي إِلَى قَوْمٍ هُمْ أَسَنُّ مِنِّي وَأَنَا حَدَثٌ لَا أُبْصِرُ الْقَضَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَهُ وَاهْدِ قَلْبَهُ. يَا عَلِيُّ إِذَا جَلَسَا إِلَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ بَيْنَهُمَا حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ۔ فَمَا أُشْكِلَ عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ۔

کنز العمال از مستدرک وطبقات ابن سعد جؔ ۵ صؔ ۲ ۔

(۳)

اگر کسی غرض و نیت کیلئے گھڑا کھدوا جائے اور کوئی اُس میں ازدہام کے سبب سے گر جاوے تو کیا حکم؟

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى قَوْمٍ قَدْ بَنَوْا زُبْيَةً لِلْأَسَدِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ يَتَدَافَعُوْنَ إِذْ سَقَطَ رَجُلٌ فَتَعَلَّقَ بِالْآخَرِ ثُمَّ تَعَلَّقَ رَجُلٌ آخَرُ

حتیٰ صاروا اربعۃ فجرحھم الاسد فانتدب لہ رجل بحربۃ فقتلہ وماتوا من جراحتھم کلھم فقال اولیاء المقتول الاول الیٰ اولیاء الثالث واخرجوا السلاح لیقتتلوا واتاھم علیؓ رضی اللہ عنہ وبتئۃ ذالک فقال تریدون ان تقتتلوا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ انی اقضی بینکم بقضاءٍ ان رضیتم فھو القضاء والاحجز بعضکم عن بعض تاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیکون ھو الذی یقضی بینکم ممن عدا بعد ذالک فلاحق لہ اجمعوا من مائلھو کاء الذین حضروا البئر ربع الدیۃ وثلث الدیۃ ونصف الدیۃ والدیۃ الکاملۃ فللاول الربع الدیۃ لانہ ھلک من فوقہ وللثانی ثلث الدیۃ وللثالث نصف الدیۃ وللرابع الدیۃ الکاملۃ فابوا ان یرضوا فاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو عند مقام ابراھیم فقصوا علیہ القصۃ فقال انا اقضی بینکم واحتبیٰ فقال رجل من القوم ان علیا قضیٰ بیننا فقصوا علیہ فاجازہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم القضاء کما قضی علیؓ" - کنز العمال ج ۵ صـ۲۷ از س حم وابن جریر وصححہ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو بھیجا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھ کو یمن کو بھیج رہے ہیں لیکن میں کم سن اور اہل یمن بڑی بڑی عمر والے ہیں ایسی حالت میں قضاوت کیسی کروں گا۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مار کر فرمایا۔ اے خداوندا تو اس کی زبان کو ثابت رکھ اور دل کو ہدایت دے پھر فرمایا اے علیؓ جب تو مدعی اور مدعی علیہ دونوں کے درمیان فیصلہ کے لیئے بیٹھے تو جب تک دونوں کا بیان نہ سن لے فیصلہ ہرگز نہ کرنا۔ جب تو اُن دونوں کا بیان سن لیگا تو تجھ پر مقدمہ کی حقیقت ظاہر ہو جائیگی۔ پھر اس وقت فصل خصومات میں نہایت

آسانی ہو جائیگی ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر مجھ کو آج تک کبھی کسی کے مقدمہ میں شک و شبہ نہیں ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت نے مجھ کو قاضی بنا کر یمن کو بھیجا۔جب میں یمن کی ایک قوم پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُن لوگوں نے شیر کے پھانسنے کے لئے ایک گہرا کنواں کھود رکھا تھا۔اور وہ اوپر سے کھُلا تھا۔چند آدمی اُس کے اوپر چڑھ کر دیکھنے لگے ایک دوسرے کو ہٹا رہے تھے کہ ایک اتفاق سے گرنے لگا۔وہ دوسرے کو لپٹ گیا دوسرا تیسرے سے اور تیسرا چوتھے سے۔اِس طرح چاروں گر گئے اِن سب کو شیر نے زخمی کر دیا پھر اوپر سے ایک شخص نے اپنا برچھا مار کر شیر کو مار ڈالا۔اور وہ چاروں شیر کے زخموں سے ہلاک ہو گئے۔پھر مقتول اول کے ورثاء مقتول ثانی کے ورثائے سے امادہ بجنگ ہوئے۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اُن کے قبیلے میں جا کر میں نے کہا کہ تم باہم آپس میں جنگ کرتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تو زندہ ہیں۔میں تمہارا فیصلہ نہایت اچھا کر دیتا ہوں اگر تم راضی ہو پس وہ فیصلہ قطعی ہو گا۔مگر یہ کہ آپس میں تم متفق ہو جاؤ۔پھر اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی جاؤ تو وہی قطعی فیصلہ قائم رہیگا۔اور کسی کو مرافعہ کا حق باقی نہ رہیگا۔وہ یہہ کہ اِن تمام قبائل پر جنہوں نے اِس گہرے پر ازدہام کیا اُن پر ربع دیت اور ثلث دیت اور نصف دیت اور کامل دیت ہے۔پہلے شخص کے لئے ربع دیت ہے۔کیونکہ اُس کو اوپر والے نے ہلاک کیا جو اُس کے اوپر گرا۔دوسرے کے لئے ثلث دیت۔اور تیسرے کے لئے نصف دیت اور چوتھے کے لئے کامل دیت ہے۔اِس فیصلہ کے بعد سب نے نارضامندی ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔تو آپ مقامِ ابراہیم بیت اللہ میں تشریف رکھتے تھے۔اُن لوگوں نے پورے حالاتِ مقدمہ ظاہر کئے آپ نے فرمایا میں تمہارا فیصلہ کر دوں گا۔جب آپ بیٹھ گئے تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے درمیان فیصلہ فرما دیا ہے اور

وہ فیصلہ بیان کر دیا۔ تو آنحضرتؐ نے سُنکر میرے ہی فیصلے کو برقرار رکھا۔

۴ لواطت یعنی خلاف فطرت انسانی میں فاعل و مفعول دونوں کی سزا آگ میں جھونکنا

اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ اَنَّهٗ وَجَدَ فِيْ بَعْضِ نَوَاحِي الْعَرَبِ رَجُلًا يُنْكَحُ رَجُلًا كَمَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ فَاسْتَشَارَ الصِّدِّيْقُ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَكَانَ اَشَدَّهُمْ قَوْلًا فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الذَّنْبَ لَمْ تَعْصِ بِهٖ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ اِلَّا وَاحِدَةٌ صَنَعَ اللّٰهُ بِهِمْ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ اَرٰى اَنْ يُّحْرَقُوْا بِالنَّارِ فَكَتَبَ اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى خَالِدٍ اَنْ يُّحْرَقُوْا فَحَرَّقَهُمْ ثُمَّ حَرَّقَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فِيْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ حَرَّقَهُمْ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

الطرق الحکمیہ صا۱۵

خالدؓ بن ولید نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لکھا کہ یہاں بعض مقامات پر مرد مرد سے جماع کرتا ہے جس طرح عورت جماع کی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صحابہ سے مشورہ لیا اُن میں حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپکا قول سب پر غالب اور اُن کی رائے نہایت مصیب تھی۔ آپنے فرمایا کہ ایسا فعل گناہ امتوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ سوائے ایک اُمّتِ (لُوط) کے۔ اور اُن کا جو حشر ہُوا وہ سب کو معلوم ہے اُن کو آگ میں جھونک دینا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق خالد رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا۔ کہ ان کو آگ میں ڈال دو۔ اُنہوں نے ویسا ہی کیا۔ اُسکے بعد عبداللہؓ بن زبیرؓ نے بھی وہی سزا رکھی۔ اس کے بعد ہشام بن عبدالملک نے بھی وہی طریقہ جاری رکھا کہ لوطیوں کو آگ میں جلا دیا کرتے تھے۔

۵ تحریق الزنادقہ والرافضہ

وَمِنْ ذٰلِكَ تَحْرِيْقُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الزَّنَادِقَةَ الرَّافِضَةَ وَ

هُوَ یَعْلَمُ سُنَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَتْلِ الْکَافِرِ وَلٰکِنْ رَأیٰ اَمْرًا عَظِیْمًا جَعَلَ عُقُوْبَتَہٗ مِنْ اَعْظَمِ الْعُقُوْبَاتِ لِیَزْجُرَ النَّاسَ عَنْ مِثْلِہٖ وَلِذٰلِکَ

قَالَ شِعْرًا

لَمَّا رَأَیْتُ الْاَمْرَ اَمْرًا مُنْکَرًا اَجَّجْتُ نَارِیْ وَدَعَوْتُ قَنْبَرًا

وَقَتَلَ غُلَامَہٗ الطرق الحکمیہ صہ۱۹ اور اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے زنا وقہ روافضہ کو آگ میں ڈلوایا۔ باوجود سنّت نبوی کے جانتے ہُوئے۔ کافر کو قتل کرتے اور لوطی کو آگ میں جھونک دیتے۔ کیونکہ اُن کی رائے عالی میں یہ کفر سے بھی بڑھ کر سخت گناہ ہے۔ اِس لئے اس کی سزا بھی ویسی ہی سخت ہونی چاہئے۔ تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ اور اس گناہ کے کرنے سے باز رہیں۔

(۶) اگر کوئی عورت اپنی ران کپڑوں پر انڈے کی سفیدی لگا کر زنا کی تہمت لگائے تو تحقیق و حکم کیا

قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اُتِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِامْرَأَۃٍ قَدْ تَعَلَّقَتْ بِشَابٍّ مِنَ الْاَنْصَارِ وَکَانَتْ تَہْوَاہُ وَلَمْ یُسَاعِدْہَا اِحْتَالَتْ عَلَیْہِ وَاَخَذَتْ بَیْضَۃً وَاَلْقَتْ صُفْرَتَہَا وَصَبَّتِ الْبَیَاضَ عَلٰی ثَوْبِہَا وَبَیْنَ فَخِذَیْہَا ثُمَّ جَاءَتْ اِلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَارِخَۃً فَقَالَتْ ہٰذَا الرَّجُلُ غَلَبَنِیْ عَلٰی نَفْسِیْ وَفَضَحَنِیْ فِیْ اَہْلِیْ وَہٰذَا اَثَرُ فِعَالِہٖ فَسَاَلَ عُمَرُ النِّسَاءَ فَقُلْنَ لَہٗ اِنَّ بِبَدَنِہَا وَثَوْبِہَا اَثَرَ الْمَنِیِّ فَہَمَّ بِعُقُوْبَۃِ الشَّابِّ فَجَعَلَ یَسْتَغِیْثُ وَیَقُوْلُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ تَثَبَّتْ فِیْ اَمْرِیْ وَاللّٰہِ مَا اَتَیْتُ فَاحِشَۃً وَمَا ہَمَمْتُ بِہَا فَلَقَدْ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَفْسِیْ فَاعْتَصَمْتُ فَقَالَ عُمَرُ یَا اَبَا الْحَسَنِ مَا تَرٰی فِیْ اَمْرِہِمَا فَنَظَرَ عَلِیٌّ اِلٰی مَا عَلَی الثَّوْبِ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ حَارٍّ شَدِیْدِ الْغَلَیَانِ فَصَبَّ عَلَی الثَّوْبِ فَجَمَدَ ذٰلِکَ الْبَیَاضُ ثُمَّ اَخَذَہٗ وَاشْتَمَّہٗ

وَدَاوَتْهُ وَعَرَفَ طَعْمُ الْبَيْضِ وَرَحَا الْمَرْأَةَ فَاعْتَرَفَتْ الطرق الحكميہ ص۷۴

جعفر بن محمد کا بیان ہے کہ ایک عورت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد لیکر آئی جو ایک انصاری جوان کی خواہشمند تھی اور اُس پر عاشق تھی لیکن اُس جوان نے اُس عورت کی خواہش پوری نہیں کی۔ تو اس عورت نے ایک مکر و حیلہ کیا کہ ایک انڈا لیکر اُس کی زردی پھینک دی اور سفیدی کو اپنی رانوں اور کپڑوں پر مل دی۔ حضرت عمر سے کہنے لگی کہ فلاں انصاری شخص نے مجھ پر غلبہ پاکر میرے ساتھ زنا بالجبر کیا۔ اور مجھ کو اپنے گھر والوں میں رسوا کیا۔ اُسکی بدکاری کا اثر میرے رانوں اور کپڑوں پر موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تصدیق کے لئے) عورتوں سے دریافت کیا تو اُنہوں نے (دیکھ کر) کہا کہ واقعی منی کا اثر رانوں پر موجود ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُس جوان پر حد شرعی جاری کرنے کا حکم دیا۔ تو اُس جوان نے شور و فریاد کی اور کہا اے امیرالمومنین آپ تحقیق فرمایئے قسم ہے اللہ کی کہ میں نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ اور نہ اُس کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اِس عورت نے مجھ پر افترا پردازی کی ہے۔ اُس وقت حضرت عمرؓ نے حضرت ابوالحسن علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ آپکی اِن دونوں کے مقدمہ میں کیا رائے ہے۔ آپ نے اُس سفیدی پر جو کپڑے پر لگی ہوئی تھی غور فرما کر دیکھا۔ اور کچھ سوچ کر آپ نے کھولتا ہُوا گرم پانی منگا کر اُس کپڑے پر ڈالدیا۔ تو اُس انڈے کی سفیدی جم کر سخت ہو گئی۔ پھر آپ نے اُس کو سونگھا۔ اور مزا چکھا تو انڈا ثابت ہُوا۔ تو آپ نے اُس عورت کو خوب ڈانٹ کر اصلی حقیقت دریافت کی تو اُس نے اقرار کر لیا کہ میں نے یہ مکر و حیلہ کی تھی۔ (عدل و انصاف کی یہی شان ہے۔)

۷) چند اشخاص کا مل کر سفر کرنا ایک کا مع مال معدوم ہونا اسکی تحقیق و حکم۔

وَقَالَ اَصْبَغُ بْنُ نُبَاتَةَ اَنَّ شَابًّا شَكٰى اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَفَرًا فَقَالَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ خَرَجُوْا مَعَ اَبِيْ فِيْ سَفَرٍ فَعَادُوْا وَلَمْ يَعُدْ اَبِيْ فَسَاَلْتُهُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا

مات فسألتهم عن ماله فقالوا ما ترك شيئا وكان معه مال كثير وترافعنا
الى شريح فاستحلفهم وخلى سبيلهم فدعا علي بالشرط فوكل بكل
رجل رجلين واوصاهم ان لا يمكنوا بعضهم ان يدنوا من بعض ولا يمكنوا
احدا يكلمهم ودعا كاتبه ودعا احدهم فقال اخبرني عن ابي هذا الفتى
اي يوم خرج معكم وفي اي منزل نزلتم وكيف كان مسيركم وباي
علة مات وكيف اصيب بماله وسأله عن غسله ودفنه ومن تولى الصلوة
عليه واين دفن ونحو ذلك والكاتب يكتب وكبر علي وكبر الحاضرون والمتهمون
لا علم لهم الا انهم ظنوا ان صاحبهم قد اقر عليهم ثم دعا آخر بعد ان غيب
الاول عن مجلسه فسأله كما سأل صاحبه ثم الآخر كذلك حتى عرف ما
عند الجميع فوجد كل واحد منهم يخبر بضد ما اخبر به صاحبه ثم امر برد
الاول فقال يا عدو الله قد عرفت غدرك وكذبك بما سمعت من اصحابك
وما ينجيك من العقوبة الا الصدق ثم امر به الى السجن فكبر وكبر معه الحاضرون
فلما ابصر القوم الحال لم يشكوا ان صاحبهم اقر عليهم فدعا آخر منهم
فهدده فقال يا امير المؤمنين والله كنت كارها لما صنعوا ثم دعا
الجميع فاقروا بالقصة واستدعى الذي في السجن وقيل له قد اقر اصحابك
ولا ينجيك سوى الصدق فاقر بكل ما اقر به القوم فاغرمهم المال
واقاد منهم بالقتيل ۔ طرق الحکمیہ

اصبغ بن نباتہ بیان کرتا ہے کہ ایک نوجوان شخص چند آدمیوں کی شکایت لیکر حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ لوگ میرے باپ کو ہمراہ لیکر سفر کو گئے ۔ مگر یہ
سب واپس آگئے اور میرا باپ نہیں آیا ۔ جب اُن سے دریافت کرتا ہوں تو یہ کہتے ہیں کہ
وہ تو مر گیا ہے ۔ اور جب اُس کے مال سے دریافت کرتا ہوں تو کہتے ہیں کہ مال تو کچھ

بھی نہیں چھوڑا حالانکہ وہ بہت سا مال لیکر گیا تھا۔ اور جب ہم قاضی شریح کے پاس گئے تو اُس نے اُن کو حلف دیکر رخصت کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں کو کوتوال کے حوالے کر دیا۔ اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ رکھنے کا حکم دیا۔ کہ تاکہ آپس میں بات چیت نہ کرنے پائیں۔ اور کاتب کو حکم دیئے کہ تو بیانات لکھتے جا۔ پھر ایک ملزم سے دریافت کئے کہ کون سے دن یہاں سے سفر کو روانہ ہوئے اور پہلی منزل کہاں کئے۔ اور تم کس طرح سفر میں رہے اور وہ کس بیماری سے مرا۔ اور اُس کا مال کہاں ہے۔ اور اُسکو غسل کس نے دیا۔ اور کس طرح اُس کا کفن دفن کئے۔ اور کس نے اُس پر نماز پڑھی اور کہاں اُس کو دفن کیا ہے۔ اور اِس کے مثل کئی سوال اُس سے کئے جن کو کاتب لکھتا جاتا تھا۔ پھر ایک مرتبہ باآواز بلند اللہ اکبر کہا اور حاضرین نے بھی باآواز بلند اللہ اکبر کہا باقی ملزمین کو کچھ خبر نہیں تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ مگر اُن کو گمان یہ ضرور ہوا کہ اُن کے رفیق نے اقرار کر لیا ہے۔ اُس کو رخصت کر کے دوسرے کو طلب کیا اور فرمایا تیری دشمنی معلوم ہوگئی اب تجھ کو بجز سزا کے کوئی چارہ نہیں۔ مگر صحیح اور سچ کہدے پھر حکم دیا اس کو قید خانہ لیجاؤ دوسرے کو طلب فرمایا اور اسی طرح اُس کے بھی بیانات لئے گئے۔ پھر ایک مرتبہ مع حاضرین کے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی۔ جس سے اُن لوگوں کو یقین ہوگیا کہ ہمارے ساتھیوں نے اقرار کر لیا ہے۔ اور جو سب کے آخر طلب کیا گیا تھا اُس کو سخت ڈانٹا وہ کہنے لگا اے امیر المومنین میں اس امر کو نہایت ناپسند کرتا تھا جبکہ اُنہوں نے کیا ہے پھر سب سے دریافت کیا۔ تو سب نے اقرار کر لیا۔ اور جو پہلے قید خانہ کو گیا تھا اُس نے بھی آکر اقرار کر لیا۔ اسی طرح سب کا اقرار نامہ ہوگیا۔ تو اُن پر جان و مال کے تاوان کا حکم صادر فرمایا۔

(۸) اگر سر پر چوٹ لگانے سے بصارت جاتی رہے تو کیا۔

اِدَّعٰی رَجُلٌ ضَرَبَ رَجُلًا عَلٰی ھَامَتِہٖ اَنَّہٗ زَالَ بَصَرُہٗ وَشَمُّہٗ وَقَضٰی عَلِیٌّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

الْمَضْرُوْبُ عَلٰی اَنَّہٗ اَخْرَسُ وَ اَمَرَ اَنْ یُّخْرِجَ لِسَانَہٗ وَ یُنْخَسُ بِاِبْرَۃٍ فَاِنْ خَرَجَ الدَّمُ اَحْمَرُ فَھُوَ صَحِیْحُ اللِّسَانِ وَ اِنْ خَرَجَ اَسْوَدُ فَھُوَ اَخْرَسُ۔

ایک شخص نے دوسرے پر دعوٰے کیا کہ اُسنے میرے سر پر مارا ہے جس سے میری قوت بصارت وشامہ جاتی رہی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ فرمایا مضروب علیہ کا یہ دعوٰی ہے کہ وہ گونگا ہوگیا ہے۔بات چیت نہیں کرسکتا۔اُس کی زبان کا سُوی سے خون نکالا جائے۔اگر خون سُرخ ہے تو وہ صحیح سلامت ہے۔اگر خون سیاہ ہے تو وہ گونگا ہے۔

(۹) اگر کُفّار کے ہاتھ سے مسلمان قیدی بھاگ جائے تو کیا

وَ قَالَ اَصْبَغُ بْنُ نُبَاتَۃَ قِیْلَ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فِیْ فِدَاءِ اَسِیْرِ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ اَیْدِ الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ فَادُوْا مِنْھُمْ مَنْ کَانَ تَجَرَاحَاتُہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ وَ مَنْ کَانَ مِنْ وَرَائِہٖ فَاِنَّہٗ فَارٌّ۔

کفار کے ہاتھ سے مسلمان قیدی چھوٹ جاوے تو اگر سامنے زخم ہیں تو اُس کو چھوڑ دو۔اگر پُشت پر زخم ہیں تو وہ مفرور ہے۔

(۱۰) اگر حدشرعی میں مر جائے تو تاوان نفس نہیں

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ مَنْ مَاتَ فِیْ حَدٍّ فَاِنَّمَا قَتَلَہُ الْحَدُّ وَلَا عَقْلَ لَہٗ مَاتَ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ۔کنزالعمال جلد ۲ ۲۴۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔جو شخص حد میں مرا اُس کا تاوان نفس نہیں ہے۔کیونکہ وہ حدود اللہ عزّوجل میں مرا ہے۔

(۱۱) **ایک شخص نے وصیّت کی کہ یہ ایکہزار درہم جسقدر تم کو پسند ہو وہ خیرات کردے اُسنے نوسو رکھ لیا ایکسو خیرات کیا بصورت نزاع کیا**

قَالَ وَاَوْصٰی رَجُلٌ اِلٰی اٰخَرَ اَنْ یَّتَصَدَّقَ عَنْہُ مِنْ ھٰذِہِ الْاَلْفِ دِیْنَارٍ بِمَا اَحَبَّ فَتَصَدَّقَ بِعُشْرِھَا وَاَمْسَکَ الْبَاقِیْ فَخَاصَمُوْہُ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَقَالُوْا یَاْخُذُ النِّصْفَ وَیُعْطِیْنَا النِّصْفَ فَقَالَ لَا اَنْصَفُوْکَ قَالَ اِنَّہٗ قَالَ لِیْ اَخْرِجْ مِنْھَا مَا اَحْبَبْتَ قَالَ فَاَخْرِجْ عَنِ الرَّجُلِ تِسْعَمِائَۃٍ وَالْبَاقِیْ لَکَ قَالَ وَکَیْفَ ذَاکَ قَالَ لِاَنَّ الرَّجُلَ اَمَرَکَ اَنْ تُخْرِجَ مَا اَحْبَبْتَ وَقَدْ اَحْبَبْتَ التِّسْعَ مِائَۃٍ فَاَخْرِجْھَا۔

ایک شخص نے دوسرے کو وصیت کی کہ یہ ایک ہزار دینار لیکر جس قدر تجھ کو پسند ہو وہ خیرات کردے باقی خود لیلے۔ اُس نے اُس کا دسواں حصہ ایک سو دینار خیرات کئے اور نوسو دینار خود رکھ لئے۔ خیرات خوروں نے کہا آدھا ہم کو دے اور آدھا تو لے لے اُس نے نہیں مانا۔ آخر فریاد حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے پاس لیکر آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اُن لوگوں نے تیرے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا کہ آدھا مانگا۔ اور آدھا تجھ کو چھوڑ دیا۔ اِس پر اُس شخص نے کہا کہ موصی نے مجھے یہ وصیت کی کہ اس میں سے جتنا تجھ کو پسند ہو خیرات کرکے باقی کا تو لیلے۔ یہ سُنکر حضرت علیؓ نے فرمایا تمکو نوسو دینار خیرات کردینا چاہیئے اُس نے کہا یہ کیونکر۔ آپ نے فرمایا کہ موصی کی وصیت یہ تھی کہ اس میں سے جتنا تجھ کو پسند ہو خیرات کردے تو تو نے نوسو دینار پسند کئے اس لئے ایک سو رکھ کر نوسو خیرات کردے

(۱۲) **دو شخصوں نے ایک کو غلام بناکر فروخت کردیا پھر دونوں فرار ہوگئے تو کیا۔**

عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ رَجُلَیْنِ حُرَّیْنِ یَبِیْعُ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ عَلٰی اَنَّہٗ

عَبْدٌ ثُمَّ يَهْرُبَانِ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ يَقْطَعُ أَيْدِيَهُمَا لِأَنَّهُمَا سَارِقَانِ لِأَنْفُسِهِمَا وَلِأَمْوَالِ النَّاسِ (الطریق الحکمیہ ۴۹)

۱۳

عاریت کے مال میں تصرف بیجا اور انکار کرنا

فائدہ - وَلِهٰذَا جَاءَتِ السُّنَّةُ بِقَطْعِ جَاحِدِ الْعَارِيَةِ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو شخصوں کا بہتر فیصلہ فرمایا۔ جو دونوں باوجود حُرّ اور آزاد تھے غلام نہیں تھے۔ مگر ایک اُن میں سے اپنے دوسرے ساتھی کو اپنا غلام باور کراکے فروخت کر دیا کرتا تھا۔ پھر وہاں سے دوسرے ملک کو دونوں فرار ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے اُن دونوں کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ اِس لئے کہ وہ چور کا حکم رکھتے تھے۔ ایک تو دھوکا دیکر اپنے آپ کو بیچ ڈالتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ لوگوں کا مال لیکے فرار ہو جاتے تھے

۱۴

شب زفاف میں دولہن نے اپنے یار کو اندر بلا لیا شوہر نے اُسکو قتل کر ڈالا پھر دولہن نے اپنے شوہر کو قتل کر ڈالا

وَقَضٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي امْرَأَةٍ تَزَوَّجَتْ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ زِفَافِهَا أَدْخَلَتْ صَدِيقَهَا الْحَجَلَةَ سِرًّا وَجَاءَ الزَّوْجُ فَدَخَلَ الْحَجَلَةَ فَوَثَبَ إِلَيْهِ الصَّدِيقُ فَاقْتَتَلَا فَقَتَلَ الزَّوْجُ الصَّدِيقَ فَقَامَتْ إِلَيْهِ الْمَرْأَةُ فَقَتَلَتْهُ فَقَضٰى بِدِيَةِ الصَّدِيقِ عَلَى الْمَرْأَةِ ثُمَّ قَتَلَهَا بِالزَّوْجِ ـ وَإِنَّمَا قَضٰى بِدِيَةِ الصَّدِيقِ عَلَيْهَا لِأَنَّهَا هِيَ الَّتِي عَرَّضَتْهُ لِقَتْلِ الزَّوْجِ لَهُ فَكَانَتِ الْمُتَسَبِّبَةَ إِلَى قَتْلِهِ وَكَانَتْ بِالضَّمَانِ مِنَ الزَّوْجِ الْمُبَاشِرِ لِأَنَّ الْمُبَاشِرَ قَتَلَهُ قَتْلًا مَأْذُونًا فِيهِ دَفْعًا مِنْ حُرْمَتِهِ وَهٰذَا مِنْ أَحْسَنِ الْقَضَاءِ الَّذِي لَا يَهْتَدِي إِلَيْهِ كَثِيرٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّوَابُ ـ الطرق الحکمیہ ۵۰

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ۔ ایک عورت نے شادی کی جب شب زفاف آئی تو اُس عورت نے اپنے یار کو اپنے پلنگ پر پوشیدہ بلا لیا۔ اور جب شوہر اُس کے پلنگ پر آیا تو اُس کے یار نے اُس کے شوہر پر حملہ کیا دونوں میں لڑائی ہوئی تو شوہر نے یار کو قتل کر ڈالا پھر یہ عورت اُٹھ کھڑی ہوئی اور شوہر پر حملہ کر کے اُس کو مار ڈالی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ پہلے تو وہ عورت یار کا خونبہا ادا کرے پھر وہ شوہر کے قصاص میں قتل کی جائے۔ کیونکہ اُس نے یار کو پوشیدہ شوہر کے قتل کے لئے بلایا تھا۔ یہی اُس یار کے قتل کی مسبّب ہے۔ اور یہ عورت شوہر کے جانب سے ذمہ دار تھی۔ کہ اُس کو آنے نہ دیتی۔ اور یار کو شوہر نے جو قتل کیا ہے تو وہ ماذون فیہ تھا۔ حق زوجیت میں۔ اور شوہر کا قتل کرنا یار کو بحیثیت ماذون فیہ نہ ہونے کے اور دفع حرمت زوجہ کے ہے۔ یہ نہایت بہتر فیصلہ ہے جو ہر ایک حاکم قاضی کو یاد رکھنا چاہئے۔

(۱۵) ایک شخص بھاگ رہا تھا دوسرے نے پکڑا تیسرے نے قتل کر ڈالا تو کیا

قَضٰی عَلِیٌّ فِیْ رَجُلٍ فَرَّ مِنْ رَجُلٍ یُرِیْدُ قَتْلَہٗ فَاَمْسَکَہٗ لَہٗ اٰخَرُ حَتّٰی اَدْرَکَہٗ فَقَتَلَہٗ وَ بِقُرْبِہٖ رَجُلٌ یَنْظُرُ اِلَیْہِمَا وَ ھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی تَخْلِیْصِہٖ فَوَقَفَ یَنْظُرُ اِلَیْہِ قَتَلَہٗ فَقَضٰی اَنْ یُقْتَلَ الْقَاتِلُ وَ یُحْبَسَ الْمُمْسِکُ حَتّٰی یَمُوْتَ وَ تُفْقَاُ عَیْنَ النَّاظِرِ الَّذِیْ وَقَفَ یَنْظُرُ وَ لَمْ یُنْکِرْ۔ فَذَھَبَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَ غَیْرُہٗ مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ اِلَی الْقَوْلِ بِذٰلِکَ اِلَّا فِیْ فَقَاءِ عَیْنِ النَّاظِرِ الطرق الحکمیہ۔

اور حضرت امیر علیہ السلام کا فیصلہ وہ یہ کہ ایک شخص بھاگ رہا تھا۔ دوسرا اُس کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ تیسرے نے مفرور کو پکڑ کر قاتل کے حوالے کر دیا۔ قاتل نے قابو پا کر اسکو قتل کر ڈالا۔ اُن کے قریب اور ایک تیسرا شخص دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ گو کہ یہ مقتول کو چھڑا سکتا تھا۔ مگر نہیں چھوڑایا اور نہ قاتل کو روکا۔ حضرت نے یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ قاتل کو

قصاص میں قتل کر دیا جائے اور پکڑنے والے کو حبس دوام کی سزا دی جائے اور دیکھنے والے کی دونوں آنکھیں پھوڑ دی جائیں کہ باوجود قدرت کے دیکھ کر خاموش رہا۔ اور مقتول کی مدد نہیں کی اور قاتل کو نہیں روکا۔ اس فیصلہ میں امام احمدؒ متفق ہیں مگر ناظر کی آنکھ نکالنے میں نہیں۔

(۱۶) ایک مرد نے اپنی عورت کی فرج کاٹ دی جس سے وہ بیکار ہو گئی

وَقَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ رَجُلٍ قَطَعَ فَرْجَ امْرَاَتِهٖ اَنْ يُّؤْخَذَ مِنْهُ دِيَةُ الْفَرْجِ وَيُجْبَرُ عَلٰى اِمْسَاكِهَا حَتّٰى يَمُوْتَ وَاِنْ طَلَّقَهَا اَنْفَقَ عَلَيْهَا فَلِلّٰهِ مَا اَحْسَنَ هٰذَا الْقَضَاءُ وَاَقْرَبُهٗ مِنَ الصَّوَابِ وَاَمَّا الْفَرْجُ فَفِيْهِ الدِّيَةُ الْكَامِلَةُ اِتِّفَاقًا وَاَمَّا اِنْفَاقُهٗ عَلَيْهَا وَاِنْ طَلَّقَهَا فَلِاَنَّهٗ اَفْسَدَهَا عَلَى الْاَزْوَاجِ الَّذِيْنَ يَقُوْمُوْنَ بِنَفَقَتِهَا وَمَصَالِحِهَا فَسَادًا لَا يَعُوْدُ۔ وَاَمَّا اِجْبَارُهٗ عَلٰى اِمْسَاكِهَا فَمُعَاقَبَةٌ لَهٗ بِنَقِيْضِ قَصْدِهٖ وَاِنَّهٗ قَصَدَ التَّخَلُّصَ مِنْهَا بِاَمْرٍ مُحَرَّمٍ وَقَدْ كَانَ يُمْكِنُهُ التَّخَلُّصُ بِالطَّلَاقِ وَالْخُلْعِ فَعَدَلَ مِنْ ذٰلِكَ اِلٰى هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ الْفَضِيْحَةِ وَقَدْ كَانَ جَزَاؤُهٗ اَنْ يُّلْزَمَ بِاِمْسَاكِهَا اِلَى الْمَوْتِ ايضاً ص۵۲

حضرت امیر علیہ السلام کا فیصلہ۔ ایک شخص نے اپنی عورت کی شرمگاہ کو کاٹ ڈالا۔ حکم ہوا کہ شوہر شرمگاہ کو کاٹنے کی وجہ سے دیت ادا کرے اور تاحیات اس عورت کو پاس رکھنے اور نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ واللہ کیا بہترین فیصلہ ہے جو قریب از عقل و ثواب ہے۔ کیونکہ سب کے نزدیک شرمگاہ کے قطع میں دیت ہے اور ہمیشہ تا دم حیات اُس عورت کو پکڑ رکھنے اور مکان سکونت اور نان نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے۔ اگرچہ اُس کو طلاق بھی دے دے اس لئے کہ غیر کے کام کی نہیں رہی۔ اگر ایسا نہ کرتا تو وہ دوسرا شوہر کر سکتی تھی اب وہ دوسرے کے قابل نہیں رہی۔ ایک امر ناجائز و حرام پر عورت کو مجبور کیا۔ ممکن تھا کہ طلاق یا خلع سے خلاصی

حاصل کر لیتی اب اُس کی یہی سزا ہے کہ تا دمِ حیات اُس عورت کو نان نفقہ اور مکان سکونتی دے۔

(۱۷) ایک لڑکا دو سر دو صدر ایک دہر کا پیدا ہوا اسکی میراث کا کیا حکم۔

وَقَضٰی عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ وَلَہٗ رَاسَانِ وَصَدْرَانِ فِیْ حَقْوٍ وَاحِدٍ فَقَالُوْا لَہٗ اَیُوْرَثُ مِیْرَاثَ اِثْنَیْنِ اَمْ مِیْرَاثَ وَاحِدٍ فَقَالَ یُتْرَکُ حَتّٰی یَنَامَ ثُمَّ یُصَاحُ بِہٖ فَاِنِ انْتَبَہَا جَمِیْعًا کَانَ لَہٗ مِیْرَاثُ وَاحِدٍ وَاِنْ اِنْتَبَہَ وَاحِدٌ وَبَقِیَ الْاٰخَرُ کَانَ لَہٗ مِیْرَاثُ اِثْنَیْنِ۔ الطرق الحکمیہ

حضرت علیؓ بن ابی طالب کا تصفیہ میراث ایک ایسے مولود میں جس کے دو سر اور دو سینے ہوں مگر نیچے کا دھڑ ایک ہو۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آیا دونوں کا ترکہ پائیں گے یا ایک کا۔ آپ نے فرمایا اُن کو چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ سو جائیں پھر دیکھو کہ اگر سانس دونوں سروں سے برابر آتی ہے تو دو کا حصہ پائیں گے اور اگر ایک ہی سر سے سانس آتی ہے اور دوسرے سے نہیں تو ایک کا حصہ پائیگا۔

(۱۸) ایک شخص کے دو سر دو منہ چار آنکھیں چار ہاتھ چار پاؤں دو ذکر دو دبر میں میراث کا کیا حکم

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اُتِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِاِنْسَانٍ لَہٗ رَاسَانِ وَفَمَانِ وَاَرْبَعُ اَعْیُنٍ وَاَرْبَعُ اَیْدٍ وَاَرْبَعُ اَرْجُلٍ وَاِحْلِیْلَانِ وَدُبُرَانِ فَقَالُوْا کَیْفَ یَرِثُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَدَعٰی بِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ فِیْہِمَا قَضِیَّتَانِ اِحْدٰھُمَا یُنْظَرُ اِذَا نَامَ فَاِنْ غَطَّ غَطِیْطَ وَاحِدٍ فَنَفْسٌ وَاحِدٌ وَاِنْ غَطَّ مِنْ کُلٍّ مِنْہُمَا فَنَفْسَانِ وَاَمَّا الْقَضِیَّۃُ الْاُخْرٰی فَیُطْعَمَانِ وَیُسْقَیَانِ فَاِنْ بَالَ مِنْہُمَا جَمِیْعًا فَنَفْسٌ وَاحِدَۃٌ وَاِنْ

مَالَ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ وَ تَغُوَّطَ مِنْ وَاحِدٍ عَلٰى حِدَةٍ فَتَغَسَّانِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ طَلَبَا النِّكَاحَ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَكُوْنُ فَرْجٌ فِيْ فَرْجٍ وَ عَيْنٌ تَنْظُرُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا اِذَا قَدْ حَدَثَتْ فِيْهِمَا الشَّهْوَةُ فَاِنَّهُمَا سَيَمُوْتَانِ جَمِيْعًا سَرِيْعًا فَمَا لَبِثَا اَنْ مَاتَا وَ بَيْنَهُمَا سَاعَةٌ اَوْ نَحْوُهَا ۔ الطرق الحکمیہ ص۵۲ ۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا کہ اس کے دو سر اور دو منہ اور چار آنکھیں اور چار ہاتھ اور چار پاؤں اور دو ذکر اور دو شرمگاہ تھے۔ سب نے آپ سے دریافت کیا کہ ان کے لئے میراث کا کیا حکم ہے دو کا یا ایک کا ترکہ۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کے دو قضیئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب کہ یہ سو جائیں تو دیکھیں کہ دونوں سروں کے منہ سے سانس لیتے ہیں یا ایک سے اور نیند میں خراٹے ایک منہ سے لیتے ہیں یا دو سے پس اگر ایک سر کے منہ سے سانس آتی جاتی ہے اور ایک ہی منہ سے خراٹے لیتا ہے تو ایک ہے۔ اور اگر دونوں سے سانس بھی لیتا ہے اور خراٹے بھی تو دو ہیں۔ دوسرا قضیہ یہ ہے کہ کھانے پینے کے بعد اگر پیشاب دونوں میں سے یکساں مل کر نکلے تو ایک ہے اور اگر ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ مختلف طور سے نکلے تو دو ہیں۔ پھر ان میں جماع کی شہوت پیدا ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ایک تو عورت سے ہمبستر ہوا اور دوسرا آنکھوں سے دیکھتا رہے یہ نا جائز ہے۔ پھر فرمایا کہ جب شہوت ان پر غالب ہو گی تو یہ دونوں فوراً مر جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد دونوں مر گئے۔ **فائدہ** یہ آپ کی کمال فراست ہے۔

(۱۹) اگر عورت اپنے نفس کی ہلاکت کی وجہ سے زنا کرائے تو کیا۔

وَ مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِيَ بِامْرَأَةٍ زَنَتْ فَاَقَرَّتْ

فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَعَلَّ بِهَا عُذْرًا ثُمَّ قَالَ لَهَا مَا حَمَلَكِ عَلَى الزِّنَا قَالَتْ كَانَ لِي خَلِيطٌ وَفِي إِبِلِهِ مَاءٌ وَلَبَنٌ وَلَمْ يَكُنْ فِي إِبِلِي مَاءٌ وَلَا لَبَنٌ فَظَمِئْتُ فَاسْتَسْقَيْتُهُ فَأَبَى أَنْ يَسْقِيَنِي حَتَّى أُعْطِيَهُ نَفْسِي فَأَبَيْتُ عَلَيْهِ ثَلَاثًا فَلَمَّا ظَمِئْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّ نَفْسِي سَتَخْرُجُ أَعْطَيْتُهُ الَّذِي أَرَادَ فَسَقَانِي فَقَالَ عَلِيٌّ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ - طرق۔

اور انہی میں سے ایک اور فیصلہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسی عورت لائی گئی جس نے زنا کرایا تھا۔ اور اُس نے حضرت عمر کے سامنے اقرارِ زنا بھی کرلیا۔ اور حضرت عمر نے اُس کو سنگسار کرنے کا حکم بھی دیدیا۔ مگر حضرت علی رضہ نے فرمایا شاید اس کو کسی عذر کی وجہ سے مجبوری لاحق ہُوئی ہو۔ آپ نے اُس عورت سے پوچھا کہ تجھ کو کس امر نے اس زنا پر مجبور کیا۔ اُس نے کہا میرے ساتھ ایک خلیط یعنی مل کر اونٹوں کو چرایا کرتے تھے۔ اُسکے اونٹوں میں دُودھ اور پانی تھا۔ اور میرے اونٹوں میں نہ دودھ تھا نہ پانی تھا۔ جب میں بہت پیاسی ہُوئی تو اُس سے پانی طلب کی تو اُس نے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ اگر تو اپنے نفس پر مجھے قابو دے تو میں دونگا ورنہ نہیں تو میں نے انکار کر دیا۔ اِسی طرح تین مرتبہ میں نے اُس سے پانی مانگا۔ اور وہ اِس شرط پر انکار کرتا رہا۔ جب مجھ پر پیاس بہت غالب ہُوئی اور مجھے یقین ہوگیا کہ میری جان اب پیاس سے نکل جائیگی۔ تو میں (جان بچانے کے لئے) مجبوراً راضی ہوگئی۔ جب اُس نے اپنا ارادہ پُورا کر لیا تو مجھ کو پانی دیا۔ حضرت علی رضہ نے (اُس شخص کی سنگ دلی پر تعجب کرکے) اللہ اکبر فرما کر یہ آیت تلاوت کی۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ یعنی جو شخص سخت مضطر ہو مگر باغی اور حد سے گذرنے والا نہ ہو۔ تو اُس پر کوئی گناہ نہیں (اگر اُس سے کوئی گناہ ہو جائے) بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲۰) اگر عورت بھوک اور پیاس سے مضطر ہو کے زنا کرائے تو گناہ نہیں

وَفِي السُّنَنِ الْبَيْهَقِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِامْرَأَةٍ جَهَدَهَا الْعَطَشُ فَمَرَّتْ عَلٰى رَاعٍ فَاسْتَسْقَتْ فَأَبٰى أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا أَنْ تُمَكِّنَهُ مِنْ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ فَشَاوَرَ النَّاسَ فِي رَجْمِهَا فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذِهِ مُضْطَرَّةٌ أَرٰى أَنْ تُخَلِّيَ سَبِيلَهَا۔

فائدہ والعمل علی ھذا لو اضطرت المرأۃ الی طعام او شراب عند رجل فمنعھا الا بنفسھا وخافت الھلاک فمکنتہ من نفسھا فلاحد علیھا حکمھا حکم المکرھۃ علی الزناء والمکرھۃ لاحد علیھا۔ الطرق الحکمیہ ص۵۳

سُنن بیہقی میں ابی عبدالرحمان سلمی سے ایک روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدمہ زنا کا آیا۔ ایک عورت پر پیاس نے غلبہ کیا وہ مضطر ہو کے ایک چرواہے کے پاس جاکر پانی طلب کی۔ چرواہے نے انکار کر کے کہا جبتک تو اپنا نفس مجھ کو نہ دے میں پانی نہیں دونگا۔ آخر مجبور ہو کر اپنا نفس چرواہے کو دیکر پانی اُس سے لیکر پی حضرت عمرؓ نے صحابہ سے سنگسار کرنے کے بارے میں مشورہ لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس کے لیئے سنگسار نہیں۔ اس لیئے کہ یہ مضطرہ تھی۔ جو پیاس سے بیچین و بیقرار ہو کر اپنا نفس اُس کے حوالہ کی۔ اُس عورت کو چھوڑ دیا۔

فائدہ۔ علماء کا یہی عمل ہے کہ مضطرہ زانیہ پر رجم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مکرہ ہے اور مکرہ پر حد نہیں ہے۔

(۲۱) اگر مقتول پر غیر قاتل مع خون آلودہ آلہ قتل پایا جاوے تو کیا

وَمِنْ قَضَايَا عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتٰى بِرَجُلٍ وُجِدَ فِي خَرِبَةٍ بِيَدِهٖ

سِكِّينٌ مُتَلَطِّخٌ بِالدَّمِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ قَتِيلٌ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَنَا
قَتَلْتُهُ قَالَ اذْهَبُوا بِهِ فَاقْتُلُوهُ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ أَقْبَلَ رَجُلٌ مُسْرِعًا
فَقَالَ يَا قَوْمِ لَا تَعْجَلُوا وَرُدُّوهُ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَدُّوهُ فَقَالَ
الرَّجُلُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا هٰذَا صَاحِبُهُ أَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ لِلْأَوَّلِ
مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ قُلْتَ أَنَا قَتَلْتُهُ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَمَا أَسْتَطِيعُ
أَنْ أَصْنَعَ وَقَدْ وَقَفَ الْعَسَسُ عَلَى الرَّجُلِ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ وَأَنَا وَاقِفٌ
وَفِي يَدِي سِكِّينٌ وَفِيهَا أَثَرُ الدَّمِ وَقَدْ أُخِذْتُ فِي خَرِبَةٍ فَخِفْتُ
أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنِّي وَأَنْ يَكُونَ قَسَامَةٌ فَاعْتَرَفْتُ بِمَا لَمْ أَصْنَعْ وَاحْتَسَبْتُ
نَفْسِي عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِيٌّ بِئْسَمَا صَنَعْتَ فَكَيْفَ كَانَ حَدِيثُكَ قَالَ إِنِّي
رَجُلٌ قَصَّابٌ خَرَجْتُ إِلَى حَانُوتِي فِي الْغَلَسِ فَذَبَحْتُ بَقَرَةً وَسَلَخْتُهَا
فَبَيْنَمَا أَنَا قَدْ سَلَخْتُهَا فَبَيْنَمَا أَنَا أُصْلِحُهَا وَالسِّكِّينُ فِي يَدِي أَخَذَنِي الْبَوْلُ
فَأَتَيْتُ خَرِبَةً كَانَتْ بِقُرْبِي فَدَخَلْتُهَا فَقَضَيْتُ حَاجَتِي وَعُدْتُ أُرِيدُ
حَانُوتِي فَإِذَا بِهٰذَا الْمَقْتُولِ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ فَرَاعَنِي أَمْرُهُ فَوَقَفْتُ أَنْظُرُ
إِلَيْهِ وَالسِّكِّينُ فِي يَدِي فَلَمْ أَشْعُرْ إِلَّا بِأَصْحَابِكَ قَدْ وَقَفُوا عَلَيَّ فَأَخَذُونِي
فَقَالَ النَّاسُ هٰذَا قَتَلَ هٰذَا مَا لَهُ قَاتِلٌ سِوَاهُ فَأَيْقَنْتُ أَنَّكَ لَا تَتْرُكُ قَوْلَهُمْ
لِقَوْلِي فَاعْتَرَفْتُ بِمَا لَمْ أَجْنِهِ فَقَالَ عَلِيٌّ لِلْمُقِرِّ الثَّانِي فَأَنْتَ كَيْفَ كَانَتْ قِصَّتُكَ
فَقَالَ أَغْوَانِي إِبْلِيسُ فَقَتَلْتُ الرَّجُلَ طَمَعًا فِي مَالِهِ ثُمَّ سَمِعْتُ حِسَّ الْعَسَسِ فَخَرَجْتُ
مِنَ الْخَرِبَةِ وَاسْتَقْبَلْتُ هٰذَا الْقَصَّابَ عَلَى الْحَالِ الَّتِي وَصَفَ فَاسْتَتَرْتُ مِنْهُ
بِبَعْضِ الْخَرِبَةِ حَتَّى أَتَى الْعَسَسُ فَأَخَذُوهُ وَأَتَوْكَ بِهِ فَلَمَّا أَمَرْتَ بِقَتْلِهِ عَلِمْتُ
أَنِّي أَبُوءُ بِدَمِهِ أَيْضًا فَاعْتَرَفْتُ بِالْحَقِّ فَقَالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَنِ مَا الْحُكْمُ فِي هٰذَا
قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ كَانَ قَدْ قَتَلَ نَفْسًا فَقَدْ أَحْيَا نَفْسًا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ

تَعَالیٰ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا فَحَکَمَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاَخْرَجَ دِیَةَ الْقَتِیْلِ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ۔ فی الطرق الحکیہ فی ہٰذا بحث طویل ۵۵ تا ۵۶ اقوال الفقہاء

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلۂ قتل۔ وہ یہ کہ ایک شخص کو گرفتار کرکے لائے جس کو گلی میں پایا۔ اور اُس کے ہاتھ میں خون آلودہ چھری بھی تھی اور اُس کے سامنے ایک مقتول خون میں غلطان لوٹ رہا تھا۔ جب اُس کے قاتل کے متعلق دریافت کیا تو کہا میں اُس کا قاتل ہوں آپ نے حکم دیا۔ لیجاؤ اس کو قتل کردو۔ جب اس کو لوگ لیچلے مقتل میں تو سامنے سے ایک اور شخص دوڑتا ہؤا آیا۔ اور کہنے لگا اے لوگو اس کے قتل میں جلدی نہ کرو۔ اسکو امیرالمومنین کے پاس لیچلو۔ جب حضرت علی کے پاس آئے تو اُس شخص نے کہا اے امیرالمومنین یہ اُس کا قاتل نہیں ہے بلکہ میں اسکا قاتل ہوں۔ حضرت نے پہلے شخص سے فرمایا تو نے کس وجہ سے اس کے قتل کا اعتراف کیا ہے۔ کہا اے امیرالمومنین اب میں بات کی بناوٹ نہیں کرتا۔ بلکہ جو صحیح واقعہ ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ کہ مقتول شب کے اندھیرے وقت میں ایک گلی میں خوُن آلودہ پڑا ہؤا تھا اور میں اُس کے نزدیک کھڑا تھا۔ اور میرے ہاتھ میں خوُن بھری ہُوئی چھری موجود تھی۔ اس گروہ کا گذر جب اس حالت میں مجھ پر ہؤا تو مجھ کو دیکھ کر گرفتار کرلیا کہ بجز اس کے دوسرا کوئی قاتل نہیں ہے مجھ پر خوف طاری ہؤا تو میں نے اقبال کرلیا۔ آگے خون تقسیم ہو جائیگا۔ اس کا حساب خدا کے پاس ہوگا۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا تو نے بہت بڑا کیا مگر نفس الامر کیا ہے بتا۔ کہا میں قصاب ہوں آخر شب کی اندھیری کے وقت اپنی دُکان سے باہر نکل کر گائے کو ذبح کرکے اُس کا چمڑا نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ہاتھ میں چھری تھی۔ پیشاب زور سے آیا۔ اُسی حالت میں پیشاب کو گیا۔ اپنی حاجت پوری کرکے واپس ہؤا تو یہ مقتول سامنے پڑا تھا جب لوگوں نے مجھ کو دیکھا تو گرفتار کرلیا اور سب نے یہی کہا کہ یہی قاتل ہے مجھ کو یقین ہوگیا کہ اب میری رہائی ناممکن ہے بجز اعتراف کے کوئی چارہ نہیں ہے اس لئے اعتراف کرلیا۔ جو درحقیقت میں نہیں کیا تھا وہ کیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے سے دریافت فرمایا تیرا کیا واقعہ ہے بیان کر۔ اُس نے کہا حقیقت الامر یہ ہے کہ میں بہت مفلس اور محتاج تھا۔ بوجہ طمع مال اس کو قتل کیا تھا۔ جب یہ گروہ سامنا آیا تو میں فرار ہوگیا۔ اور قصاب گرفتار ہوگیا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اُس کے لیئے قصاص کا حکم صادر فرمایا تو مجھ کو خوف ہوا کہ میری گردن پر دو خون عائد ہوتے ہیں۔ خدا کو کیا جواب دوں گا۔ اِس کے لئے میں نے حق بات کا اعتراف کرلیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا اُس واقعہ کا کیا حکم دینا چاہیئے آپ نے فرمایا اے امیر المومنین اس شخص نے اگرچہ ایک کو قتل کیا مگر دوسرے کو زندہ رکھا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے جس نے ایک نفس کو موت سے بچایا گویا اُس نے تمام لوگوں کو موت سے بچایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دونوں کو چھوڑ دو۔ اور قتیل کی دیت بیت المال سے ادا کردو۔

فائدہ - یہ صداقت و سچائی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

(۲۲) اگر جبراً ازالہ بکارت کرکے اُس پر زنا کی تہمت لگائے تو کیا

اَقْضِیَۃُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اِمْرَاَۃً رُفِعَتْ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ شُہِدَ عَلَیْہَا اَنَّہَا قَدْ بَغَتْ وَ کَانَ مِنْ قَضِیَّتِہَا اَنَّہَا کَانَتْ یَتِیْمَۃً عِنْدَ رَجُلٍ وَ کَانَ لِلرَّجُلِ اِمْرَاَۃٌ وَ کَانَ کَثِیْرَ الْغَیْبَۃِ مِنْ اَھْلِہٖ فَشَبَّتِ الْیَتِیْمَۃُ فَخَافَتِ الْمَرْاَۃُ اَنْ یَتَزَوَّجَہَا زَوْجُہَا فَدَعَتْ بِنِسْوَۃٍ حَتّٰی اَمْسَکْنَہَا فَاَخَذَتْ عُذْرَتَہَا بِاُصْبُعِہَا فَلَمَّا قَدِمَ زَوْجُہَا مِنْ غَیْبَتِہٖ رَمَتْہَا الْمَرْاَۃُ بِالْفَاحِشَۃِ وَ اَقَامَتِ الْبَیِّنَۃَ مِنْ جَارَاتِہَا اللَّوَاتِیْ سَاعَدْنَہَا عَلٰی ذٰلِکَ فَسَاَلَ الْمَرْاَۃَ اَلَکِ شُہُوْدٌ قَالَتْ نَعَمْ ھٰؤُلَاءِ جَارَاتِیْ یَشْہَدْنَ بِمَا اَقُوْلُ فَاَحْضَرَھُنَّ عَلِیٌّ وَ اَحْضَرَ السَّیْفَ وَ طَرَحَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْہِ وَ فَرَّقَ بَیْنَہُنَّ فَاَدْخَلَ کُلَّ اِمْرَاَۃٍ بَیْتًا فَدَعَا امْرَاَۃَ

الرَّحلِ فَاَدَارَهَا بِكُلِّ وَجهِهٖ فَلَم تَنزِل عَلٰی قَولِهَا فَرَدَّهَا اِلَی البَیتِ الَّذِی کَانَت فِیهِ وَدَعَا بِاِحدَی الشُّهُودِ وَجَثٰی عَلٰی رُکبَتِهٖ وَقَالَ قَالَتِ المَرأَۃُ مَا قَالَت وَرَجَعَت اِلَی الحَقِّ وَاَعطَیتُهَا الاَمَانَ وَاِن تَصدُقِینِی لَاَفعَلَنَّ وَلَاَفعَلَنَّ فَقَالَت لَا وَاللّٰہِ مَا فَعَلتُ اِلَّا اَنَّهَا رَاَت جَمَالًا وَهَیبَةً فَخَافَت فَسَادَ زَوجِهَا فَدَعَتنَا وَاَمسَکنَاهَا لَهَا حَتّٰی اِفتَضَّهَا بِاُصبُعِهَا فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُ اللّٰہُ اَکبَرُ اَنَا اَوَّلُ مَن فَرَّقَ بَینَ الشَّاهِدَینِ فَاَلزَمَ المَرأَۃَ حَدَّ القَذفِ وَاَلزَمَ النِّسوَۃَ جَمِیعًا العَقرَ وَاَمَرَ الرَّجُلَ اَن یُطَلِّقَ المَرأَۃَ وَزَوَّجَهُ الیَتِیمَةَ وَسَاقَ اِلَیهَا المَهرَ مِن عِندِهٖ ۔ الطرق الحکمیہ ص۶۰ ۔

اور ایک قضیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ ایک عورت نے ایک جوان لڑکی پر مرافعہ کیا اُس نے حرام سے اپنی بکارت زائل کرائی اور اُس کے بالغہ ہونے پر شہادت بھی دی گئی۔ دراصل اُس کا قضیہ یہ ہے کہ یہ لڑکی یتیمہ تھی جو ایک شخص کے زیر پرورش تھی جسکی ایک بیوی بھی موجود تھی۔ اور یہ شخص اکثر سفر میں رہا کرتا تھا۔ اور چونکہ یتیمہ لڑکی جوان ہوگئی تھی۔ اِس لئے اُس عورت کو یہ ڈر ہوگیا کہ کہیں اُس کا شوہر اس لڑکی سے نکاح نہ کرلے۔ چند پڑوسی عورتوں کو دعوت دیکر اُس لڑکی کو پکڑوا کر اُسکی بکارت کو اُنگلی سے زائل کردی۔ جب اُس کا شوہر سفر سے واپس آیا تو عورت نے اُس سے کہا کہ اس لڑکی نے زنا کرایا ہے اور ثبوت میں پڑوسی عورتوں کو پیش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ آیا۔ آپنے فرمایا زنا کے کون گواہ ہیں۔ عورت نے اُنہی پڑوسنوں کو پیش کر دیا۔ حضرت علیؓ نے ہر ایک عورت کو ایک ایک حجرہ میں علیحدہ علیحدہ بند کرا دیا۔ پھر اُس عورت کو طلب فرما کے ایک تلوار درمیان میں رکھ کر حالات دریافت فرمائے۔ مگر اُس نے اصلی واقعہ بیان نہیں کیا۔ حضرت نے اُس کو بھی علیحدہ مقید کر کے اُن گواہی دینے والی عورتوں میں سے ایک کو طلب فرما کے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُس سے فرمایا کہ پہلی عورت نے جو کچھ کہا سب سچ کہدیا۔ اِس لئے میں نے اُس کو جان کی امان دیدی۔

اب اگر تُو نے صحیح واقعہ بیان نہ کیا تو جو تیرا حشر ہونا ہے وہ ہو گا۔ عورت نے قسم کھا کر کہا کہ حقیقت الامر
یہ ہے کہ یتیمہ لڑکی خوبصورت اور جوان ہے۔ اُس عورت کو یہ خوف ہُوا کہ اس کا شوہر اُس سے نکاح کر لیگا
تو اس نے ہم کو بلا کر کہا تو ہم سب نے اِس لڑکی کو پکڑ لیا۔ تو اُس نے اُنگلی سے اُس کا ازالہ بکارت
کر دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سُن کر اللہ اکبر فرما کے کہا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے گواہوں کو
علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔ پھر اُس عورت کو حد قذف کا حکم دیا۔ اور اُس کے شوہر کو حکم دیا کہ وہ اِس
لڑکی سے نکاح کرلے۔ اور عورت کو طلاق دیدے اور اُس کا مہر اپنے پاس سے ادا کر دیا۔

(۲۳) اگر مدعیٰ علیہ مدعی کا مال لیکر غائب کر دے تو مدعی پر شہادت یا مدعیٰ علیہ کو حلف

اَنَّ عَلِیًّا اِذَا کَانَ جَاءَہُ الرَّجُلُ بِغَرِیْمِہٖ قَالَ لِیْ عَلَیْہِ کَذَا یَقُوْلُ اَقْضِہٖ فَیَقُوْلُ
مَاعِنْدِیْ مَا اَقْضِیْہِ فَیَقُوْلُ غَرِیْمُہٗ اِنَّہٗ کَاذِبٌ وَ اِنَّہٗ غَیَّبَ مَالَہٗ قَالَ ھَلُمَّ بَیِّنَۃً
عَلٰی مَالِہٖ یَقْضِیْ لَکَ عَلَیْہِ فَاَلَ اِنَّہٗ غَیَّبَہٗ فَیَقُوْلُ اَسْتَحْلِفُہٗ بِاللّٰہِ مَا غَیَّبَ مِنْہُ شَیْئًا
قَالَ لَا اَرْضٰی بِیَمِیْنِہٖ قَالَ فَمَا تُرِیْدُ قَالَ اُرِیْدُ اَنْ تَحْبِسَہٗ لِیْ قَالَ لَا اُعِیْنُ عَلٰی ظُلْمِہٖ
وَلَا اَحْبِسُہٗ قَالَ اِذًا اَلْزِمُہٗ قَالَ اِنْ لَزِمْتَہٗ کُنْتَ ظَالِمًا لَّہٗ وَاَنَا حَائِلٌ بَیْنَکَ وَ
بَیْنَہٗ قُلْتُ ھٰذَا الْحُکْمُ عَلَیْہِ جُمْھُوْرُ الْاُمَّۃِ فِیْمَا اِذَا کَانَ عَلَیْہِ دَیْنٌ عَنْ غَیْرِ عِوَضٍ مَالِیٍّ
کَالْاِتْلَافِ وَالضَّمَانِ وَنَحْوِہٖ۔ الطرق الحکمیہ صہ ۶۲۔

بیشک جب امیر علیہ السلام کے پاس کوئی قرضدار لایا جاتا کہ اُس پر میرا اسقدر قرض ہے تو آپ
فرماتے اُس کا قرض ادا کرے۔ قرضدار کہتا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے کہ میں قرض ادا
کروں۔ قرض خواہ کہتا ہے کہ مدیون جھُوٹا ہے اُس نے مال غائب کر دیا ہے۔ تو آپ اُس کو
فرماتے کہ اسپر گواہ پیش کر کہ اُس نے مال غائب کر دیا ہے۔ تاکہ اُس پر حکم جاری کروں۔ پھر اگر
وہی کہتا ہے کہ اِس نے مال غائب کر دیا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اُس کو خدا کی قسم کھلا کہ اُسنے
مال غائب نہیں کیا۔ پھر قرض خواہ کہتا ہے کہ میں اس پر راضی نہیں ہوں۔ تو آپ اُسکو فرماتے ہیں کہ تو کیا

چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اس کو قید کیجئے تو آپ فرماتے ہیں کہ میں تو یہ حکم پسند نہیں کرتا۔
پھر وہ کہتا ہے کہ آپ اس پر قرض واجب الادا اقرار دیجئے تو آپ فرماتے ہیں اس وقت میں ظالم ہو کے دونوں کے درمیان حائل ہو جاؤں گا۔
صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس پر جمہور علمائے کا اتفاق ہے کہ اگر کسی پر قرض بغیر عوض مال ہے مثل تاوان یا اتلاف مال یا ضمان یا مہر یا مثل ان کے تو ان میں قید نہیں ہے۔

(۲۴) دو شخص مع ملزم سرقہ حاضر ہوئے کہتا ہے چور تفتیش سے مشتبہ ہوا مجمع عام میں لیگئے حکم ہوا ایک پکڑے دوسرا کاٹے تو کیا

قَالَ اصبغ بن نباتہ بَيْنَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَالِسًا فِي مَجْلِسِهٖ اِذْ سَمِعَ ضَجَّةً فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ سَرَقَ وَمَعَهٗ مَنْ يَشْهَدُ عَلَيْهِ فَاَمَرَ بِاِحْضَارِهِمْ فَدَخَلُوْا فَشَهِدَ شَاهِدَانِ عَلَيْهِ اَنَّهٗ سَرَقَ دِرْعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَبْكِيْ وَيُنَاشِدُ عَلِيًّا اَنْ يَتَثَبَّتَ فِيْ اَمْرِهٖ فَخَرَجَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِلٰى مَجْمَعِ النَّاسِ بِالسُّوْقِ فَدَعَا بِالشَّاهِدَيْنِ فَنَاشَدَهُمَا اللهَ وَخَوَّفَهُمَا فَاَقَامَا عَلٰى شَهَادَتِهِمَا فَلَمَّا رَاٰهُمَا لَا يَرْجِعَانِ اَمَرَ بِالسِّكِّيْنِ وَقَالَ لِيُمْسِكْ اَحَدُكُمَا يَدَهٗ وَيَقْطَعُ الْاٰخَرُ فَتَقَدَّمَا لِيَقْطَعَا وَهَاجَ النَّاسُ وَاخْتَلَطَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ وَقَامَ عَلِيٌّ مِنَ الْمَوْضِعِ فَاَرْسَلَ الشَّاهِدَانِ الرَّجُلَ وَهَرَبَا فَقَالَ عَلِيٌّ مَنْ يَدُلُّنِيْ عَلَى الشَّاهِدَيْنِ الْكَاذِبَيْنِ فَلَمْ يُوْقَفْ لَهُمَا عَلٰى خَبَرٍ فَخَلّٰى سَبِيْلَ الرَّجُلِ وَهٰذَا مِنْ اَحْسَنِ الْفِرَاسَةِ وَاَصْدَقِهَا۔ الطرق الحکمیہ ص ۶۵۔

اصبغ بن نباتہ بیان کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اجلاس پر تشریف فرما تھے۔ اتفاق سے ایک آواز سنائی دی۔ فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا ایک شخص نے چوری کی ہے اسکو گواہوں کے ہمراہ لا رہے ہیں حکم ہوا اس کو حاضر کرو۔ دو شخص ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے کہ اس نے ایک (زرہ) چوری کیا ہے اور ملزم رو رہا ہے اور آپ کو قسمیں دیکر کہہ رہا ہے کہ میرے معاملہ

تحقیق فرمائیے آپ اسکو لیکر بازار کے مجمع میں تشریف لیگئے دونوں گواہوں کو طلب فرما کر ڈانٹا۔ اور خوف دلایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہو۔ جب آپنے دیکھا کہ یہ اپنی بات سے باز نہیں آتے تو چھری منگا کر اُن کے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ ایک چور کا ہاتھ پکڑے اور دُوسرا کاٹے وہ آمادہ ہو کر جب کاٹنے لگے تو اُن کو دیکھ کر لوگ بھاگے۔ تو اُن کے ساتھ گواہ بھی ملزم کو چھوڑ کر بھاگ گئے ملزم چھوٹ گیا۔ یہ آپکے کمال علم و فراست کی دلیل ہے۔

(۲۵) ایک عورت نے استغاثہ پیش کیا کہ میرے مرد نے میری لونڈی سے بلا میری اجازت جماع کیا۔ تو کیا

وَجَاءَتْ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِمْرَاَۃٌ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجِیْ وَقَعَ عَلٰی جَارِیَتِیْ بِغَیْرِ اَمْرِیْ فَقَالَ لِلرَّجُلِ مَا تَقُوْلُ قَالَ مَا وَقَعْتُ عَلَیْہَا اِلَّا بِاَمْرِہَا فَقَالَ اِنْ کُنْتِ صَادِقَۃً رَجَمْتُہٗ وَ اِنْ کُنْتِ کَاذِبَۃً جَلَدْتُکِ الْحَدَّ وَ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ وَقَامَ لِیُصَلِّیَ وَفَکَّرَتْ فِیْ نَفْسِہَا فَلَمْ تَرَ لَہَا فَرَجًا فِیْ اَنْ تَرْجُمَ زَوْجَہَا وَلَا فِیْ اَنْ تُجْلَدَ فَوَلَّتْ ذَاہِبَۃً وَلَمْ یَسْأَلْ عَنْہَا عَلِیٌّ ایضاً طرق ص۶۶ وکنزالعمال ص

ایک عورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد لائی کہ میرے خاوند نے بغیر میری اجازت کے میری لونڈی سے جماع کیا ہے۔ آپ نے اُس عورت سے فرمایا اگر تو سچی ہے تو تیرے خاوند کو سنگسار کریں گے۔ اور اگر تو جھوٹی ہے تو تجھ پر حد قذف جاری کی جائیگی۔ اتفاق سے نماز کے لئے اقامت ہُوئی تو آپ نماز کو تشریف لے گئے۔ جب عورت نے غور کیا کہ اب کوئی نجات کی صُورت نہیں تو فرار ہو گئی۔

(۲۶) ہلاکت نفس میں دس عورتوں کی گواہی پر فیصلہ

عَنْ اَبِیْ طَلِیْقٍ اَنَّ اُخْتَ ہِنْدَۃَ بِنْتِ طَلْقٍ قَالَتْ کُنْتُ فِیْ نِسْوَۃٍ وَصَبِیٌّ مُّسَجًّی فَقَامَتْ اِمْرَاَۃٌ فَمَرَّتْ فَوَطِئَتِ الصَّبِیَّ فَقَتَلَتْہُ وَاللّٰہِ فَشَہِدَ عِنْدَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

عَشَرَ نِسوَةٍ اَنَا عَاشِرَتُهُنَّ فَقَضٰی عَلَیهِمَا بِالدِّیَةِ وَاَعَانَهُمَا بِالفَیْنِ ۔ طرق حکمیۃ ص۱۳۵

ہندہ بن طلق کہتی ہے کہ ایک عورت نے چل کر روند کر ایک شیر خوار بچہ کو مار ڈالا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دربار میں مقدمہ پیش ہوا۔ دس عورتوں نے گواہی دی قسم خدا کی سویں عورت میں تھی۔ اُن عورتوں کی گواہی میں حکم ادائے دیت کا ہُوا۔ اور دو ہزار دیت اپنے پاس سے عطا فرمائے۔

(۲۷) تنہا عورتوں کی گواہی جائز نہیں ہے مگر دو مرد کے ساتھ

قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا تَجُوْزُ شَھَادَۃُ النِّسَاءِ بَحْتًا حَتّٰی یَکُوْنَ مَعَھُنَّ رَجُلٌ ۔ طرق ص۱۳۴

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تنہا عورتوں کی گواہی جائز نہیں جبتک کوئی مرد اُن کے ساتھ نہ ہو۔

(۲۸) تنہا عورتوں کی گواہی جائز نہیں طلاق و نکاح و قصاص حدود میں

وَقَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا تَجُوْزُ شَھَادَۃُ النِّسَاءِ فِی الطَّلَاقِ وَالنِّکَاحِ وَلَا الدِّمَاءِ وَلَا الحُدُوْدِ اَیْضًا ۔

اور یہ بھی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کی گواہی طلاق اور نکاح اور قتل نفس۔ اور دوسرے حدود میں جائز نہیں ہے۔

(۲۹) تنہا ایک قابلہ کی گواہی جائز ہے

وَاَجَازَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَھَادَۃَ القَابِلَۃِ وَحْدَھَا ۔

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تنہا دائی کی شہادت کو جائز رکھا ہے۔

(۳۰) ہلاکت نفس میں چار عورتوں کی گواہی۔

وَذَكَرَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْطَأَتْ صَبِيًّا فَقَتَلَتْهُ فَشَهِدَ عَلَيْهَا أَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَأَجَازَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ شَهَادَتَهُنَّ (الطرق ص ۱۳۵)

سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ایک بچہ کو روند کر مار ڈالا اس پر چار عورتوں نے گواہی دی آپ نے اس کو جائز رکھا۔

(۳۱) تین مردوں نے ایک عورت سے ایک طہر میں جماع کیا تو بچہ کس کا

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِثَلَاثَةِ نَفَرٍ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ فَسَأَلَ اثْنَيْنِ أَتُقِرَّانِ لِهَذَا الْوَلَدِ قَالَا لَا حَتَّى سَأَلَهُمْ جَمِيعًا فَجَعَلَ كُلَّمَا سَأَلَ اثْنَيْنِ قَالَا لَا فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِي صَارَتْ إِلَيْهِ الْقُرْعَةُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ (بیہقی ج ص ۲۶) وَفِي لَفْظٍ فَمَنْ قَرَعَ فَلَهُ الْوَلَدُ وَعَلَيْهِ لِصَاحِبَيْهِ ثُلُثَا الدِّيَةِ۔

وَفِي لَفْظٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا أَعْلَمُ إِلَّا مَا قَالَ عَلِيٌّ (اخرجہ الامام احمد فی مسندہ وابوداود والنسائی وابن ماجہ والحاکم فی صحیحہ ص ۱۳۵ ج ۳۔ و فی الطرق الحکمیہ ص ۲۰۳) رواہ قابوس بن ابی ظبیان عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہ ان رجلین وقعا علی امراۃ فی طہر واحد فجاءت بولد فدعی لہ علیٌّ القافۃ وجعلہ ابنہما جمیعا یرثہما ویرثانہ۔

وَہذا یدل علی ان مذہب علی رضی اللہ عنہ الاخذ بالقافۃ دون القرعۃ

عن کاتب الحروف ان حدیث زید بن ارقم مذکور مضطرب جدا فان ثبت انہ صحیح والاشکال والامر الثانی الزم علیہ خرجت لہ القرعۃ بثلثی الدیۃ لصاحبہ یحتمل ان یکون الولد لہ فی نفس الامر فلما خرجت القرعۃ لاحدہم ابطلنا کان

یعنی لوطئین من حصول الولد له فقد بذر کل منهم نذرا یرجوان یکون الزرع له فقد اشترکوا فی البذر فاذا اخذ هم بالزرع کان من العدل ان یضمن لصاحبیه ثلثی القیمة والدیة قیمة الولد شرعا فلزمه ثلثیها لصاحبیه اذا الثلثان عوض ملتی الولد الذی استبد به دونهما مع اشتراکهما فی سبب حصوله وهذا اصح من کثیر من الاحکام والمعنی فیه اظهر (طرق ص ۱۱۲ تا ۱۱۵)

وقال المقرعون قد جعل اللہ سبحانہ القرعة طریقا الی الحکم الشرعی فی کتابه وفعلها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامر بها علی ابن ابی طالب فی هذه المسالة بعینها (ایضاً ص ۱۱۵)

زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین شخص اہل یمن سے لائے گئے کہ ایک طہر میں ان تینوں نے ایک عورت سے جماع کیا تھا۔ جب اُن سے بار بار دریافت کیا کہ لڑکا تمہارا ہے سب نے انکار کیا۔ پھر اُن سب کے درمیان قرعہ ڈالا گیا۔ کہ جس کے نام قرعہ نکلیگا لڑکا اُس کے حوالہ کیا جائیگا۔ اور دو تہائی (دو ثلث) دیت قیمت لڑکے کی بھی وہی ادا کرے کیونکہ احتمال تھا ان تینوں کا نطفہ مشترکہ ہو۔ اس فیصلہ کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہؤا تو آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانتوں کی سفیدی ظاہر ہو گئی اور ابو قابوس کی روایت ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ کہ دو شخص ایک عورت سے ایک ہی طہر میں صحبت کئے اُن سے لڑکا پیدا ہؤا پھر آپ نے قیافہ والے کو بلا کر دونوں کے حوالے کر دیا۔ اور حکم دیا کہ یہ لڑکا اُن دونوں کا باہم آپس میں وارث ہوں گے اِس سے معلوم ہؤا کہ حضرت علیؓ کا مذہب قیافہ کا تھا۔ بدوں قرعہ کے۔

از کاتب الحروف۔ اول تو حدیث سابق الذکر زید بن ارقم مضطرب ہے۔ اگر صحیح بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ کیونکہ جن کے حق میں قرعہ نکلا اُن کے حق میں لڑکا قرار دیکر دوسروں کے لئے دو ثلث دیت قرار دی۔ اُسکی وجہ یہ تھی کہ احتمال تھا کہ وہ اُس لڑکے کے بیج میں مشترک ہوں

جبکہ ایک کے حق میں قرعہ نکلا تو اُن کا حق باطل ہو گیا۔ تو ممکن تھا کہ نفس الامر میں بچہ مشترکہ ہو پس اُن دونوں کو ثلث دیت دلوائی۔ جو بچے کی قیمت تھی۔ اور ایسے مسئلہ میں اکثر ایسا ہُوا کرتا ہے۔

(۳۲) اگر چوٹ سے بعض نظر جاتی رہے تو کس طرح فیصلہ

عن سعید بن المسیب اِنَّ رَجُلًا اَصَابَ عَلیٰ رَجُلٍ فَذَھَبَ بَعْضُ بَصَرِہٖ وَبَقِیَ بَعْضُہٗ فَرَفَعَ ذٰلِکَ اِلیٰ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاَمَرَ بِعَیْنِہِ الصَّحِیْحَۃِ فَعُصِبَتْ وَاَمَرَ رَجُلًا بِبَیْضَۃٍ فَانْطَلَقَ بِھَا وَھُوَ یَنْظُرُ حَتّٰی اِنْتَھٰی بَصَرُہٗ ثُمَّ خَطَّ عِنْدَ ذٰلِکَ عَلَمًا ثُمَّ نَظَرَ فِیْ ذٰلِکَ فَوَجَدُوْہُ سَوَاءً فَاَعْطَاہُ بِقَدَرِ مَا نَقَصَ (کنز العمال ج۷ ص۲۱)

سعید بن المسیب کا بیان ہے۔ کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کی آنکھ پر کچھ صدمہ پہنچایا جس سے آنکھ میں ضعف بصارت ہو گئی۔ یہ مقدمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دربار میں آیا۔ آپنے مدعی کو حکم دیا کہ تو اپنی ضرر رسیدہ آنکھ پر پٹی باندھکر اچھی آنکھ سے دیکھتا رہ۔ پھر آپنے ایک شخص کو حکم دیا کہ انڈا لیکر دور جاکے ایک خط علم کھینچ کر نشان لگا دے۔ پھر یہ اُس ضرر رسیدہ آنکھ سے دیکھ لے جس قدر اُس میں نقص پیدا ہو گیا ہو اُس قدر تاوان دیا جائے۔

(۳۳) ہر ایک تصویر کا مٹانا اور ہر ایک قبر کا برابر کرنا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ دَعٰی صَاحِبَ شُرْطَۃٍ فَقَالَ لَہٗ اَتَدْرِیْ عَلیٰ مَا بَعَثَکَ عَلیٰ مَا بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اَحُتَّ لَہٗ کُلَّ زُخْرُفٍ یَعْنِیْ کُلَّ صُوَرَۃٍ وَاَنْ اُسَوِّیَ کُلَّ قَبْرٍ کنز العمال ج۷ ص۲۱۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوتوال کو بلا کر فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ میں تجھ کو کس کام پر بھیجنا چاہتا ہوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا تھا۔ وہ یہ کہ جو تصویر پاؤں اُس کو

مٹا دوں اور جو قبر اونچی پاؤں اُس کو برابر کر دوں۔

(۳۴)

مُلزم کے قصور پر حکم سزا اور انکار پر رہائی

عَنْ عَلِیِّ بْنِ مَطَرٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا اُتِیَ بِرَجُلٍ فَقَالُوْا اِنَّہٗ سَرَقَ جَمَلًا فَقَالَ مَا اَرَاکَ سَرَقْتَ قَالَ بَلٰی قَالَ فَلَعَلَّہٗ شُبِّہَ لَکَ قَالَ بَلْ سَرَقْتُ قَالَ اِذْھَبْ بِہٖ یَا قَنْبَرُ فَشُدَّ اُصْبُعَہٗ وَاَوْقِدِ النَّارَ وَادْعُ الْجَزَّارَ لِیَقْطَعَ ثُمَّ اسْتَطَرَ حَتّٰی اِجِیْءَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ لَہٗ اَسَرَقْتَ قَالَ لَا فَتَرَکَہٗ قَالُوْا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَ تَرَکْتَہٗ وَقَدْ اَقَرَّ لَکَ فَقَالَ اَخَذْتُہٗ بِقَوْلِہٖ وَتَرَکْتُہٗ بِقَوْلِہٖ۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۴۳

ابو مطر بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ اُن کے پاس ایک شخص کو لائے۔ اور کہا کہ اِس نے ایک اونٹ چوری کیا ہے آپ نے اُس سے فرمایا میرے خیال میں تو نے چوری نہیں کی ہو گی اُس نے کہا بلکہ میں نے چوری کی ہے۔ پھر فرمایا شاید تجھ کو شبہ ہو گیا ہو گا۔ کہا نہیں بلکہ چوری کیا ہوں۔ آپ نے قنبر کو حکم دیا اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جاؤ آگ سلگا کے جا کر قصاب کو بلا لا۔ کہ اس کا ہاتھ کاٹ دے۔ قصاب کے آنے میں کچھ دیر ہوئی تو آپ نے پھر اُس سے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی ہے کہا نہیں۔ آپ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ باوجود اُس کے اقرار کے آپ نے فرمایا اُس کے اقرار پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا اور اب اُسی کے انکار پر چھوڑ دیا ہوں۔

(۳۵)

متعدد ایک جانور کے دو مُدعی ہیں ایک کے پانچ گواہ دوسرے کے تین تو کیا

عَنْ حَنَشِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ جَاءَ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَجُلَانِ یَخْتَصِمَانِ فِیْ بَغْلٍ فَجَاءَ اَحَدُھُمَا بِخَمْسَۃٍ یَشْھَدُوْنَ اَنَّہٗ نَتَجَہٗ وَجَاءَ الْاٰخَرُ بِشَاھِدَیْنِ یَشْھَدَانِ اَنَّہٗ نَتَجَہٗ۔ فَقَالَ لِلْقَوْمِ وَھُمْ عِنْدَہٗ مَاذَا تَرَوْنَ اَقْضِیْ بِاَکْثَرِھِمَا

شهود ًا فلعل لشاهدين خير من الخمسة ثم قال فيها قضاء وصلح و سانبئكم بالقضاء والصلح فيقسم بينهما لهذا خمسة اسهم و لهذا سهمان واما القضاء بالحق فيحلف احدهما مع شهوده انه بغله ما باعه ولا وهبه فيأخذ البغل وان شاء ان يغلظ في اليمين ثم يأخذ البغل فان تشاء حتما ايكما يحلف اقرعت بينكما على الحلف ايكما قرع حلف قضى بهذ ا وانا شاهد كنز العمال ج۷ ص۲۰۳

حنش بن معتمر کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دو متخاصم آئے ہر ایک کا یہ بیان تھا کہ یہ خچر میرے پاس جنی ہے۔ ایک شخص کے پانچ گواہ تھے۔ اور دوسرے کے دو تھے آپ نے حاضرین مجلس سے دریافت فرمایا تم لوگوں کی کیا رائے ہے۔ اگر میں پانچ گواہوں کی طرف فیصلہ کرتا ہوں تو شاید دو گواہ اُن سے بہتر ہوں۔ اس مقدمہ میں دو صورتیں ہیں ایک قضاءت اور دوسری صلح۔ وہ یہ کہ تم دونوں آپس میں تقسیم کر لو۔ ایک کے پانچ حصے دوسرے کے دو حصے اور قضاءت یہ ہے کہ ایک تم دونوں میں سے اپنے گواہوں کے ساتھ حلف کرے کہ اس خچر کو نہ میں نے بیچا ہے اور نہ ہبہ کیا ہے۔ اگر دوسرے کو اس میں اعتراض ہو تو حلف مغلظ دے سکتا ہے۔ پھر اس میں بھی اگر دونوں کو اعتراض ہو تو قرعہ ڈالا جائے بس جس کے نام پر قرعہ نکلے وہی اپنے گواہوں سمیت حلف اُٹھائے۔ اب جس کے نام پر قرعہ برآمد ہو اُسی کے طرف فیصلہ ہے اور میں بھی اُس فیصلہ کے ساتھ ہوں۔

(۳۶) ایک جانور کے دو مدعی ایک کا قبضہ قبضہ والے کے حق میں فیصلہ

عن يحيى الجزار قال اختصم الى علي رضي الله عنه رجلان في دابة وهي في يد احدهما فقام هذا بينة انها دابته قضى بها للذي في يده قال و قال علي رضي الله عنه ان لم تكن في يد واحد منهما بينة انها دابته فهي

بَیْنَہُمَا۔ کنز العمال جلد ۳ ص ۱۷۲

یحییٰ الجزار کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس دو متنازع آئے ایک جانور کے تنازع میں ایک کے ہاتھ میں جانور تھا اُس نے گواہی پیش کی کہ جانور اُس کا ہے۔ تو آپ نے فیصلہ فرمایا جس کے قبضہ میں جانور ہے وہ اُس کا مالک ہے اگر اُس کے قبضہ میں نہ ہوتا اور دونوں کے گواہ گذرتے تو دونوں میں تقسیم کیا جاتا۔

(۳۷) الزام سرقہ میں دو گواہ سے ایک غائب مقدمہ خارج

عَنْ عِکْرِمَۃَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ کَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا یَقْطَعُ سَارِقًا حَتّٰی یَأْتِیْ بِالشُّھَدَاءِ فَیُوْقِفُھُمْ عَلَیْہِ وَ یَسْجُنُہٗ فَاِنْ شَھِدُوْا عَلَیْہِ قَطَعَہٗ وَاِنْ نَکَلُوْا تَرَکَہٗ مَرَّۃً بِسَارِقٍ فَسَجَنَہٗ حَتّٰی اِذَا کَانَ مِنَ الْغَدِ دَعَا بِہٖ وَ بِالشَّاھِدَیْنِ فَقِیْلَ تَغَیَّبَ اَحَدُ الشَّاھِدَیْنِ فَخَلّٰی سَبِیْلَ السَّارِقِ وَ لَمْ یَقْطَعْہُ۔ کنز العمال ص ۔

عکرمہ بن خالد کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چور کا ہاتھ نہیں کاٹتے تھے جب تک دو گواہ نہ پیش ہوں۔ اگر گواہوں نے انکار کر دیا۔ تو سارق کو چھوڑ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک چور لایا گیا آپ نے اُس کو قید کر دیا صبح کو مع گواہوں کے اُس کو طلب فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ایک گواہ غائب ہے آپ نے چور کو چھوڑ دیا۔ اور ہاتھ نہیں کاٹا۔

(۳۸) سارق کے نقب لگانے میں تعزیر ہے نہ حد

عَنِ الْحَارِثِ قَالَ اُتِیَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِرَجُلٍ نَقَبَ بَیْتًا فَلَمْ یَقْطَعْہُ وَعَزَّرَہٗ اَسْوَاطًا (〃)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا اُس نے صرف نقب لگایا تھا آپ نے اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ بلکہ چند کوڑے لگا دیئے۔

(۳۹) سارق کا ہاتھ کاٹ کر بل دیا جائے تو کیا

عَنْ اَبِي الزَّعْرَاءِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ اِذَا اَخَذَ اللِّصَّ فَقَطَعَهُ ثُمَّ حَسَمَ ثُمَّ اَلْقَاهُ فِي الْحَبْسِ فَاِذَا بَرِءُوا اَخْرَجَهُمْ قَالَ ارْفَعُوا اَيْدِيَكُمْ اِلَى اللّٰهِ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهَا كَاَنَّهَا اَيُوْرُ الْحُمُرِ فَيَقُوْلُ مَنْ قَطَعَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ عَلِيٌّ اَللّٰهُمَّ صَدَقُوْا فِيْكَ قَطَعْتُهُمْ وَفِيْكَ اَرْسَلْتُهُمْ ۔ کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۳۴ ۔

ابوزعرا کا بیان ہے کہ حقیقۃً حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوئی چور آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ اُس کا ہاتھ کاٹ کے تل دیتے اور فرماتے تمہارے ہاتھ خدا کے پاس چلے گئے ۔ اور میں اُس کو دیکھ رہا تھا ۔ کہ وہ گدھوں کی طرح دوڑتے تھے ۔ جب کوئی اُن سے سوال کرے گا تجھ کو کس نے کاٹا ۔ تو وہ کہیں گے علیؑ نے پھر میں اُس وقت کہوں گا اے خدا وند! سچ کہتے ہیں۔ تیرے ہی حکم سے کاٹا اور تیرے ہی حکم سے اُڑا دیا۔

(۴۰) ملزم کو دو گواہ لیکر حاضر ہوئے اسے سزا دی گیا ہے بعد اجرائے حد انکار کیا کہ ملزم نہیں دوسرا ہے تو کیا۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ رَجُلَيْنِ اَتَيَا عَلِيًّا فَشَهِدَا عَلَى رَجُلٍ اَنَّهُ سَرَقَ فَقَطَعَ عَلِيٌّ يَدَهُ ثُمَّ اَتَيَا بِرَجُلٍ اٰخَرَ فَقَالَا هٰذَا الَّذِيْ سَرَقَ وَاَخْطَاْنَا عَلَى الْاَوَّلِ فَلَمْ يُجِزْ شَهَادَتَهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ وَغَرَّمَهُمَا دِيَةَ يَدِ الْاَوَّلِ وَقَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا ۔ کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۳۴

شعبی بیان کرتا ہے کہ دو شخص ایک چور کو لیکر آئے اور گواہی دی کہ اس نے چوری کی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن کی شہادت کی بنا پر اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالا ۔ پھر وہی دونوں گواہ ایک اور شخص کو لیکر آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے جو پہلے شخص کو چور کہا تھا وہ ہماری غلطی تھی ۔ دراصل چور یہ شخص ہے آپ نے پہلے شخص کو ان دونوں سے ہاتھ کٹوانے کی دیت

دلوائی۔ اور فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ ثابت ہو جاتا کہ یہ کام تم نے قصداً کیا ہے تو میں تم دونوں کے ہاتھ کٹوا دیتا۔

(۴۱) قرض کے حوالہ میں اگر محول علیہ دیر کرے تو اصل پر تقاضا نہیں

عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ فِيْ مَنْ اَحَالَ اِذَا مَطَلَهُ لَا يَرْجِعُ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُفْلِسَ اَوْ يَمُوْتَ (ج ۶ ص ۲۲۲)

قتادہ کا بیان ہے کہ تحقیق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حوالہ علیہ کو ادائی میں اگر دیر ہوئی تو صاحب حوالہ کو محول علیہ پر ادائی کی اجازت نہیں دیتے۔ جب تک حوالہ علیہ نادار یا مر نجائے۔

(۴۲) تفصیل اہلسنت اہل جماعت اہل بدعت اہل فرقہ

عَنْ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ وَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ وَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبِرْنِيْ عَنْ اَهْلِ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ اَهْلُ السُّنَّةِ وَمَنْ اَهْلُ الْبِدْعَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ اَمَّا اِذَا سَاَلْتَنِيْ فَافْهَمْ عَنِّيْ وَلَا عَلَيْكَ اَنْ لَا تَسْاَلَ عَنْهَا اَحَدًا بَعْدِيْ فَاَمَّا اَهْلُ الْجَمَاعَةِ فَاَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَاِنْ قَلُّوْا وَذٰلِكَ الْحَقُّ عَنْ اَمْرِ اللّٰهِ وَاَمْرِ رَسُوْلِهٖ وَاَمَّا اَهْلُ الْفُرْقَةِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِيْ وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَاِنْ كَثُرُوْا وَاَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ الْمُتَمَسِّكُوْنَ بِمَا سَنَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَاِنْ قَلُّوْا وَاَمَّا اَهْلُ الْبِدْعَةِ الْمُخَالِفُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَرَسُوْلِهٖ الْعَامِلُوْنَ بِرَاْيِهِمْ وَاَهْوَائِهِمْ وَاِنْ كَثُرُوْا وَقَدْ مَضٰى مِنْهُمُ الْفَوْجُ الْاَوَّلُ وَبَقِيَتْ اَفْوَاجٌ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْمُهَا وَاِسْتِيْصَالُهَا عَنْ جَدَبَةِ الْاَرْضِ كنز العمال ج ۸ ص ۲۱۵

عبداللہ بن حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اور آپ سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ اے امیرالمؤمنین آپ فرمائیے کہ اہل جماعت کون ہیں اور اہل فرقہ اور اہل سُنّت اور اہل بدعت کون ہیں آپ نے فرمایا تیرا بُرا ہو۔ تو نے جو مجھ سے دریافت کیا ہے خوب سنکر سمجھ لے میرے بعد تجھ کوئی نہیں بتاسکیگا۔ اہل جماعت میں اور میرے پیرو ہیں اور وہ قرآن پڑھتے ہیں۔ اور یہ فرقہ منجانب اللہ و رسول کے حق پر ہے۔ اور اہل فرقہ وہ ہیں جو میری اور میرے پیروؤں کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ زیادہ ترکیوں نہ ہوں۔ اور اہل سُنّت وہ ہیں جو کتاب اللہ و سنّت رسول اللہ کو مستحکم پکڑے ہوئے ہیں گو وہ کم کیوں نہ ہوں اور اہل بدعت وہ ہیں جو کتاب اللہ و سنّت رسول اللہ کے مخالف ہیں اور اپنی رائے اور خواہش نفسانی کے پابند ہیں گو وہ زیادہ ترکیوں نہ ہوں پہلے لوگ چل بسے اور باقی یہ بھی جانے والے ہیں۔ خدا ہی پر ہے ان کا فنا و استیصال کرنا سطح زمین سے

(۴۳) ایک لڑکے کی ابنیت کے تین مدعی ہوں تو فیصلہ قرعہ پر

عن ابی جحیفۃ السوائی قال لما کان علیؓ رضی اللہ عنہ بالیمن اتاہ ثلاثۃ نفرٍ یختصمون فی غلامٍ او قال یختصمون فی غلامٍ فقال کل واحد منھم ھو ابنی فاقرع علی رضی اللہ عنہ بینھم فجعل الولد للقارع وجعل علیہ للرجلین تلثی الدیۃ۔ فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضحک حتی بدت نواجذہ من قضاء علی رضی اللہ عنہ۔ بیہقی ج ۱۰ ص ۲۶۷ و امام احمد و ابو داؤد والنسائی و ابن ماجہ والحاکم فی صحیحہ۔

ابی جحیفہ سوائی کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ جب یمن میں تھے اُن کے پاس تین شخص ایک لڑکے کے بارے میں آئے کہ یہ لڑکا میرا ہے۔ ہر ایک اُس لڑکے کا مدعی تھا۔

آپ نے اُن تینوں میں قرعہ ڈالا جس کے نام قرعہ برآمد ہوا لڑکا اُس کے حوالہ کیا۔ اور اُس سے دو ثلث دیت دلوائی۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ ہنسے یہاں تک کہ آخر کی داڑھ آپ کی نظر آئی۔

(۴۴)

اگر قیافہ میں تعذر و اشکال ہو تو قرعہ

وَاسْتِعْمَالُ الْقُرْعَةِ اِنَّمَا هُوَ اِذَا لَمْ يَكُنْ هُنَاكَ مَرْجِعٌ سِوَاهَا وَتَعَذَّرَتِ الْقَافَةُ وَاَشْكَلَ اَمْرُ عَلَيْهِمَا كَانَ الْمَصِيْرُ اِلَى الْقُرْعَةِ اَوْلٰى مِنْ ضِيَاعِ نَسَبِ الْوَلَدِ وَتَرْكِهٖ هَمَلًا لَا نَسَبَ لَهٗ وَهُوَ يَنْظُرُ اِلَى النَّاكِحِ اُمِّهٖ وَوَاطِئِهَا بِالْقُرْعَةِ هٰهُنَا اَقْرَبُ الطَّرِيْقِ اِلٰى ثِبَاتِ النَّسَبِ فَاِنَّهَا طَرِيْقٌ شَرْعِيٌّ فَالْقُرْعَةُ تُخْرِجُ الْمُسْتَحِقَّ شَرْعًا كَمَا تُخْرِجُهٗ قَدْرًا۔

اور قرعہ کا استعمال اُس وقت ہوتا ہے۔ جب کہ بجز قرعہ کے دوسرا کوئی چارہ نہ ہو۔ اور تعذر و اشکال ہو اور اس امر کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ کہ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو اُس کا نسب ضائع نہ ہونے پائے۔ اور عورت مرد دونوں میں بھی غور کیا جاتا ہے۔ اور ثبات نسب میں تحقیق شرعی ہوتی ہے۔ اور قرعہ استحقاق نسب کو ثابت کرتا ہے۔ اور ایک قسم کا یہ استخراج شرعی ہے۔ جیسے ہنڈی کھانے کو پاک صاف و پختہ کر دیتی ہے۔

امرأة المفقود

(۴۵)

اگر مفقود الخبر کی عورت نکاح ثانی کرنے کے بعد شوہر اول آوے تو حق خیر نہیں

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ اِمْرَأَةِ الْمَفْقُوْدِ اِذَا قَدِمَ وَقَدْ تَزَوَّجَتْ اِمْرَأَتُهٗ اِنْ شَاءَ طَلَّقَ وَاِنْ شَاءَ اَمْسَكَ وَلَا يُخَيَّرُ۔

(۴۶) مفقود الخبر جب آئے عورت اسی کی ہے گو وہ نکاح ثانی بھی کرلی ہو۔

وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ ھِیَ اِمْرَاَۃُ الْاَوَّلِ دَخَلَ بِالْاٰخِرِ اَوْلَمْ یَدْخُلْ بِھَا وَھُوَ قَوْلُ النَّخْعِیِّ وَالْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَۃَ وَغَیْرِھِمَا۔ بیہقی ج ۷، ص ۴۴۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مفقود الخبر کی عورت کے بارے میں جب کہ اس کا مرد اول آجائے۔ تو اس کو حق اختیاری ہے کہ وہ عورت کو لے لے۔ یا اس کو طلاق دیدے۔ اور دوسری روایت میں آپکا فرمودہ ہے کہ مفقود الخبر کی عورت پہلے مرد کی عورت ہے۔ گو اس نے دوسرے مرد سے خلوت صحیحہ بھی کرلی ہو۔

فائدہ۔ ہماری کتاب قُرَّۃُ الْعَیْنَیْنِ فِی اَحْکَامِ الزَّوْجَیْنِ اس مسئلہ کو ہم نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ الحاصل حضرت عمرؓ وعثمانؓ وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن مسعود وعلی بن ابی طالب عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہم یہ سات صحابہ کا اتفاق ہے کہ مفقود الخبر کی عورت چار سال تک اس کا انتظار کرکے پھر چار ماہ دس دن عدت پوری کرکے دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔ اور اہل مدینہ وامام مالک واحمد واسحاق کا بھی یہی مذہب ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور شافعی قیاسًا اس کے خلاف ہیں۔

اور ایک روایت عن المغیرۃ بن شعبۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ المفقود امرأۃ حتی یاتیہا البیان۔ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۴۵۔

اس میں سوار بن مصعب راوی ہے وہ ضعیف اور منکر الحدیث ہے اور محمد بن شرجیل منکر الحدیث ہے اکثر اس کے روایات ابن شعبہ سے منکر ہیں۔ دارقطنی ص ۴۲۱

حاشیہ دیکھو۔

۴۷

باب حدّ الزنا فی المجوس

مجوس پر حدّ زنا۔

توخذ الجزیۃ من المجوس ولیسوا اھل الکتاب

قَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْمَجُوْسِ کَانَ لَھُمْ عِلْمٌ یَعْلَمُوْنَہٗ وَکِتَابٌ یَدْرُسُوْنَہٗ اَنَّ مَلِکَھُمْ سَکِرَ فَوَقَعَ عَلٰی اِبْنَتِہٖ اَوْ اُخْتِہٖ فَاطَّلَعَ عَلَیْہِ بَعْضُ اَھْلِ مَمْلَکَتِہٖ فَلَمَّا صَحَّ جَاؤُا یُقِیْمُوْنَ عَلَیْہِ الْحَدَّ فَامْتَنَعَ مِنْھُمْ فَدَعَا اَھْلَ مَمْلَکَتِہٖ فَلَمَّا اَتَوْہُ قَالَ تَعْلَمُوْنَ دِیْنًا خَیْرًا مِّنْ دِیْنِ اٰدَمَ وَقَدْ کَانَ یُنْکِحُ بَنِیْہِ مِنْ بَنَاتِہٖ وَاَنَا عَلٰی دِیْنِ اٰدَمَ مَا یَرْغَبُ بِکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ قَالَ فَتَابَعُوْہُ وَقَاتَلُوا الَّذِیْنَ خَالَفُوْھُمْ حَتّٰی قَتَلُوْھُمْ فَاَصْبَحُوْا وَقَدْ اُسْرِیَ عَلٰی کِتَابِھِمْ فَرُفِعَ مِنْ بَیْنِ اَظْھُرِھِمْ وَذَھَبَ الْعِلْمُ الَّذِیْ فِیْ صُدُوْرِھِمْ فَھُمْ اَھْلُ الْکِتَابِ وَقَدْ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ مِنْھُمُ الْجِزْیَۃَ ۔ بیہقی جلد ۹ صفحہ ۱۸۹۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجوس کی اصلی حالت سے میں بخوبی واقف ہوں اُن کے پاس علم تھا۔ اسکی تعلیم پاتے تھے۔ اور اُن کی کتاب تھی۔ اُس کا درس تدریس کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن کے بادشاہ نے شراب کے نشہ میں اپنی بیٹی یا بہن سے صحبت کی۔ اس کی اطلاع اہل سلطنت کو ہوئی۔ جب اُس کا نشہ اُتر گیا تو یہ لوگ اس کے پاس آئے۔ کہ اُس پر حدِ زنا قایم کریں۔ اُس نے اُس سے انکار کیا۔ اور اپنے جملہ اہل سلطنت کو طلب کیا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس سب آگئے تو اُس نے کہا کیا تم لوگ آدم کے دین سے کوئی دوسرا دین بہتر جانتے ہو۔ ہمیشہ اُس دین میں بیٹی اور بہن سے

نکاح درست رہا ہے۔ اور میں بھی دینِ آدم پر ہوں۔ تم کو بھی اس دین پر قایم رہنا چاہیئے
پس یہ لوگ اُس کے پیرو ہو گئے۔ اور جو اُن کی مخالفت کرتا تھا۔ اُس کو قتل کر ڈالتے
تھے۔ آخرالامر اُن کے مظالم کا یہ نتیجہ ہوا کہ کتاب اُن کے درمیان سے اُٹھالی گئی۔
اور علم اُن کے سینوں سے نکال دیا گیا۔ اور یہ لوگ سخت گمراہ ہو گئے۔ ورنہ دراصل یہ اہلِ کتاب
تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے اُن سے جزیہ لیا ہے۔

فائدہ جلیلہ

مجوس (آتش پرست) کی ملت قدیم ہے۔ یہ قوم دو خدا کو مانتی ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے
کہ خیر اور شر کے فاعل الگ الگ ہیں۔ چنانچہ خیر اور نیکی کے فاعل کو یزدان۔ اور شر اور
برائی کے فاعل کو اَہرَمَن کہتے ہیں۔ اور دراصل اُن کا دین ظلمت سے بچنے کے لئے نور کی
تعظیم کرنی ہے اسی لئے یہ قوم آگ کو پوجتی ہے۔ اور بعض اُن میں سے اسی روشنی کے لیئے
آفتاب کی پرستش کرتے ہیں۔ آذربیجان سے ایک شخص زردشت نامی نکلا۔ اور اُس
نے ایک نیا خدا نکالا جس کا نام اَزمزد رکھا اور اُس کو خالق نور و ظلمت ٹھہرایا۔ اہلِ فارس
اُس کے دین میں آگئے۔ حدیث الغاشیہ ط ۲۹۔
زرُدشت اور زرُدہشت اور زرتشت۔ یہ تینوں نام اسی ایک شخص کے ہیں۔ یہ منوچہر بادشاہ
کی نسل سے اور شاگرد فیثاغورث حکیم کا تھا۔ اُس نے گشتاسپ بادشاہ کے زمانہ میں
نبوت کا دعویٰ کیا اور آتش پرستی کا دین ایجاد کیا مجوس لوگ اُس کو پیغمبر جانتے ہیں
اور اُس نے جو ایک کتاب ژند بنا کر اپنی امت کو دی تھی اُسکو کتاب آسانی کہتے ہیں۔ لغات کشوری ص ۲۲۱

(۴۸) قاضی کا جاہل ہونا

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَتٰی عَلٰی قَاضٍ فَقَالَ لَہٗ ھَلْ

تَعْلَمُ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوْخِ قَالَ لَا قَالَ هَلَكْتَ وَاَهْلَكْتَ بیہقی ج۱۰ ص۱۱۷

ابو عبدالرحمٰن سلمی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قاضی پر گذر ہوا آپ نے اُس سے فرمایا کیا تو ناسخ و منسوخ سے واقف ہے اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو خود بھی ہلاک ہوا۔ اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا بہ سبب جہالت کے۔

(۴۹) کیا مدعی قاضی یا حاکم کے پاس مہمان رہ سکتا ہے

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا رَجُلٌ نَزَلَ عَلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْكُوْفَةِ فَاَقَامَ عِنْدَهٗ اَیَّامًا ثُمَّ ذَكَرَ خُصُوْمَةً لَهٗ فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ تَحَوَّلْ عَنْ مَنْزِلِیْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یَّنْزِلَ الْخَصْمُ اِلَّا وَخَصْمُهٗ مَعَهٗ بیہقی ج۱۰ ص۱۳۷

امام حسن کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں کئی روز تک ٹھیرا رہا پھر اُس نے ایک روز اپنے مقدمہ کا ذکر آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا تو میرے یہاں سے دوسری جگہ چلے جا بتحقیق کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے اِس سے منع فرمایا کہ مدعی اکیلا قاضی کے پاس آوے۔ مگر یہ کہ مدعی علیہ بھی اُس کے ساتھ ہو۔

(۵۰) اگر انسان کے کسی عضو میں صدمہ پہنچا تو کیا ہوگا۔

عن علی بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی السِّنِّ اِذَا كُسِرَ بَعْضُهَا اُعْطِیَ صَاحِبُهَا بِحِسَابِ مَا نَقَصَ مِنْهَا وَلَمْ یَتَرَبَّصْ بِهَا حَوْلًا فَاِنِ اسْوَدَّتْ تَمَّ عَقْلُهَا وَاِلَّا لَمْ یَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ بیہقی ج۸ ص۹۱

حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ نے دانت کا بعض حصہ ٹوٹ جانے سے بقدر نقصان تاوان دلایا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ایک سال تک دانت والا انتظار کرے اگر دانت سیاہ ہو جائے تو پوری دیت ہو گی۔ اور اگر سیاہ نہ ہو تو وہی کافی ہے۔

(۵۱) اگر بعد نکاح کے عورت بہن ثابت ہو تو کیا۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا اَنْکَحَ امْرَأَۃً فَاَعْطَاہَا صِدَاقَہَا وَکَانَتْ اُخْتَہٗ مِنَ الرَّضَاعَۃِ لَمْ یَکُنْ دَخَلَ بِہَا قَالَ تَرُدُّ اِلَیْہِ مَالَہُ الَّذِیْ اَعْطَاہَا وَیَفْتَرِقَانِ۔ کنز العمال ج ۸ ص ۲۰۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ اتفاق سے وہ اُسکی رضاعی بہن نکلی اور ابھی تک صحبت بھی نہیں ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جو مہر کہ عورت کو دیا گیا ہے وہ واپس کردے اور دونوں میں تفریق کردی جائے۔

(۵۲) چند اشخاص باہم آپس میں لڑے سے مقتول یا مجروح ہوں تو کیا

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ اَشْہَدُ عَلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَضٰی فِیْ قَوْمٍ اِقْتَتَلُوْا فَقَتَلَ بَعْضُہُمْ بَعْضًا فَقَضٰی بِعَقْلِ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا عَلَی الَّذِیْنَ جَرَحُوْا وَطَرَحَ عَنْہُمْ بِالْعَقْلِ بِقَدْرِ جِرَاحِہِمْ۔ کنز العمال ج ۷ ص ۱۴۹

شعبی کا بیان ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ نے ایک قوم میں یہ فیصلہ فرمایا کہ جو باہم آپسمیں ایک دوسرے سے لڑے تھے مقتولوں کی دیت یعنی خون بہا قاتلوں پر ہے۔ مگر اُس دیت میں اُس قدر کمی کی گئی جسقدر اُن کو زخم پہنچے تھے۔

(۵۳) غصہ دلانے سے کوئی کسیکو ہلاک کرے تو کیا

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلَی امْرَأَۃٍ مُغِیْبَۃٍ کَانَ یُدْخَلُ عَلَیْہَا فَاَنْکَرَ ذٰلِکَ فَاَرْسَلَ اِلَیْہَا فَقِیْلَ لَہَا اَجِیْبِیْ عُمَرَ فَقَالَتْ یَا وَیْلَہَا مَالَہَا

وَلِعُمَرَ فَبَيْنَا هِيَ فِي الطَّرِيقِ فَزِعَتْ فَضَرَبَهَا الطَّلْقُ فَدَخَلَتْ دَارًا فَأَلْقَتْ وَلَدَهَا فَصَاحَ الصَّبِيُّ صَيْحَتَيْنِ ثُمَّ مَاتَ فَاسْتَشَارَ عُمَرُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بَعْضُهُمْ أَنْ لَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ إِنَّمَا أَنْتَ وَالٍ وَمُؤَدِّبٌ وَصَمَتَ عَلِيٌّ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ فَقَالَ مَا تَقُولُ قَالَ إِنْ كَانُوا قَالُوا بِرَأْيِهِمْ فَقَدْ أَخْطَأَ رَأْيُهُمْ وَإِنْ كَانُوا قَالُوا فِي هَوَاكَ فَلَمْ يَنْصَحُوا لَكَ أَرَى أَنَّ دِيَتَهُ عَلَيْكَ فَإِنَّكَ أَنْتَ أَفْزَعْتَهَا وَأَلْقَتْ وَلَدَهَا فِي سَبِيلِكَ فَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَقْسِمَ عَقْلَهُ عَلَى قُرَيْشٍ يَعْنِي يَأْخُذَ عَقْلَهُ مِنْ قُرَيْشٍ لِأَنَّهُ أَخْطَأَ ۔ کنز العمال ج ۷ ص ۱۴۵

امام حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو ایک عورت کے پاس بھیجا جو اکثروہ آیا جایا کرتا تھا۔ کہ وہ عورت غائب تھی۔ اُس شخص نے جانے سے انکار کیا لیکن پھر اُسی کو بھیجا اُس نے جاکر اُس عورت سے کہا کہ چل کے حضرت عمرؓ کے سوال کا جواب دے۔ کہ تو کہاں تھی۔ اُس نے کہا ہائے مصیبت بھلا مجھ کو حضرت عمرؓ سے کیا واسطہ۔ اُسکے دل میں ایک دہشت ہوگئی۔ جب گھر سے چلی تو راستہ ہی میں تھی۔ کہ اُس کو یکایک دردِزہ شروع ہوئی۔ وہ گھر میں گھس گئی۔ اور بچہ جنی اور اُسکو ٹپک دی۔ اُس بچہ نے دو چیخیں ماریں اور مرگیا۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرامؓ سے اِس میں مشورہ لیا تو بعض صحابہ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ تو ناصح اور والی ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ تو مؤدب ہیں۔ اِس بارے میں آپ پر کوئی الزام اور مواخذہ نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش سُن رہے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوکر دریافت کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جنہوں نے آپ کو رائے دی ہے اگر اُنہوں نے اپنی رائے سے کہا ہے تو خطا کی۔ اور اگر خوشامدانہ رو سے آپکی خوشی کے لئے کہا تو اُنہوں نے آپکے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی نہیں کی۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ اُس بچہ کا خون بہا آپ پر ہے۔ کیونکہ آپ اُس بچہ کی ہلاکت کے باعث ہوئے۔ کہ آپ نے اُس عورت

کو بدنام کیا۔ اور اُس کو بُلا کر دہشت دلائی جس سے آپ کے پاس آنے کے لئے راستہ میں اُس کا وضع حمل ہو گیا پس حضرت علیؓ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اُسکی دیت یعنے خون بہا قریش پر تقسیم کیا جائے۔ کیونکہ یہ خطا ہے۔

فائدہ

کیا وہ عورت اُس بچہ کی وارث ہو سکتی۔ نہیں۔ کیونکہ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا۔

(۵۴) اگر اپنی عورت کے ساتھ غیر کو پائے اور اُسکو یا دونوں کو قتل کر دے تو کیا

اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ اِبْنُ خَيْبَرِيْ وَجَدَ مَعَ اِمْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَتَلَهٗ اَوْ قَتَلَهُمَا فَاَشْكَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ الْقَضَاءُ فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيْ يَسْاَلُ لَهٗ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ عَلِيٌّ اَنَّ هٰذَا شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِيْ عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِّيْ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى رض كَتَبَ اِلَيَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ رض اَنَا اَبُو الْحَسَنِ اِنْ لَمْ يَاْتِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَلْيُعْطِ بِرُمَّتِهٖ بیہقی ج ۸ صفحہ ۲۳۱

بہ تحقیق ایک شخص نے جو اہل شام سے تھا۔ اور اُس کو ابن خیبری کہتے تھے۔ اپنی بیوی کو کسی غیر شخص کے ساتھ ملوث پایا تو اُسکو قتل کر دیا۔ یا دونوں کو مار ڈالا۔ اِس مقدمہ کا فیصلہ جب امیر معاویہؓ پر سخت دشوار ہو گیا تو اُس نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھ بھیجا کہ حضرت علیؓ سے اس کی نسبت دریافت کر کے لکھ بھیجے ابو موسیٰ رضؓ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا یہ واقعہ ہماری سرزمین کا نہیں ہے۔ تم کو قسم ہے یہ کہاں کا واقعہ ہے۔ ابو موسیٰ رضؓ نے کہا کہ معاویہؓ بن سفیان نے مجھ کو لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا میں ابو الحسن رضؓ ہوں۔ جب تک چار گواہ نہ ہوں اور اُس کو چاہیئے کہ وہ ہانڈی کو پھینکدے۔ یعنی عورت کو چھوڑ دے۔

(۵۵) پہلے زناقہ پر اسلام پیش کیا جاوے وعدم قبولیت اسلام میں قتل

اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِیْ بَکْرٍ کَتَبَ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَسْئَلُهٗ عَنْ زَنَادِقَةٍ مُسْلِمِیْنَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَّا الزَّنَادِقَةُ فَیُعْرَضُ عَلَیْهِمُ الْاِسْلَامُ فَاِنْ اَسْلَمُوْا وَاِلَّا قُتِلُوْا بیہقی ج۸ ص۲۰۱

محمد بن ابو بکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ مسلمان زنادقہ کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا۔ اُن پر اسلام پیش کیا جائے اگر مسلمان ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ قتل کر دیئے جائیں

(۵۶) اگر کسی کا ذکر یا فوطہ یا حشفہ کاٹ دے تو کیا

عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ وَفِی الذَّکَرِ الدِّیَةُ وَفِیْ اِحْدَی الْبَیْضَتَیْنِ النِّصْفُ۔ وَمِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْحَشَفَةِ الدِّیَةُ۔ بیہقی ج۸ ص۹۷

عاصم بن ضمرہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذکر کے کاٹنے میں دیت ہے، اور ایک خصیہ کے کاٹنے میں نصف دیت ہے۔ اور حشفہ (سرِ ذکر) کے کاٹنے میں پوری دیت ہے۔

(۵۷) تین لڑکیاں آپس میں کھیل رہی تھیں ایک دوسری پر سوار ہو کر، تیسری نے نیچے والی اور اوپر والی کو گرا دیا۔ گردن ٹوٹ گئی تو کیا

عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَضٰی فِی الْقَارِصَةِ وَالْقَامِصَةِ وَالْوَاقِصَةِ بِالدِّیَةِ اَثْلَاثًا هُنَّ ثَلَاثُ جَوَارٍ کُنَّ یَلْعَبْنَ فَرَکِبْنَ فَقَرَصَتِ السُّفْلَی الْوُسْطٰی فَقَمَصَتْ فَسَقَطَتِ الْعُلْیَا فَوُقِصَتْ عُنُقُهَا فَجَعَلَ ثُلُثَیِ الدِّیَةِ عَلَی الثِّنْتَیْنِ وَاَسْقَطَ ثُلُثَ الْعُلْیَا لِاَنَّهَا اَعَانَتْ عَلٰی نَفْسِهَا۔ بیہقی ج۸ ص۱۱۲ و نہایۃ ابن اثیر ج۳ ص۲۴۴

شعبی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے تین لڑکیوں باہم آپسیں یہ فیصلہ فرمایا۔ یعنی قارصہ وقامصہ وواقصہ میں کہ یہ تینوں مل کرآپسیں ایکدوسرے پر سوار ہو کر کھیل رہی تھیں نیچے والی نے اپنے اوپر والی کو گرادیا۔ تو تیسری بھی گرگئی اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی۔ آپ نے پہلی اور دوسری پر دو ثلث دیت مقرر فرمائی۔ اور تیسری کی نسبت فرمایا اُس نے اپنے نفس پر اعانت کی ہے یعنے ان دونوں کی وجہ سے تیسری گری ہے۔ اس لئے تیسری کو دو ثلث دیت گردن ٹوٹنے کی دی جائے۔

(۵۸) اگر کسی نے کعبہ میں کسی کو قتل کیا۔ تو کیا

عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ رَجُلًا قَتَلَ فِی الْکَعْبَۃِ فَسَأَلَ عُمَرُ عَلِیًّا فَقَالَ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ
کنز العمال ج ۶ ص ۱۴۱

اسود بیان کرتا ہے کہ ایک شخص نے بیت اللہ میں ایک کو قتل کردیا۔ تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا تو آپ نے بیت المال سے دیت دینے کیلئے فرمایا۔

(۵۹) قتل شبہ عمد میں دیت کا نصاب

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فِی شِبْہِ الْعَمَدِ الضَّرْبَۃُ بِالْعَصَاءِ وَالْحَجَرِ الثَّقِیْلِ ثَلَاثًا وَثَلَاثُ جِذْعَۃٌ وَثَلَاثُ حِقَقٌ وَثَلَاثُ ثَنِیَّۃٌ اِلٰی بَازِلِ عَامِھَا۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۴۱۔

حضرت علیؓ نے فرمایا قتل شبہ عمد میں یعنی بڑی لکڑی یا بڑے پتھر سے مارنے میں تین دو سالہ اونٹ اور تین خوب جوان اونٹ اور تین دو سال سے دس سال کے اونٹ۔

(۶۰) شبہ عمد میں لکڑی یا پتھر سے ہلاکت میں کیا

(۶۱)

بڑی لکڑی یا بڑا پتھر شبہ عمد ہے

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ قَالَ شِبْهُ الْعَمَدِ اَلضَّرْبُ بِالْخَشَبَةِ وَالْحَجَرِ الْعَظِیْمِ (" ")

حضرت علیؓ فرماتے ہیں شبہ عمد بڑی لکڑی یا بڑے پتھر سے مارنے کو کہتے ہیں جس سے قتل واقع ہو۔

(۶۲)

خطا یا شبہ عمد میں دیت کے جانوران کا نصاب

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِیْ شِبْهِ الْعَمَدِ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَّثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ جَذَعَةً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ مَا بَیْنَ ثَنِیَّةٍ اِلٰی بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهَا خَلِفَةٌ وَفِی الْخَطَاءِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَةً وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ ۔ کنز العمال ج ص ۱۴۵

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ قتل شبہ عمد میں تینتیس ۳۳ جوان اونٹ جو سواری کے قابل ہوں اور تینتیس ۳۳ دو تین سالہ اونٹ اور چونتیس دو سال سے دس سال تک کے یہ سب بال کے پیچھے چلنے والے ہیں اور خطا میں پچیس جوان اور پچیس ۲۵ دو سال اور پچیس جو دوسرے سال میں لگے ہوں۔ اور پچیس ۲۵ دودھ پیتے ہوئے۔

(۶۳)

نقدی دیت کی مقدار

عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عَلِیًّا قَضٰی بِالدِّیَةِ اِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفًا (کنز ایضًا)۔

امام حسنؒ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے بارہ ہزار درہم دیت تاوان نفس مقرر فرمایا۔

(۶۴)

اگر کوئی اپنی ماں کو قتل کردے تو کیا

عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ رَجُلًا رَمٰی اُمَّهٗ بِحَجَرٍ فَقَتَلَهَا فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

فَقَضٰی عَلَیْہِ بِالدِّیَۃِ وَ لَمْ یُوْرَثْ مِنْھَا شَیْئًا۔ (" ")

ایک شخص نے اپنی ماں کو پتھر پھینک کر قتل کر دیا۔ یہ مقدمہ حضرت علی کے پاس آیا۔ آپنے یہ فیصلہ فرمایا کہ قاتل پر دیت تاوانِ قتل ہے اور ماں سے محروم الارث ہے۔

(۶۵) قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوسکتا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ اَلْاِخْوَۃُ مِنَ الْاُمِّ لَا یُوْرَثُ دِیَۃَ اَخِیْھِمْ لِاُمِّھِمْ اِذَا قَتَلَ (" ")

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اخیافی بھائی اپنے اخیافی بھائی کا وارث نہیں ہوسکتا ہے جب کہ اُس نے اسکو قتل کیا ہو۔

(۶۶) اگر ازدحام میں مقتول ہو تو کیا

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ مَذْکُوْرِ الْھِمْدَانِیِّ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِی الْمَسْجِدِ فِی الزِّحَامِ فَوَادَاہُ عَلِیٌّ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ (")

ایک شخص جمعہ کے روز مسجد میں ازدحام سے ہلاک ہو گیا۔ تو حضرت علی رضؓ نے اوس کی دیت بیت المال سے ادا کی۔

(۶۷) اگر چوٹ کی وجہ سے سر کی ہڈی ٹوٹ جائے یا سفیدی نظر آئے تو کیا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ فِی الْمُنَقِّلَۃِ خَمْسَ عَشَرَۃَ۔ کنز العمال ج۷ ص۱۰۱۔

اگر چوٹ کی وجہ سے سر کی ہڈی ٹوٹ جائے۔ یا سفیدی نظر آئے تو پندرہ اونٹ دیت

(۶۸) سفر میں زید بکر عمر نے ملکر کھانا کھایا زید کی تین روٹی بکر کی دو۔

عمر خالی جاتے وقت عمرؓ نے آٹھ روپے دیئے جو میں نے کھایا اسکا بدلہ ہے تقسیم میں نزاع ہو تو کیا؟

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ جَلَسَ رَجُلَانِ يَتَغَدَّيَانِ أَحَدُهُمَا مَعَهُ خَمْسَةُ أَرْغِفَةٍ وَمَعَ الْآخَرِ ثَلَاثَةُ أَرْغِفَةٍ فَلَمَّا وُضِعَ الْغَدَاءُ بَيْنَهُمَا مَرَّ بِهِمَا رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَقَالَا اجْلِسْ لِلْغَدَاءِ فَجَلَسَ وَأَكَلَ مَعَهُمَا وَاسْتَوَوْا فِي أَكْلِهِمُ الْأَرْغِفَةَ الثَّمَانِيَةَ فَقَامَ الرَّجُلُ فَطَرَحَ إِلَيْهِمَا ثَمَانِيَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ خُذُوهَا عِوَضًا مِمَّا أَكَلْتُ لَكُمَا وَنِلْتُهُ مِنْ طَعَامِكُمَا فَتَنَازَعَا فَقَالَ صَاحِبُ الْخَمْسَةِ الْأَرْغِفَةِ لِي خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَكَ ثَلَاثَةٌ وَقَالَ صَاحِبُ الْأَرْغِفَةِ الثَّلَاثَةِ لَا أَرْضَى إِلَّا أَنْ تَكُونَ الدَّرَاهِمُ بَيْنَنَا نِصْفَيْنِ فَارْتَفَعَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَقَصَّا عَلَيْهِ قِصَّتَهُمَا فَقَالَ لِصَاحِبِ الثَّلَاثَةِ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكَ صَاحِبُكَ وَخُبْزُهُ أَكْثَرُ مِنْ خُبْزِكَ فَارْضَ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا رَضِيتُ إِلَّا بِمُرِّ الْحَقِّ فَقَالَ عَلِيٌّ لَيْسَ فِي الْحَقِّ إِلَّا دِرْهَمٌ وَاحِدٌ وَلَهُ سَبْعَةُ دَرَاهِمَ فَقَالَ الرَّجُلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ قَالَ عَرِّفْنِي الْوَجْهَ فِي مُرِّ الْحَقِّ حَتَّى أَقْبَلَهُ فَقَالَ عَلِيٌّ أَلَيْسَ لِلثَّمَانِيَةِ الْأَرْغِفَةِ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ ثُلُثًا أَكَلْتُمُوهَا وَأَنْتُمْ ثَلَاثَةُ أَنْفُسٍ وَلَا يُعْلَمُ الْأَكْثَرُ أَكْلًا مِنْكُمْ وَلَا الْأَقَلُّ فَتُحْمَلُونَ فِي أَكْلِكُمْ عَلَى السَّوَاءِ قَالَ فَأَكَلْتَ أَنْتَ ثَمَانِيَةَ أَثْلَاثٍ وَإِنَّمَا لَكَ تِسْعَةُ أَثْلَاثٍ وَأَكَلَ صَاحِبُكَ ثَمَانِيَةَ أَثْلَاثٍ وَلَهُ خَمْسَةَ عَشَرَ ثُلُثًا أَكَلَ مِنْهَا ثَمَانِيَةً وَبَقِيَ لَهُ سَبْعَةٌ أَكَلَ صَاحِبُ الدَّرَاهِمِ وَأَكَلَ لَكَ وَاحِدٌ مِنْ تِسْعَةٍ فَلَكَ وَاحِدٌ بِوَاحِدِكَ وَلَهُ سَبْعَةٌ فَقَالَ الرَّجُلُ رَضِيتُ الْآنَ۔

کنز العمال ج ۲ ص ۲۰۵ و تاریخ الخلفاء للسیوطی ۔ ص ۶۹

زر بن حبیش کا بیان ہے کہ دو شخص روٹی کھانے بیٹھے تھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین تھیں کہ اتنے میں ایک تیسرا شخص آگیا اُن دونوں نے اُس کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا۔ اِن تینوں نے وہ آٹھ روٹیاں کھالیں۔ جب وہ تیسرا شخص جانے لگا تو اُس نے آٹھ درہم اُن کو دے کر کہا کہ جو کچھ میں نے کھایا ہے یہ اُس کا معاوضہ ہے۔ اُن دونوں میں اِن درہموں کی تقسیم میں جھگڑا پیدا ہُوا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا۔ اور تجھ کو رسدی حصّہ تین دونگا۔ تین روٹیاں والے نے کہا کہ میں برابر آدھا حصّہ لونگا۔ یہ قضیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے تین روٹیوں والے کو فرمایا کہ تو وہی لیلے جو تیرا ساتھی تجھ کو خوشی سے دے رہا ہے۔ کیونکہ اُس کی روٹیاں زیادہ تھیں۔ اور تیری کم تھیں۔ اُس نے کہا کہ واللہ میں کبھی راضی نہیں ہونگا جب تک میرا حق مجھ کو پورا نہیں ملیگا۔ آپ نے فرمایا اگر تو حق چاہتا ہے تو تیرا حصّہ ایک ہی درہم ہے۔ اور دوسرے کے سات ہیں اُس نے کہا سبحان اللہ یہ کس طرح۔ ذرا مجھ کو سمجھا دیجئے۔ تاکہ میں اُس کو منظور کرلوں آپ نے فرمایا۔ دیکھو کُل آٹھ روٹیاں تھیں۔ اور تم تین آدمی تھے۔ مساوی طور پر اُن کی تقسیم نہیں ہوسکتی۔ اِس لئے آٹھ کو تین پر ضرب دینے سے چوبیس ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کس نے کم کھایا یا کس نے زیادہ۔ اِس لئے لامحالہ ہم اِس کو تسلیم کریں گے۔ کہ سب نے ٹکڑے برابر کھائے۔ اِس لحاظ سے تمہاری تین روٹیوں کے تو ٹکڑے ہُوئے۔ جن میں سے تم نے آٹھ کھالئے۔ اور ایک بچ گیا۔ اور پانچ روٹیاں والے کے پندرہ ٹکڑے ہُوئے جن میں سے آٹھ اُس نے کھائے۔ تو سات باقی رہے۔ اب درہم دینے والے نے تیرا ایک ٹکڑا کھایا۔ اور اُس کے سات ٹکڑے کھائے۔ اِس لیئے تجھ کو ایک درہم ملنا چاہئے۔ اور تیرے

ساتھی کو سات درہم۔ یہ سُن کر اُس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہو گیا۔

(۶۹) اگر راستہ میں کنواں یا گڑھا یا کچھ ڈالنے سے صدمہ پہنچے تو کیا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا اَوْ عَرَضَ عُوْدًا فَاَصَابَ اِنْسَانًا ضَمِنَ۔ کنز العمال ج ۶ ص ۱۴۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے راستہ وغیرہ میں گڑھا کھُدوایا یا چوڑی لمبی لکڑی ڈالدی اور اُس سے کسی دوسرے کو نقصان پہنچا۔ تو وہ بقدر نقصان اُس کا ضامن ہے۔

(۷۰) اگر آزاد غلام کو قتل کر ڈالے تو مقدار دیت کیا۔

عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ عَلِیٍّ وَعُمَرَ فِی الْحُرِّ یَقْتُلُ الْعَبْدَ قَالَا فِیْہِ ثَمَنُہٗ مَا بَلَغَ۔ کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۰

حنف بن قیس راوی ہیں حضرت علیؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کہ دونوں فرماتے ہیں اگر آزاد حُر شخص نے غُلام کو قتل کر ڈالا۔ تو اُس کی قیمت کا تاوان دینا ہوگا۔

(۷۱) غلام کی دیت اُس کی قیمت

عَنْ عَلِیٍّ وَ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَا دِیَۃُ الْمَمْلُوْکِ ثَمَنُہٗ وَاِنْ ظَنَّ دِیَۃَ الْحُرِّ۔

حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما دونوں نے فرمایا کہ تاوان دیت غلام کی اُس کی قیمت کے برابر ہے۔ اور یہ بھی گمان گزرتا ہے کہ دیت حُر فرمایا۔

(۷۲) مقدار دیت مُسلم و یہودی و نصرانی و ذمّی

عَنْ اَبِیْ حَنِیفَۃَ عَنِ الْحَکَمِ بنِ عُتَیْبَۃَ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ دِیَۃُ الْیَھُوْدِیِّ وَالنَّصْرَانِیِّ وَکُلِّ ذِمِّیٍّ مِثْلُ دِیَۃِ الْمُسْلِمِ قَالَ اَبُوْ حَنِیفَۃَ وَھُوَ قَوْلِی۔ کنزل العمال جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۱۔

ابو حنیفہ امام اعظم۔ حکم بن عتیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا دیت تاوان یہودی اور نصرانی اور ہر کافر ذمی کا مثل دیت وتاوان مسلم کے ہے۔ اور ابو حنیفہ نے کہا کہ یہی میرا قول ہے۔ اس کی تحقیق فقہ میں ہے۔

(۷۳) حضرت عمرؓ کی جانب سے حضرت علیؓ کا قضا پر تقرر

عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ مَا اَتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاضِیًا حَتّٰی مَاتَ وَلَا اَبُوْ بَکْرٍ وَلَا عُمَرُ اِلَّا اَنَّہٗ قَالَ لِرَجُلٍ فِیْ اٰخِرِ خِلَافَتِہٖ اِکْفِنِیْ بَعْضَ اُمُوْرِ النَّاسِ یعنی عَلِیًّا۔ کنزل العمال ج ۲ صـ ۱۹۷۔

حضرت امام زہری نے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حینِ حیات تک کوئی قاضی مقرر نہیں فرمایا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ اسی طرح حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی۔ مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنے آخر خلافت میں۔ کہ مجھ کو بعض امور میں لوگوں کے تصفیہ کے لئے علیؓ کافی ہیں۔

(۷۴) بازار میں اپنے اپنے حدود سے تجاوز کرنا۔

عن الاصبغ بن نباتہ قال خرجت مع علی بن ابی طالب الی السوق فرأی اھل السوق قد جاوزوا امکنتھم فقال لیس ذلک الیھم سوق المسلمین کمصلی المسلمین من سبق الی شئ فھو لہ یومہ حتی یدعہ کنزل العمال ج ۲ صـ ۱۹۷۔

اصبغ بن نباتہ کا بیان ہے کہ میں حضرت علیؓ کی ہمراہی میں بازار کی طرف گیا۔
جب آپ نے اہلِ بازار کو دیکھا کہ وہ اپنے مقرر حدود سے متجاوز ہو کے آگے بڑھ کر
بیٹھے ہیں تو آپ نے فرمایا اُن کو یہ حق نہیں کہ اپنے حدود سے آگے بڑھ کر بیوپار کریں
بازار مسلمانوں کی مسجد کی طرح نہیں ہے کہ جہاں چاہیں بیٹھ جائیں۔ جس نے پہلے
جگہ حاصل کر لی وہ اُس کے چھوڑنے تک اُسی کی ہے۔

(۷۵) مع حلف ایک گواہ کے بیان پر فیصلہ

عن عروۃ بن الحرانی فی مسند قاضی ابو یوسف عن جعفر بن محمد
عن ابیہ عن علیؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بشہادۃ رجل واحد
مع یمین صاحب الحق وقضی بہ علیؓ بالعراق۔ کنز العمال ج ۲ ص ۲۰۲ ۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدعی کے حق
میں مدعی کی گواہی پر حلف کے ساتھ فیصلہ فرما دیا۔ اور حضرت علیؓ نے بھی عراق میں
اسی طرح حلفِ مدعی پر فیصلہ فرمایا۔

(۷۶) اگر کسی کو حمار یا فاسق یا خبیث یا کافر کہے تو کیا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ يَا كَافِرُ يَا خَبِيْثُ يَا
فَاسِقُ يَا حِمَارُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ حَدٌّ مَعْلُوْمٌ يُعَزِّرُهُ الْوَالِيْ بِمَا رَأٰى ۔
کنز العمال ج ۳ ص ۱۰۴ ۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے کسی کو کافر کہا
یا خبیث یا فاسق یا گدھا کہا تو اُس پر کوئی حد مقرر نہیں ہے لیکن حاکم وقت
کی رائے پر تعزیر ہے۔

(۷۷) فرقہ زنادقہ کا آگ میں جھوکنا۔

عن عکرمۃ قال اُتِی امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ بزنادقۃ فاحرقہم

نیل الاوطار جلد ۷ ص۹۷

حضرت علیؓ کے دربار میں زنادقہ لائے گئے تو آپ نے ان کو آگ میں جلا دیا۔

(۷۸) اسلام لا کر پھر کافر ہو تو کیا

عَنْ ابی موسیٰ اشعری انّ النبی صلّی اللہ علیہ وسلم قال لِعَلیٍّ اِذْھَبْ اِلی الیَمَنِ فلمّا قَدِمَ علیہِ اَلْقیٰ لَہٗ وِسَادَۃً وَ قَالَ اَنْزِل وَ اِذَا رَجُلٌ عِنْدَہٗ مُوْثِقٌ فقال ماھذا قال کان یہودیًا فاسلم ثُمَّ تَہَوَّدَ قال لا اجلس حتّٰی یُقْتَلُ قضاءُ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ ۔ بخاری و مسلم ۔ نیل ایضاً ج ۸ ص۹۵۔

ابوموسیٰ اشعری بیان کرتا ہے بتحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن کو روانہ فرمایا۔ جب آپ یمن پہنچے تو آپ کے لیے فرش بچھایا گیا۔ کہ آپ اس پر تشریف رکھیں۔ اتفاق سے آپ کے فرش کے نزدیک ایک شخص مشکیاں باندھا ہوا ہے آپ نے دریافت فرمایا یہ کیا واقعہ ہے۔ صاحب خانہ نے کہا یہ شخص پہلے یہودی تھا۔ پھر اسلام لا کر پھر یہودی ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کو قتل نہیں کروں گا۔

(۷۹) جو شخص حضرت علیؓ کو خالق رازق خدا کہے تو کیا

عَنْ شریک العامری قیل لِعَلیٍّ اَنَّ ھُنا قومًا علی باب المسجِدِ یزعمون انّک رَبُّہُم فَدَعَاھُمْ فقال لھُم وَیْلکُمْ مَا تقولُوْنَ قالُوْا اَنْتَ رَبُّنَا وَخَالِقُنَا

وَرَازِقُنَا قَالَ وَيْلَكُمْ إِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ مِثْلُكُمْ اٰكُلُ الطَّعَامَ كَمَا تَأْكُلُوْنَ
وَاَشْرَبُ كَمَا تَشْرَبُوْنَ اِنْ اَطَعْتُ اللّٰهَ اَثَابَنِيْ اِنْ شَاءَ وَاِنْ عَصَيْتُهٗ
خَشِيْتُ اَنْ يُعَذِّبَنِيْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَارْجِعُوْا فَاَبَوْا فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ غَدَوْا
عَلَيْهِ فَجَاءَ قَنْبَرُ فَقَالَ قَدْ وَاللّٰهِ رَجِعُوْا يَقُوْلُوْنَ ذٰلِكَ الْكَلَامَ فَقَالَ اَدْخِلْهُمْ
فَقَالُوْا كَذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ الثَّالِثُ قَالَ لَئِنْ قُلْتُمْ ذٰلِكَ لَاَقْتُلَنَّكُمْ بِاَخْبَثِ
قِتْلَةٍ فَاَبَوْا اِلَّا ذٰلِكَ فَاَمَرَ عَلِيٌّ اَنْ يُخَدَّ لَهُمْ اُخْدُوْدٌ بَيْنَ بَابِ الْمَسْجِدِ وَالْقَصْرِ
وَاَمَرَ بِالْحَطَبِ اَنْ يُطْرَحَ فِي الْاُخْدُوْدِ وَيُضْرَمَ بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ اِنِّيْ
طَارِحُكُمْ فِيْهَا اَوْ تَرْجِعُوْا فَاَبَوْا اَنْ يَرْجِعُوْا فَقَذَفَ بِهِمْ حَتّٰى اِذَا
احْتَرَقُوْا قَالَ اِنِّيْ اِذَا رَاَيْتُ اَمْرًا مُنْكَرًا ۔ اَوْقَدْتُ نَارًا وَدَعَوْتُ قَنْبَرًا۔
وَفِي الْمِلَلِ وَالنِّحَلِ اِنَّ الَّذِيْنَ اَحْرَقَهُمْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ طَائِفَةٌ مِنَ الرَّوَافِضِ
اِدَّعَوْا فِيْهِ الْاِلٰهِيَّةَ وَهُمُ السَّبَئِيَّةُ وَكَانَ كَبِيْرُهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَبَا يَهُوْدِيًّا
ثُمَّ اَظْهَرَ الْاِسْلَامَ ۔ نیل الاوطار ج ۷ ص ۱۹۲

شریک عامری کا بیان ہے کہ کسی اہل یمن نے علیؑ سے کہا کہ یہاں مسجد کے دروازے پر ایسے لوگ ہیں کہ وہ آپ کو رب تصور کرتے ہیں۔ آپ نے ان کو بلا کر فرمایا برا ہو تمہارا یہ تم کیا کہتے ہو ان لوگوں نے کہا آپ تو ہمارے پروردیگار ہیں اور آپ ہمارے پیدا کرنے والے اور رزق دینے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا برا ہو اسمیں شک نہیں۔ میں تو خدا کا بندہ مثل تمہارے ہوں۔ میں کھانا کھاتا ہوں مثل تمہارے اور پانی پیتا ہوں مثل تمہارے۔ اگر میں خدا کی فرمانبرداری کروں گا ثواب پاؤں گا۔ اگر نافرمانی کروں گا تو خوف ہے کہ مجھ کو بھی عذاب دے۔ تم خدا سے ڈرو۔ اور برے کاموں سے بچو اور اپنے قول سے باز آجاؤ۔ ان لوگوں نے اس سے انکار کیا۔ جب صبح ہوئی تو ان کو آپ کے دربار میں حاضر کیا۔ تو اتفاقاً آپ کا غلام قنبر بھی آگیا اور کہا کہ قسم ہے

خدا کی کیا یہ لوگ اپنی ہٹ سے باز آئے ہیں یا نہیں۔ حکم ہُوا کہ ان کو لے جاؤ اور وہ لوگ اسی طرح اپنی ہٹ پر قائم رہے۔ جب تیسرا دن ہُوا تو حاضر کیئے گئے تو آپؓ نے فرمایا اگر تم وہی اپنا کہو گے تو میں تم کو قتل کروں گا۔ اور سخت تر عذاب دونگا پھر وہ لوگ اپنے ہٹ سے باز نہیں آئے۔ اور وہی کہتے رہے کہ آپ ہمارے خدا پیدا کرنے والے رزاق ہیں۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ اِن کے لئے خندقیں کھودی جاویں درمیان مسجد و قصر شاہی کے جب خندقیں کھودی گئیں آگ تیار ہوگئی تو آپ نے اُن کو فرمایا یہ آگ تمہارے لئے تیار ہے۔ اگر اب بھی تم ارتداد سے باز آ جاؤ تو بہتر ہے ورنہ اِن میں تم کو ڈال دیا جائیگا۔ بالآخر وہ لوگ جب اپنے ارتداد سے باز نہیں آئے آپ نے اُن کو آگ میں جھونک دیا۔ اور ملل و نحل میں جن جن لوگوں کا آگ میں جلانے کا ذکر آیا ہے وہ ایک جماعت روافض سے تھی اُن کا دعویٰ حضرت علیؓ کی الوہیت کا تھا۔ وسبیہ لوگ تھے۔ اُن کا بڑا عبداللہ سبا یہودی تھا۔ پھر اُس نے اپنا اسلام بھی ظاہر کیا تھا۔

(۸۰) مزنیہ کو سو کوڑے اور رجم

كَانَ لِشُرَاحَةَ زَوْجٌ بِالشَّامِ وَ اَنَّهَا حَمَلَتْ فَجَاءَ مَوْلَاهَا اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ زَنَتْ وَ اِعْتَرَفَتْ فَجَلَدَهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ مِائَةً وَّرَجَمَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ نیل الاوطار ج صـ۲۲

شراحہ کا زوج شام کے ملک میں روپوش تھا اور شراحہ کو حمل رہ گیا تو اُس کا مولا لیکر حضرت علیؓ کے پاس آیا کہ اِس نے زنا کروایا ہے۔ پھر اُس نے اعتراف بھی کیا۔ تو آپ نے اُسکو سو کوڑا مارا اور جمعہ کے دن سنگسار کروا دیا۔

(۸۱) شطرنج کا کیا حکم؟

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّرْدُ وَ الشِّطْرَنْجُ مِنَ الْمَيْسِرِ - کنز العمال ج ۶ ص ۱۷۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نرد و شطرنج تو جوا ہے۔

دوسری روایت عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ يَلْعَبُوْنَ بِالشِّطْرَنْجِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ لَاَنْ يَمَسَّ اَحَدُكُمْ جَمْرَةً بَطْفَاءُ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَمَسَّهَا - کنز العمال ج ۶ ص ۱۷۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گذر ایک قوم پر ہؤا کہ وہ شطرنج سے کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا یہ تماثیل (تصاویر) کہ جس پر تم جمے ہوئے بیٹھے ہو اگر ایک تم سے آگ کی چنگاریوں سے کھیلتا تو بہتر ہوتا۔ اِس سے فائدہ تماثیل صورتیں جو تصور حقیقی شی کا ظاہر کریں ذی روح سے خواہ فوٹو ہو یا قلمی وغیرہ سے ہوں۔

(۸۲)

کھلاڑی شطرنج پر سلام نہیں

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا تُسَلِّمْ عَلٰى اَصْحَابِ النَّرْدِ شِيْرٍ وَالشِّطْرَنْجِ ۔

کھلاڑی شطرنج پر سلام نہیں۔

(۸۳)

گانے کی محبت میں کیا؟

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حُبُّ الْغِنَاءِ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْعُشْبَ کنز العمال ج ۷ ص ۷ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی یہی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی۔ آپ نے فرمایا غنا گانے کی محبت دل میں نفاق کو پیدا کرتی ہے۔ جیسے پانی ترکاریوں اور گھاس کو اُگاتا ہے۔

(۸۴)

قول کو دیکھنا نہ قائل کو

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرُوْا مَا قَالَ ؛

کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۲۳ ؛

حضرت علیؓ فرماتے ہیں من قال کو نہ دیکھو۔ بلکہ ما قال کو دیکھو ؛

(۸۵) حضرت علیؓ کا وعظ حضرت عمرؓ کو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِعَلِیٍّ عِظْنِیْ یَا اَبَا الْحَسَنِ قَالَ لَا تَجْعَلْ یَقِیْنَکَ شَکًّا وَلَا عِلْمَکَ جَہْلًا وَلَا ظَنَّکَ حَقًّا وَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَیْسَ لَکَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا مَا اَعْطَیْتَ فَاَمْضَیْتَ وَقَسَمْتَ فَسَوَّیْتَ وَلَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ قَالَ صَدَقْتَ یَا اَبَا الْحَسَنِ ۔ کنز العمال ج صہ ۳۶۶

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ نصیحت کیجئے یا ابوالحسن آپ نے فرمایا اپنے یقین پر بھروسہ مت کر اور نہ نامعلوم عمل پر اور نہ حق پر گمان کر۔ خوب جان تو وہی ہے تیرے لئے جو تم نے خیرات کیا اور گزر گیا۔ اور تقسیم کیا وہ پہنچ گیا۔ اور پہنا بودا کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوالحسن تو نے سچ کہا۔

(۸۶) حضرت علیؓ کے احکام دنیا و آخرت کے لئے

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَیْسَ الْخَیْرُ اَنْ یَّکْثُرَ مَالُکَ وَوَلَدُکَ وَلٰکِنَّ الْخَیْرَ اَنْ یَّکْثُرَ عِلْمُکَ وَیَعْظُمَ حِلْمُکَ وَتُبَاہِیَ فِیْ عِبَادَۃِ رَبِّکَ اِنْ اَحْسَنْتَ حَمِدْتَ اللّٰہَ وَاِنْ اَسَأْتَ اِسْتَغْفَرْتَ اللّٰہَ لَا خَیْرَ فِی الدُّنْیَا اِلَّا لِرَجُلَیْنِ رَجُلٌ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَھُوَ یَتَدَارَکُ ذٰلِکَ بِتَوْبَۃٍ اَوْ رَجُلٌ سَارَعَ فِیْ دَارِ الْاٰخِرَۃِ

کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۲۶ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کثرت مال و اولاد ہونا کوئی نیکی نہیں۔ بلکہ نیکی یہ ہے

کثرت سے عمل نیک کرنا۔ اور حلم کو ترقی دینا اور عبادت الٰہی میں انتہی درجہ کی کوشش کرنا۔ اگر تو نے نیکی کی تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کر۔ اگر تجھ سے کوئی برائی صادر ہوا اللہ تعالیٰ سے اسکی معافی چاہئے دنیا میں دو شخص بہتر ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی گناہ کیا تو فوری توبہ کی طرف متوجہ ہوگیا۔ دوسرا وہ ہے کہ آخرت کے کام میں مصروف ہے۔

۸۷

کیا غیر مسلم کے قتل میں مسلم قتل کیا جائیگا

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِیٍّ ھَلْ عِنْدَ کُمْ شَیْءٌ مِنَ الْوَحْیِ مَا لَیْسَ فِی الْقُرْاٰنِ فَقَالَ لَا وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَأَ النَّسَمَۃَ اِلَّا فَہْمًا یُعْطِیْہِ اللّٰہُ رَجُلًا فِی الْقُرْاٰنِ وَمَا فِیْ ھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃِ وَقُلْتُ مَا فِیْ ھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِکَاکُ الْاَسِیْرِ وَاَنْ لَّا یُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ۔ رواہ احمد والبخاری والنسائی وابوداؤد والترمذی نیل ج۶ ص۲۸۰

ابو جحیفہ کا بیان کہ میں نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا آپ کے پاس سوائے قرآن کے اور کچھ وحی سے آسمانی احکام ہیں۔ آپنے فرمایا قسم ہے اس ذات باری کی جس نے دانہ سے درخت پیدا کیا اور پانی سے انسان کو مگر فہم وعقل ہے جسکو خدا چاہے عطا فرماوے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ اس صحیفہ میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا دیت تاوان نفس اور قیدیوں کے احکام ہیں اور مسلم کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جاوے۔

فائدہ

سوال کی وجہ یہ تھی ایک جماعت شیعہ سے اس طرف گئی ہے کہ اہل بیت کے پاس سوا اس قرآن کے اور بھی وحی آسمانی احکام ہیں۔

فی الطلاق وغیرہا

(۸۸) اگر مرد نے طلاق عورت کے قبضہ میں دی تو کیا؟

عَنْ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ اِذا جَعَلَ امرھا بید ھا فا لقضاء مَا قضت ھی وغیر ھا سواء وَ ھو بید ھا حتّٰی تتکلّم ۔ کنز ج۳ ص۱۸۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب مرد نے اپنی عورت کے ہاتھ میں طلاق کا اختیار دیدیا تو عورت کو اختیار ہے جبتک وہ اپنے نفس کو طلاق نہ دے یعنے دینا نہ دینا اُس کے ہاتھ میں ہے۔

(۸۹) طلاق بالشرط میں رجوع کا مالک ہے

عَنْ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فی رجل وھب امرأتہ لاھلھا فقال اِنْ قبلُوھا فھی تطلیقۃ و اِن ردّوھا و ھی واحدۃ و ھو أملك برجعتہا کنز جلد ۳ صفحہ ۱۸۴۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنی عورت کو کچھ ہبہ کیا کہ یہ اپنے اہل کو دے دے۔ پھر کہا اگر اُنہوں نے قبول کر لیا تو طلاق ہے۔ اور اگر اُنہوں نے واپس کر دیا تو ایک طلاق ہے۔ اب یہ رجعت کا مالک ہے کہ رجوع کرلے۔

(۹۰) اگر مرد نے طلاق کا مالک عورت کو کیا تو کیا

عَنْ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قال اذا ملك الرجل امرأتہ مَرّۃً واحدۃً فَاِنْ

قضت فلیس له من اَمرِها شیء و ان لم تقض فھی واحدۃ و امرھا الیہ۔ کنز جلد ۳۔ صفحہ ۲۸۴۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے اپنی عورت کو طلاق کا مالک کر دیا اگر عدت گزر گئی ہے تو اب مرد کو حق زوجیت باقی نہیں ہے۔ اور اگر عدت باقی ہے تو ایک طلاق ہے۔ پھر اُس کو اختیار ہے۔

(۹۱) اگر مرد نے عورت کو ایک ہزار طلاق دی تو کیا

حبیب بن ثابت عن بعض اصحابہٖ قال جاء رجل الی علیؑ فقال طلقت امرأتی الفًا قال ثلاث تحرمھا علیک و اقسم سائرھا بین نسائک"

حبیب بن ثابت کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ کے پاس آکر کہا میں نے اپنی جورو کو ایک ہزار طلاق دیں ہیں آپ نے فرمایا تین طلاقوں نے تو تیری عورت کو تجھ پر حرام کر دیا۔ باقی ماندہ طلاقوں کو دوسری عورتوں پر تقسیم کر دے۔

(۹۲) اگر مرد نے عورت کو اپنے پر حرام کیا تو کیا؟

اِنَّ عَدی بن قیس احد بنی کلاب جعل امرأته عَلَیۡہِ حرامًا فقال له علی من ابی طالب وَالّذی نفسی بیدہٖ لئن مسیتھا قبل اَن تزوج غیرك لأرجمنّك۔ کنز جلد ۳ صفحہ ۴۸۳۔

عدی بن قیس نے اپنی عورت کو اپنے پر حرام کر لیا یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہُوا تو آپ نے فرمایا قسم ہے خدا کی اگر اب تو نے اُس سے جماع کیا تو تجھ کو سنگسار کروں گا۔ جب تک وہ دوسرا شوھر نہ کر لے۔

(۹۳) طلاق مُکرَہ (جبریہ) میں

عَنْ علی رضی اللہ عنہ اِنّہ کان لا یری طلاق المکرہ شیئا (")
حضرت علی رضی اللہ عنہ طلاق مُکرَہ کو باطل قرار فرماتے تھے۔

(۹۴) طلاق کم سن کی۔

عَنْ عَلِیّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قال لا یجوز علی الغلام طلاق حتّٰی یحتلم (")
حضرت علی رضی اللہ عنہ طلاق نابالغ کو صحیح قرار نہیں دیتے تھے جب تک کہ حد بلوغ کو نہ پہنچے۔

(۹۵) اگر مرد عورت سے مال لیکر نکاح کرلے پھر طلاق دیدے تو مال و مہر میں کیا؟

عَنْ عَبدِالاَعْلَی التَّغْلَبِیّ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ شُرَیْحٍ فَجَاءَتْ اِمْرَأَۃٌ وَقَالَتْ یَا اَبَا اُمَیَّۃَ اَنَّ ھٰذَا الرَّجُلَ اَتَانِیْ وَلَا یَرْجُواَنْ یَتَزَوَّجَنِیْ فَقُلْتُ لَہٗ ھَلْ لَکَ اَنْ تَزَوَّجَنِیْ فَقَالَ اَسْتَجِرْ مِنْ لِیْ فَرَوَّجْتُہٗ نَفْسِیْ وَاَعْطَیْتُہٗ مِنَ الَّذِیْ لِیْ اَرْبَعَۃَ الاٰفِ دِرْھَمٍ وَ اَتْجَرْتُہٗ فِیْ مَالِیْ حَتّٰی عَمَرَ مَالَہٗ فِیْ مَالِیْ کَالرَّقَلَۃِ فِیْ جَنْبِ لبَعِیْرٍ فَزَعَمَ اَنَّہٗ مُطَلِّقِیْ وَمُتَزَوِّجٌ عَلَیَّ فَقَالَ شُرَیْحٌ لِلرَّجُلِ مَا تَقُوْلُ قَالَ صَدَقَتْ فَقَالَ شُرَیْحٌ لِلمَلَاءِ حَوْلَہٗ فَزَعَمُوا اَنَّ عَلِیًّا اَتَاہُ بِمِثْلِ الَّذِیْ اَتَاکَ فَقَالَ اَنْتَ اَحَقُّ بِالطَّلَاقِ وَالنِّکَاحِ مَا بَیْنَکَ وَ بَیْنَ اَرْبَعِ نِسْوَۃٍ فَاِنْ طَلَّقْتَ فَالطَّلَاقُ بِیَدِکَ وَ اَرْدُدْ عَلَیْھَا مَا لَھَا وَ مِثْلَہٗ مِنْ مَالِکَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِھَا فَقَالَ شُرَیْحٌ ھٰذَا الَّذِیْ بَلَغَنَا عنہ وَھُوَ قَضَائِیْ بَیْنَکُمَا قَوْمًا۔ کنز العمال ج ۳ ص ۱۱۰ ۔

عبدالاعلی ثعلبی کا بیان ہے کہ میں قاضی شریح کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ ایک عورت نے آکر کہا اے ابا اُمیہ یہ شخص میرے پاس آیا بغیر کسی ارادہ نکاح کے۔ میں نے اُس کو کہا کیا مجھ سے نکاح کرسکتا ہے۔ اُس نے کہا کیا تو تجارت میں امداد کرسکتی ہے۔ میں نے اُس سے نکاح کرلیا۔ اور چار ہزار درہم جو میرا مال تھا اُسکو دیدی۔ اُس نے اُس کو اپنے مال میں شریک کرکے تجارت کی۔ بیوپار میں خوب ترقی اور فائدہ ہُوا۔ اونٹوں کے کجاؤں پر بہو گئے۔ اب یہ مجھ کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ قاضی نے اُس سے دریافت کیا۔ کیا اِس کا بیان صحیح ہے۔ اُس نے کہا کہ سب سچ ہے قاضی شریح نے حاضرین مجلس سے کہا کہ مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ ایسا مقدمہ حضرت علیؑ کے پاس بھی آیا تھا۔ تو آپ نے اُس میں یوں فیصلہ کیا ہے۔ کہ مرد کو کہا کہ طلاق تیرے ہاتھ میں ہے اور تو دوسرا نکاح کرسکتا ہے۔ چار عورتوں تک۔ اگر تو نے اِس عورت کو طلاق دیدی تو اُس کا مال جو تو نے لیا ہے وہ واپس کردے۔ پھر اُسی قدر اور مال اُسکو دے۔ کہ تو نے اُس کے نفس سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ پس یہی فیصلہ تمہارے لئے بھی کافی ہے۔

(۹۶)

اگر مرضعہ مطلقہ کو زمانہ دراز تک حیض نہ آوے بصورت موت زوج عدت و ترکہ کیا؟

عن ابن جریج عن عبد اللہ بن ابی بکر ان رجلا من الانصار یقال لہ حبان بن منقذ طلق اِمرأتہٗ وھو صحیحٌ وھی ترضع اِبنتہٗ فمکثت سبعۃ عشر شھرًا لا تحیض یمنعھا الرضاع ثم مرض بعد ان طلقھا سبعۃ اشھرٍ او ثمانیۃ اشھرٍ فقیل لہٗ ان اِمرأتک ترید ان ترث فقال لاھلہٖ احملونی الی عثمان فحملوہ الیہ فذکر لہ شان اِمرأتہٖ

وَعِنْدَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُمَا عُثْمَانُ مَا تَرَيَانِ
فَقَالَا نَرَىٰ اَنَّهَا تَرِثُهُ اِنْ مَاتَ وَيَرِثُهَا اِنْ مَاتَتْ فَاِنَّهَا لَيْسَتْ
مِنَ الْقَوَاعِدِ اللَّاتِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ وَلَيْسَتْ مِنَ الْاَبْكَارِ اللَّاتِي لَمْ يَبْلُغْ
الْمَحِيضَ ثُمَّ هِيَ عَلَىٰ عِدَّةِ حَيْضِهَا مَا كَانَ مِنْ قَلِيلٍ اَوْ كَثِيرٍ فَرَجَعَ حَبَّانُ
اِلَىٰ اَهْلِهِ وَاَخَذَ ابْنَتَهُ فَلَمَّا فَقَدَتْ مِنَ الرِّضَاعِ حَاضَتْ حَيْضَةً
ثُمَّ حَاضَتْ حَيْضَةً اُخْرَىٰ ثُمَّ تُوُفِّيَ حَبَّانُ قَبْلَ اَنْ تَحِيضَ الْحَيْضَةَ الثَّالِثَةَ
فَاعْتَدَّتْ عِدَّةَ الْمُتَوَفَّىٰ عَنْهَا زَوْجُهَا وَوَرِثَتْهُ۔ کنز العمال ج۳ - ص۱۷۸

ابن جریج عبداللہ بن ابو بکر سے روایت کرتا ہے۔ کہ ایک شخص انصار سے جس کو حبّان بن
منقذ کہتے تھے۔ اُس نے اپنی بیوی کو طلاق بحالت صحت دیدی اُس کی بیوی اُس کے
بچہ کو دودھ پلاتی تھی سترہ مہینے گزر گئے اُس عورت کو حیض نہیں آیا۔ نہ آنے کا سبب اُسکے
بچہ کو دودھ پلانا تھا۔ پھر وہ حبّان بن منقذ بیمار ہو گیا۔ سات یا آٹھ ماہ تک بیمار رہا۔
کسی نے حبان کو کہا تیری بیوی تیری وارث بننا چاہتی ہے۔ حبّان نے اپنے لوگوں سے کہا
کہ مجھ کو حضرت عثمان کے پاس لے چلو۔ جب اُن کے پاس آیا تو حضرت علی ابن ابیطالب
اور زید بن ثابت دونوں تشریف فرما تھے۔ حضرت عثمان سے اُس شخص نے اپنی بیوی کا
مقصد بیان کیا تو حضرت عثمان نے اُن دونوں صاحبوں سے دریافت فرمایا۔ کہ اِس
مسئلہ میں تمہاری کیا رائے ہے۔ دونوں نے فرمایا ہماری رائے میں اگر حبان مر گیا
تو اُس کی بیوی وارث ہو گی۔ کیونکہ نہ یہ عورت ایسی بُڈھی ہے کہ اُس کو حیض نہ آتا ہو اور
نہ ایسی کم سن لڑکی ہے۔ کہ اُس کو اب تک حیض ہی نہیں آیا۔ اُس کی عدت اُس کا
حیض آنا ہے۔ چاہے وہ کم مدت میں آئے۔ یا زیادہ مدت میں۔ حبّان نے اپنے
گھر آکر اپنے بچہ کو لے لیا۔ جب اُس عورت کا بچہ کو دودھ پلانا موقوف ہو گیا تو اُس کو
حیض آنا شروع ہو گیا۔ چنانچہ ایک حیض آیا۔ پھر دوسرا بھی آیا۔ لیکن اتفاق سے اُس کے

بعد حبّان کا انتقال ہو گیا۔ قبل اس کے کہ اُس کو تیسرا حیض آتا پس اُس عورت نے عدت متوفی عن زوجہا پوری کر کے اپنے شوہر حبّان بن منقذ کی وارث ہو گئی۔

عجیب الخلقت دو بدن دو بطن چار ہاتھ دو سر دو فرج دو پاؤں میں ترکہ کیا

عن سعید بن جبیر قال اتی عمر بن الخطاب بامرأۃ قد ولدت ولدا لہ حلقتان و بدنان و بطنان واربعۃ ایدٍ و راسان و فرجان ھذا فی النصف الاعلی واما فی الاسفل فلہ فخذان و ساقان و رجلان مثل سائر الناس فطلبت المرأۃ میراثھا من زوجھا وھو ابو ذلک الخلق العجب فدعا عمر باصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشاورھم فلم یجیبوا فیہ شیء فدعا علی بن ابی طالب فقال علی ان ھذا امر یکون لہ نبأ فاحبسھا واحبس ولدھا واقبض مالھم واقام لھم من یخدمھم وانفق علیھم بالمعروف ففعل عمر ذلک ثم ماتت المرأۃ وشب الخلق وطلب المیراث فحکم علی بان یقام لہ خادم خصی یخدم فرجیہ ویتولی منہ ما تتولی الامھات ما لا یحل لاحد سوی الخادم ثم ان احد البدنین طلب النکاح فبعث عمر الی علی فقال لہ یا ابا الحسن ما تجد فی امر ھذین ان اشتھی احدھما شھوۃ خالفہ الاخر وان طلب الاخر حالۃ طلب الذی یلیہ ضدھا حتی انہ فی ساعتنا ھذہ طلب احدھما الجماع فقال علی اللہ اکبر ان اللہ احلم واکرم من ان یری عبدا اخاہ وھو یجامع اھلہ ولکن عللوہ ثلاثا فان اللہ سیقضی قضاء فیہ ما طلب ھذا الا عند الموت

فعاش بعدھا ثلاثة ایام و مات فجمع عمر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشاورھم فیہ قال بعضہم اقطعہ حتی یبین الحی من المیت و تکفنہ و تدفنہ فقال عمرؓ ان ھذا الذی تشیرتم لعجب ان نقتل حیا لحال ضم الجسد الحی فقال اللہ حسبکم تقتلونی و انا اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقرأ القرآن فبعث الی علی فقال یا ابا الحسن احکم فیما بین ھذا الخلیقین فقال علیؓ الامر فیہ اوضح من ذلک واسھل و ایسر الحکم ان تغسلوہ و تکفنوہ و تدعوہ مع ابن امہ یحملہ الخادم مشی اذا فیعاون علیہ اخاہ فاذا کان بعد ثلاث جف فاقطعوہ جافا ویکون موضعہ حتی لا یألم فانی اعلم ان اللہ لا یبقی الحی بعدہ اکثر من ثلاث ساری برائحۃ نتنہ و جیفتہ ففعلوا ذلک فعاش الاخر ثلاثۃ ایام و مات فقال عمر یا ابن ابی طالب فما زلت کاشف کل شبھہ و موضح کل حکم ۔

کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۷۹ ۔

سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت ایسے لڑکے کو لائی جس کے دو پیر دو بدن دو پیٹ چار ہاتھ دو سر دو فرج تھے اُس کے باپ کی ترکہ کی طالب تھی۔ کہ (بوجہ دو بدن ہونے کے) حضرت عمر نے صحابہ سے مشورہ لیا ان میں کیا کیا جاوے کسی نے جواب نہ دیا آخر آپ نے حضرت علی سے رائے لی۔ آپ نے فرمایا اِس فیصلہ میں سخت امتحان ہے۔ پہلے تو اِس عورت کو روک دو۔ اور اُس کے مال پر قبضہ کرلو۔ اور ان کے لیئے خادم مقرر کر دو کہ وہ اُن کی خدمت کرے۔ اور بقدر ضرورت کے اُس کے مال سے اُن پر خرچ کرے۔ حضرت عمر نے ایسا ہی کیا۔ پھر ان کی ماں بھی مرگئی۔ ورثا نے میراث کے لئے ہجوم کیا۔ تو حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ انکے لئے خصی خادم مقرر کیجاوے کہ اُن کی شرمگاہوں کو دھوئے۔ اور ماں کی طرح اُن کی

خدمت کرے۔ اور بجز خادم کے دوسرا اُن کو نہ چھوئے۔ پھر اتفاق سے ایک میں شہوت جماع پیدا ہوئی۔ جو ایک دوسرے کے خلاف تھی۔ تھوڑے عرصہ میں دونوں میں خواہش جماع پیدا ہوئی۔ پھر حضرت علی نے فرمایا اللہ تعالیٰ بہت بڑا حلیم و کریم ہے۔ بھائی بہن سے خواہش جماع کرتا ہے۔ لیکن اُن کو تین دن تک چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان کوئی نہ کوئی فیصلہ کرے گا۔ یہ اُن کی خواہش نہیں ہے مگر موت کی علامت ہے۔ پس تین دن میں ایک مرگیا۔ پھر حضرت عمر نے صحابہؓ سے مشورہ لیا۔ بعض نے کہا مردہ کو قطع کر دینا چاہیئے۔ تاکہ زندہ محفوظ رہے اور قطع شدہ کو کفن دفن کر دینا۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا تمہارا مشورہ عجیب ہے۔ گویا ہم نے زندہ کو قتل کر ڈالا۔ پھر اُس زندہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے کو کافی ہے کیا تم مجھ کو قتل کرتے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالیٰ دوسرا معبود نہیں ہے۔ اور محمدؐ اُس کا رسول ہے۔ اور میں قرآن پڑھتا ہوں۔ پھر حضرت عمر نے حضرت علی کو طلب فرمایا۔ ابوالحسن اِن دونوں عجیب الخلقت میں فیصلہ کیجئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اُن کا فیصلہ بہت واضح و سہل ہے۔ وہ یہ کہ مردہ حصہ کو غسل دیکر کفن پہنا دینا اور اُس کے بھائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اور ایک خادم اُس کے لیئے مقرر کرنا۔ کہ وہ اُس کو تھام رکھے جہاں یہ جائے اور وہ اِس مردہ کی اعانت کرے۔ تین روز تک خشک ہو جائیگا۔ اُس وقت خشک شدہ حصہ کو کاٹو گے تو زندہ حصہ تکلیف نہیں پائیگا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا خدا سے اُمید ہے۔ کہ یہ زندہ تین روز سے زیادہ زندہ نہیں رہیگا۔ بوجہ بدبو و سمیت کے۔ پھر ایسا ہی کیا تین دن میں زندہ بھی مرگیا۔ اُس وقت حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوالحسن آپ ہمیشہ ہر ایک مشکل کو سہل۔ اور ہر ایک حکم کو واضح کر دیتے ہو۔

اگر مرد عورت کی معاشرت میں اختلاف ہو تو دو حکم

جَاءَ رَجُلٌ وَ اِمْرَأَةٌ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَمَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْہُمَا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَاَمَرَھُمْ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَبَعَثُوْا حَکَمًا مِنْ اَھْلِھِمْ ثُمَّ قَالَ لِلْحَکَمَیْنِ تَدْرِیَانِ مَا عَلَیْکُمَا عَلَیْکُمَا اِنْ رَأَیْتُمَا اِنْ تَجْمَعَا اَنْ تَجْمَعَا وَاِنْ رَاَیْتُمَا اِنْ تُفَرِّقَا اَنْ تُفَرِّقَا قَالَتِ الْمَرْأَۃُ رَضِیْتُ بِکِتَابِ اللّٰہِ بِمَا عَلَیَّ فِیْہِ وَلِیْ وَقَالَ الزَّوْجُ اَمَّا الْفِرَاقُ فَلَا فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَذَبْتَ وَاللّٰہِ حَتّٰی تُقِرَّ بِمِثْلِ مَا اَقَرَّتْ ۔ کنز ج ۳ صہ ۳۰۵

ایک مرد ایک عورت دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ہر ایک کے ساتھ صدہا لوگ تھے۔ آپ نے اُن کو حکم دیا تم دونوں اپنے اپنے اہل سے ایک ایک حکم لاؤ۔ وہ جب آئے تو آپ نے اُن دونوں حکموں سے فرمایا۔ کہ تم جانتے ہو تم پر کیا فرض ہے۔ اس مقدمہ میں تم پر یہ فرض ہے کہ تم دونوں غور سے دیکھو۔ کہ اگر ان دونوں میں اتفاق ہوسکے تو اتفاق کرادو۔ اور اگر تفریق مناسب دیکھو تو تفریق کرادو عورت نے کہا میں کتاب اللہ پر راضی ہوں۔ جو مجھ پر حکم ہو۔ اور مرد نے کہا میں تفریق سے راضی نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ قسم ہے خدا کی جب تک تو عورت کی طرح اقرار نہ کرے۔

بیدہٖ عقدۃ النکاح کے کیا معنے

(۹۹)

عَنْ عِیْسٰی بْنِ عَاصِمٍ عَنْ شُرَیْحٍ قَالَ سَاَلَنِیْ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ الَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ قَالَ قُلْتُ ھُوَ الْوَلِیُّ قَالَ لَا بَلْ ھُوَ الزَّوْجُ ۔ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۲۵۱۔

عیسٰی بن عاصم کا بیان ہے کہ قاضی شُریح سے حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا۔ کہ اَلَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ سے مراد کون ہے۔ قاضی شُریح نے کہا ولی ہے

آپ نے فرمایا نہیں بلکہ شوہر مراد ہے۔

۱۰۰

زید ہندہ سے نکاح کرکے غائب ہوجاوے اور ہندہ نکاح ثانی کے بعد کسی

عَنْ عِمْرَانَ بن كَثِيْرِ النَّخَعِي اَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ الْحُرِّ تَزَوَّجَ جَارِيَةً مِنْ قَوْمِهِ يُقَالُ الدَّرْدَاءُ زَوَّجَهَا اِيَّاهُ اَبُوْهَا فَانْطَلَقَ عُبَيْدُ اللهِ فَلَحِقَ بِمُعَاوِيَةَ فَاَطَالَ الْغَيْبَةَ عَلَى امْرَاَتِهِ وَمَاتَ اَبُو الْجَارِيَةِ فَزَوَّجَهَا اَهْلُهَا مِنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ عِكْرَمَةُ فَبَلَغَ ذَالِكَ عُبَيْدُ اللهِ فَقَدِمَ فَخَاصَمَهُمْ اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ الْمَرْاَةَ وَكَانَتْ حَامِلًا مِنْ عِكْرَمَةَ فَوَضَعَهَا عَلٰى يَدَيْ عَدْلٍ فَقَالَتِ الْمَرْاَةُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَا اَحَقُّ بِمَالِيْ اَوْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْحُرِّ قَالَ بَلْ اَنْتِ اَحَقُّ بِذٰلِكَ قَالَتْ اُشْهِدُكَ اَنَّ كُلَّ مَا كَانَ لِيْ عَلٰى عِكْرَمَةَ مِنْ شَيْءٍ مِنْ صِدَاقٍ فَهُوَ لَهُ فَلَمَّا وَضَعَتْ رَدَّهَا اِلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْحُرِّ وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِاَبِيْهِ ۔ بیہقی ج ۷ ص ۱۴۱۔

عمران بن کثیر نخعی کا بیان ہے کہ عبیداللہ بن حُر نے اپنی قوم کی ایک باندی سے نکاح کرلیا تھا اُس کا نام دردا تھا۔ اُس کا نکاح اُس کے باپ نے کردیا تھا۔ عبیداللہ معاویہ کے پاس چلاگیا ایک زمانہ دراز تک غائب رہا۔ اور باندی کے باپ کا بھی انتقال ہوگیا تو اُس کے لوگوں نے ایک عکرمہ نامی سے نکاح کردیا۔ یہ خبر عبیداللہ کو جب پہنچی تو اُس نے آکر حضرت علی رضؓ کے پاس اپنا مقدمہ دائر کیا۔ آپ نے اُس باندی کو عبیداللہ کے حوالہ کیا۔ اور وہ عکرمہ سے حاملہ تھی۔ اُس باندی کا ایک نیک شخص کے گھر میں وضع حمل کرایا۔ پھر اُس جاریہ نے حضرت علی رضؓ سے کہا کہ میں اپنے مال کی مالک ہوں یا

عبید اللہ۔ آپ نے فرمایا تو اپنے مال کی مالک ہے باندی نے کہا جس قدر میرا مال اور مہر ہے۔ وہ عکرمہ کے لئے ہے۔ جب وضع حمل ہو چکا تو آپ نے باندی کو عبید اللہ کے حوالہ کر دیا۔ اور لڑکا اپنے باپ کے سپرد کیا گیا۔ یعنی عکرمہ کے۔

(۱۰۱)

اگر عورت چھ ماہ میں بچہ جنے تو کیا

اَخْبَرَنَا اِبْنُ بُکَیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اُتِیَ بِاِمْرَأَۃٍ قَدْ وَلَدَتْ فِیْ سِتَّۃِ اَشْہُرٍ فَاَمَرَ بِہَا اَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَیْسَ ذٰلِکَ عَلَیْہَا قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا وَفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ وَقَالَ وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ فَالرَّضَاعَۃُ اَرْبَعَۃٌ وَعِشْرُوْنَ شَہْرًا وَالْحَمْلُ سِتَّۃُ اَشْہُرٍ فَاَمَرَ بِہَا عُثْمَانُ اَنْ تُرَدَّ فَوُجِدَتْ قَدْ رُجِمَتْ۔

بیہقی ج ۷، ص ۴۴۳

مالک سے مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لائے جو چھ مہینے میں بچہ جنی تھی آپ نے اُس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ حمل اور دودھ چھڑائی کے تیس ماہ ہیں دودھ چھڑانے کے دو سال۔ پھر فرماتا ہے کہ مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں۔ یعنی ایام رضاعت کامل دو برس ہیں تو دو برس کے چوبیس مہینے جب چوبیس مہینے نکل گئے تو چھ مہینے حمل کے رہے۔ حضرت عثمان نے یہ سُن کر عورت کو سنگسار سے واپس لانے کا حکم دیا۔ تو معلوم ہوا کہ سنگسار ہو چکی ہے۔

(۱۰۲)

شراب کے پینے میں سزا کی مقدار

اَنَّ الشُّرَّابَ کَانُوْا یُضْرَبُوْنَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْاَیْدِیْ وَالنِّعَالِ وَالْعِصَاءِ وَفِیْ عَھْدِ اَبُوْبَکْرٍ یَجْلِدُھُمْ اَرْبَعِیْنَ جَلْدَۃً فَقَامَ مِنْ بَعْدِہٖ عُمَرُ فَجَلَدَھُمْ کَذٰلِکَ اَرْبَعِیْنَ فَقَالَ عُمَرُ فَمَاذَا تَرَوْنَ فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نَرٰی اَنَّہٗ اِذَا شَرِبَ سَکِرَ ھَذٰی وَاِذَا ھَذٰی اِفْتَرٰی وَعَلَی الْمُفْتَرِیْ ثَمَانُوْنَ جَلْدَۃً فَاَمَرَ عُمَرُ فَجَلَدَ ثَمَانِیْنَ۔ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ مثل بخاری ومسلم ومستدرک ج۴ ص۳۷۶۔

تحقیق شراب کی حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہاتھ اور جوتے اور لکڑی سے مارنا تھا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے زمانۂ خلافت میں چالیس کوڑے مقرر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی سزا تھی۔ مگر پھر حضرت عمر نے صحابہ سے اس بارے میں مشورہ لیا کہ تمہاری کیا رائے ہے شراب کی حد میں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا میرے نزدیک جب انسان نے شراب پی تو اُسے نشہ ہُوا۔ جب نشہ ہُوا تو ہذیان بکنے لگا۔ جب ہذیان ہوا تو افترا پردازی کرنے لگا اور مُفتری پر اسّی کوڑے ہیں۔ پھر حضرت عُمر نے بھی اسّی کوڑے قائم کر دیئے۔ شراب پینے کی سزا۔

اگر چند افراد مل کر سفر کریں ایک بے پتہ ہو تو تحقیق حکم کیا

(۱۰۳)

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ وَھْبٍ قَالَ خَرَجَ قَوْمٌ وَصَحِبَھُمْ رَجُلٌ فَقُدِمُوْا وَلَیْسَ مَعَھُمْ فَاتَّھَمَھُمْ اَھْلُہٗ فَقَالَ شُرَیْحٌ شُھُوْدُکُمْ اَنَّھُمْ قَتَلُوْا صَاحِبَکُمْ وَاِلَّا حَلَفُوْا بِاللّٰہِ مَا قَتَلُوْہُ فَاَتَوْا بِھِمْ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَعِیْدٌ وَاَنَا عِنْدَہٗ فَفَرَّقَ بَیْنَھُمْ فَاعْتَرَفُوْا قَالَ فَسَمِعْتُ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ اَنَا اَبُوْالْحَسَنِ الْقَوْمِ فَاَمَرَ بِھِمْ عَلِیٌّ رض فَقُتِلُوْا۔ بیہقی ج۸ ص۴۸

سعید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ ایک قوم سفر کو روانہ ہوئی اُن کے ساتھ ایک اور

شخص بھی شریک سفر ہو گیا۔ جب وہ لوگ سفر سے واپس آئے تو وہ شخص اُن کے ساتھ نہیں تھا۔ اُس کے اہل و عیال نے قاضی شریح کے پاس قتل کا دعویٰ پیش کیا۔ قاضی شریح نے شہود طلب کئے اِس امر کے کہ اُنہوں نے ہی اُسے قتل کیا۔ اگر شہود نہ ہوں تو اُن سے قسم لی جائے خدا کی کہ اُنہوں نے اُس کو قتل نہیں کیا۔ پھر یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہُوئے۔ سعید بن وہب کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس موجود تھا۔ آپ نے مدعٰی علیہم کو جدا جدا کر کے ہر ایک سے دوسرے کی غیر موجودگی میں دریافت کیا تو سب نے اعتراف کر لیا۔ آپ نے اُن کو تاوان قتل جان کا حکم دیا۔

(۱۰۴) نکاح بغیر ولی و شہود کیا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِشُھُوْدٍ۔

بیہقی جلد ۷ صفحہ ۱۱۱۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نکاح جائز نہیں ہے۔ مگر بولایت ولی اور نکاح جائز نہیں ہے۔ مگر بہ حاضری شہود۔

(۱۰۵) ہر ایک مسلمان انتقام میں ایک دوسرے کا ولی ہے

عَنْ قَیْسِ بْنِ عَبَادٍ قَالَ اِنْطَلَقْتُ اَنَا وَالْاَشْتَرُ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب رض فَقُلْنَا لَہٗ ھَلْ عَھِدَ اِلَیْکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا لَمْ یَعْھَدْہُ اِلَی النَّاسِ فَقَالَ لَا اِلَّا مَا فِیْ کِتَابِیْ وَ اِذْ فِیْہِ الْمُؤْمِنُوْنَ تَتَکَافَأُ دِمَاؤُھُمْ وَھُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاھُمْ۔ و ذکر الحدیث بیہقی ج ۸ ص ۱۳۳

قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں اور اُشتر دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور اُن سے ہم نے کہا کیا آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ معاہدہ کیا ہے

جو اور لوگوں سے نہیں کیا ہو۔ آپ نے فرمایا مجھ سے تو آنحضرت نے کوئی ایسا معاہدہ نہیں فرمایا۔ مگر ہاں یہ جو میری کتاب میں ہے وہ یہ کہ مسلمان باہم آپس میں ایک دوسرے سے انتقام لے سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے قوت و دست بازو ہیں۔

(۱۰۶) اگر مختلف اولیا مختلف اشخاص سے نکاح کر دیں تو کیا

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَلَّاسٍ اَنَّ اِمْرَاَةً زَوَّجَهَا اَوْلِيَاؤُهَا بِالْجَزِيْرَةِ وَ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحُرِّ زَوَّجَهَا اَهْلُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ بِالْكُوْفَةِ فَرَفَعُوْا ذٰلِكَ اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَ بَيْنَ زَوْجِهَا الْاٰخِرِ وَ رَدَّهَا اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ وَ جَعَلَ لَهَا صِدَاقَهَا بِمَا اَصَابَ مِنْ فَرْجِهَا وَ اَمَرَ زَوْجَهَا الْاَوَّلَ اَنْ لَا تَقْرَبَهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا۔ بیہقی ج ۷ ص ۱۴۱

قتادہ خلاس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کو اُس کے اولیا نے جزیرہ میں نکاح کر دیا اور اُس کے اہل نے عبید اللہ سے بعد کو اوسکی اہل نے کوفہ میں نکاح کر دیا۔ یہ مقدمہ حضرت علیؓ کے پاس آیا آپ نے اُس عورت اور اُس کے دوسرے شوہر میں تفریق کرا دی اور شوہر اول کے حوالے کر دیا۔ اور زوج ثانی پر اُس کا مہر فرض قرار دیا۔ جو اُس نے اُس عورت سے حظِ نفس حاصل کیا تھا۔ اور زوج اول کو حکم دیا کہ جب تک عدّت پوری نہ ہو اُس سے صحبت نہ کرے۔

(۱۰۷) اگر عورت میں بعد نکاح جذام یا برص یا قرن ثابت ہو تو کیا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ اِمْرَاَةً وَ بِهَا بَرَصٌ اَوْ جُنُوْنٌ اَوْ جُذَامٌ اَوْ قَرْنٌ فَزَوْجُهَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَمَسَّهَا اِنْ شَاءَ اَمْسَكَ وَ اِنْ شَاءَ طَلَّقَ فَاِنْ مَسَّهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا۔ بیہقی ج ۷ ص ۲۱۵

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہر ایک شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور اُس کو کوڑھ یا جنون یا جُذام ہو یا اُس کی شرمگاہ میں ہڈی ہو۔ تو شوہر چاہے اُس کو رکھ لے یا طلاق دیدے شوہر مختار ہے۔ اور مہر اُس پر واجب نہیں۔ بشرطیکہ اُس سے صحبت نہ کی ہو۔ اور اگر صحبت کر لیا ہے تو اُس سے حظِ نفس کے حاصل کرنے کے عوض میں مہر مقرر ادا کرنا واجب ہو گا۔

فائدہ

عَنْ سعید بن المسیب قال قال عمر بن الخطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَیُّمَا رَجُلٌ نَکَحَ اِمْرَأَۃً بِھَا جُنُوْنٌ اَوْ جُذَامٌ اَوْ بَرَصٌ وَ مَسَّھَا فَلَھَا صِدَاقُھَا وَ ذٰلِکَ لِزَوْجِھَا غُرَامٌ عَلٰی وَلِیِّھَا (، صہ۲۱۹ سعید بن المسیّب کا بیان ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اُس عورت کو جنُون (دیوانگی) یا جُذام یا کوڑھ کی بیماری ہو۔ اور اُس سے صحبت کر لی ہو۔ تو مہر واجب ہو جائیگا۔ مگر اُس کا تاوان اُس عورت کے اولیا پر ہو گا۔ باوجود علم عیب کے کیوں اُس کو نکاح کر دیا۔

اگر عورت اس شرط پر نکاح کرے کہ طلاق اُسکے قبضہ میں تو کیا (۱۰۸)

عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِی اَنَّ عَلِیًّا وَ اِبْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَأَۃً وَ شَرَطَتْ عَلَیْہِ اَنَّ بِیَدِھَا الْفُرْقَۃُ وَالْجِمَاعُ وَ عَلَیْھَا الصَّدَاقُ فَقَالَ عُمِّیَتْ عَنِ السُّنَّۃِ وَ وَلِیَتِ الْاَمْرَ غَیْرَ اَھْلِہٖ عَلَیْکَ الصَّدَاقُ وَ بِیَدِکَ الْفِرَاقُ وَالْجِمَاعُ ۔ بیہقی بہ ۷ صہ۲۵۱

عطا خراسانی بیان کرتا ہے کہ بتحقیق حضرت علی اور ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کسی عورت سے بدیں شرط نکاح کرے کہ طلاق اور جماع عورت کے اختیار میں رہیں گے

اور مہر بھی عورت پر واجب ہو گا۔ اُن دونوں نے فرمایا کہ وہ عورت سنت سے اندھی ہو گئی ہے۔ اور بے موقع اور خلاف حکم اُس نے نکاح کی غایت کا استعمال کیا۔ مرد کے ہاتھ میں طلاق اور جماع ہے۔ (کہ جب چاہے طلاق دے اور جس وقت چاہے جماع کرے یہ شرط لغو ہے) اور مہر مرد پر واجب ہے۔

(۱۰۹)

اگر دو طلاق کے بعد ہندہ دوسرا نکاح کرلے پھر وہ بھی طلاق دیدے تو اوّل کیلئے کیا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الرَّجُلِ یُطَلِّقُ اِمْرَأَتَہٗ تَطْلِیْقَۃً اَوْ تَطْلِیْقَتَیْنِ ثُمَّ تَزَوَّجَتْ فَیُطَلِّقُھَا زَوْجُھَا قَالَ اِنْ رَجَعَتْ اِلَیْہِ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَتْ اَیَنْفَتِ الطَّلَاقُ فَاِنْ تَزَوَّجَھَا فِیْ عِدَّتِھَا کَانَتْ عِنْدَہٗ عَلٰی نَفْیٍ (ج ۲ ص ۸۳)

ایک مرد نے اپنی عورت کو ایک یا دو طلاقیں دیں پھر اُس نے بھی دوسرا مرد کرلیا۔ پھر دوسرے مرد نے بھی اُس کو طلاق دیدی۔ اگر وہ عورت پہلے شوہر کی طرف رجوع کرے بعد زوج ثانی کے کیا وہ طلاق بیکار ٹھیرے گی جو پہلے شوہر نے دی تھی۔ اگر وہ عورت عدت میں نکاح کرنا چاہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی نفی فرمائی۔ یعنے نہیں۔

(۱۱۰)

لفظ خلیّہ و بریّہ و البتّہ اور حرام کا مطلب

عَنِ الشعبی قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَی الخلیۃ وَالبریۃ والبتۃ وَالبائن وَالحرام اذا نوی فھو بمنزلۃ الثلاث یعنی تین طلاق ہونگے۔

شعبی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ لفظ خلیّہ اور بریّہ اور البتّہ اور بائن اور حرام میں اگر مرد نے تین طلاق کی نیت کی ہے۔ تو وہ بمنزلہ تین طلاق

کے ہوں گے ۔

(۱۱۱) اگر ایک ماہ میں عورت کو تین حیض آئیں کیا بائن ہے یا کیا

عن الشعبی ان علیًا اُتی فی امرأۃ طلقھا زوجھا فزعمت انھا حاضت فی شھر ثلاثا فقال علیٌّ رضی اللہ عنہ لشریح قال فیھا اقول و انت شاھدٌ قال عزمت علیک قال ان جاءت نسوۃٌ من بطانۃ اھلھا ممن ترضی امانتھن و دینھن فیشھدن انھا حاضت ثلاث حیض تطھر و تصلی فقد حلت وقال علیٌّ قالون و قالون بالرومیۃ جید (۲ج ص۴۸)

شعبی روایت کرتا ہے کہ بتحقیق حضرت علیؓ کے پاس ایک مقدمہ آیا کہ مرد نے اپنی عورت کو طلاق دیدی ہے۔ اور عورت کے خیال میں اُس کو ایک ماہ میں تین بار حیض آتا ہے۔ حضرت علیؓ نے قاضی شریح سے فرمایا اس میں تیری کیا رائے ہے۔ شریح نے کہا میری یہ رائے ہے کہ آپ اس کے گواہ ہوں میں آپ پر بھروسہ کرتا ہُوں۔ کہا اگر عورتیں ایمانداری اور دیانتداری سے کہیں کہ اُس کو ہر ماہ میں تین مرتبہ حیض آکر پاک ہو جاتی ہے اور نماز پڑھتی ہے تو حلال ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا بہت مناسب ہے۔

(۱۱۲) کیا عورت متوفی عنہا زوجہا غیر کے گھر میں عدت کرسکتی ہے

عن علی رضی اللہ عنہ قال امرأۃ المتوفی عنھا زوجھا ان تعتد فی غیر بیتھا ان شاءت (۲ج ص۴۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر وہ عورت جس کا خاوند مر گیا ہو شوہر کے گھر کے علاوہ کسی دوسرے کے گھر میں اپنی عدت پوری کرنی چاہتی ہو تو کرسکتی ہے۔

کتاب الفرائض

(۱۱۳)

اگر ایک قوم دریا میں غرق ہو جائے اول آخر معلوم نہ ہو تو تقسیم ترکہ کیسی؟

عَنْ اِبْنِ اَبِیْ لَیْلٰی اَنَّ عُمَرَ وَ عَلِیًّا قَالَا فِیْ قَوْمٍ غَرِقُوْا جَمِیْعًا لَا یُدْرٰی اَیُّهُمْ مَاتَ قَبْلُ کَاَنَّهُمْ کَانُوْا اِخْوَةً ثَلَاثَةً مِنْهُمْ اَلْفُ دِرْهَمٍ وَ اُمُّهُمْ حَیَّةٌ یَرِثُ هٰذَا اُمُّهٗ وَ اَخُوْهُ وَ یَرِثُ هٰذَا اُمُّهٗ وَ اَخُوْهُ یَکُوْنُ لِلْاُمِّ مِنْ کُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ سُدُسُ مَا تَرَکَ وَ لِلْاُخْوَةِ مَا بَقِیَ کُلُّهُمْ کَذٰلِکَ ثُمَّ تَفَرَّدَ الْاُمُّ فَتَرُدُّ سِوَی السُّدُسِ الَّذِیْ وَرِثَتْ اَوَّلَ مَرَّةٍ مِنْ کُلِّ رَجُلٍ مِمَّا وَرِثَ مِنْ اَخِیْهِ الثُّلُثَ کنزالعمال ج ۴ ص ۲۰۹

ابو لیلیٰ روایت کرتا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں نے فرمایا ایک قوم سب کی سب دریا میں غرق ہو گئی۔ ہم نہیں جانتے کہ اُن میں پہلے کون مرا گویا وہ سب تین بھائی تھے اور اُن کے پاس ایک ہزار درہم تھے۔ اور اُن کی ماں زندہ تھی۔ اب صورت ترکہ یوں ہو گی۔ کہ ایک کے ماں اور دو بھائی وارث ہوں گے۔ پھر دوسرے کی ماں اور بھائی وارث ہوں گے۔ اب ماں کو ہر ایک سے چھٹا چھٹا حصہ ترکہ ملا۔ اب تیسرا بھائی ما بقیہ کل پائیگا اسی طرح سب ہونگے۔ پھر ماں اکیلی رہ گئی۔ پھر سوائے چھٹے حصہ کے جو پہلی مرتبہ پہلے بیٹے سے پائی تھی۔ ہر ایک مرد سے جو وارث ہوا تھا اپنے بھائی سے ثلث کا۔ وہ سب مال ماں پر رد کیا جائیگا

(۱۱۴) اگر ایک شخص بغیر تقرر مہر و قبل دخول کے مر جائے تو کیا۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب قَالَ فِی الرَّجُل یتزوج المرأۃ فیموت عنها و لم یدخل بها وَ لَمْ یفرض لها کان یجعل لها المیراث وَ عَلَیْهَا العدۃ وَ لَا یجعل لها صداقًا۔ کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۱۲۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک شخص حق میں کہ اُس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل از جماع مر گیا اور اُس نے مہر بھی مقرر نہیں کیا تھا تو آپ نے عورت کو وارث قرار دیکر عدت واجب کی اور مہر نہیں دلایا۔

(۱۱۵) چچا زاد بھائیوں کے ساتھ اخیافی بھائی کا حصّہ

عن الحارث قال ذکر علی رضی اللّٰہُ عَنْہُ فی رجل ترک بنی عمہ احدھم اخوہ لامہ ان عبد اللہ بن مسعود جعل لہ المال کلہ فقال رحم اللہ و عبد اللہ ان کان لفقیھا لو کنت انا لجعلت لہ سھمہ ثم شرکت بینھم کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۱۳ ۔

ایک شخص مر گیا اُس نے کئی چچا زاد بھائی اور ایک اخیافی بھائی چھوڑا۔ عبد اللہ بن مسعود نے سب مال کا اخیافی بھائی کو وارث قرار دیا۔ حضرت علی نے فرمایا عبد اللہ پر خدا رحم کرے۔ گو کہ وہ فقیہ ہے۔ مگر میں ہوتا تو اخیافی بھائی کو حصہ دلا کر پھر چچا زاد بھائیوں کے ساتھ شریک کرتا۔

(۱۱۶) اگر باپ بیٹا دونوں جنگ میں مارے جائیں تو ترکہ کیسا

عَنْ عَلِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِن اخوین قتلا بصفین او رجل و ابنہ فورث

احدهما من الآخر ۔ کنز ج ۴ ص ۲۱۳

حضرت علی سے مروی ہے کہ دو بھائی یا باپ بیٹا دونوں جنگ صفین میں مر گئے تو آپ نے اُن کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیا۔

(۱۱۷)

اگر میت نے ایک یا دو یا تین بیٹے چھوڑے یا بیٹے بیٹیاں یا پوتا پوتی یا بیٹا پوتی یا پوتے تو کیا؟

فی قولہ زید بن ثابت و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اذا ترک المتوفی ابنا فالمال لہ وان ترک اثنین فالمال بینہما وان ترک ثلاثۃ بنین فالمال بینہم بالسویۃ فان ترک بنین و بنات فالمال بینہم للذکر مثل حظ الانثیین فان لم یترک ولداً للصلب و ترک بنی ابن و بنات ابن نسبہم الی المیت واحد فالمال بینہم للذکر مثل حظ الانثیین وھم بمنزلۃ الولد اذا لم یکن ولد واذا ترک ابنا وابن ابن فلیس لابن الابن شیئ و کذلک اذا ترک ابن ابن واسفل منہ ابن ابن و بنات ابن اسفل فلیس للذی اسفل من ابن الابن مع الاعلی شیئ کما انہ لیس لابن الابن مع الابن شیئ و ان ترک اباہ و لم یترک احداً غیرہ فلہ المال وان ترک اباہ و ترک ابنا فللاب السدس و ما بقی للابن وان ترک ابن ابن و لم یترک ابنا فابن الابن بمنزلۃ الابن ۔ جلد ۴ صفحہ ۲۱۶ ۔

زید بن ثابت اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا قول ہے اگر میت نے ایک لڑکا چھوڑا تو وہ کل مال کا وارث ہے اگر دو بیٹے چھوڑے تو دونوں نصفا نصف کے مالک ہیں ۔ اور اگر تین بیٹے چھوڑے تو تینوں مساوی حصے پائیں گے ۔ اور اگر بیٹا بیٹیاں چھوڑے

اور پوترے پوتری چھوڑا اور یہ سب میت کے ساتھ نسب میں برابر ہیں تو مال سب میں تقسیم ہوگا
پوترے کے دو حصے اور پوتری کا ایک حصہ۔ گویا کہ یہ بمنزلۂ فرزندان ہیں جب کہ کوئی فرزند
نہ ہو۔ اور اگر ایک بیٹا اور ایک پوترا چھوڑا تو بیٹا وارث ہوگا۔ پوترے کو کچھ نہیں ۔ اور اگر میت نے
پوترے اور پڑپوترے تک اور نواسے اور پڑنواسے نیچے تک چھوڑا ساتھ اعلا کے تو پوترے سے
نیچے والے کو کچھ نہیں ہے۔ اور پوترے کے لئے بیٹے کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہے اور اگر
میت نے ایک ہی باپ چھوڑا تو سب مال کا وارث باپ ہی ہوگا۔ اور اگر باپ اور بیٹا
چھوڑا تو باپ کو چھٹا حصہ اور باقی بیٹے کو۔ اور اگر پوترا چھوڑا سوائے بیٹے کے تو پوترا
بمنزلہ بیٹے کے وارث ہوگا۔

(۱۱۸) جب کہ دادا چند افراد ذوی الفروض کے ساتھ شریک ہو

عن ابراهيم قال كان على رضى الله عنه يشرك الجد الى ستة مع الاخوة و
يعطى كل صاحب فريضة فريضة ولا يورث اخا لام مع الجد ولا الاخت
للام ولا يقاسم بالاخ ثلاث مع الاخ للام والاب والجد ولا يزيد الجد
مع الولد على السدس واذا كانت اخت لاب وام واخ لاب كان يكون معه غيره
اخ او اخت واذا كانت اخت لاب وام وجد واخ اعطى الاخت النصف و
ما بقى اعطاه الجد والاخ سهما نصفين فان كثر الاخوة شركه معهم حتى
يكون السدس خيرا من المقاسمة فاذا كان السدس خيرا له اعطاه السدس
فان كانت اخت لاب وام واخ واخت لاب وجد جعلها من عشرة
للاخت من الاب والام نصف خمسة اسهم وللجد سهمان وللاخ للاب
سهمان وللاخت للاب سهم ـ كنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۲۴ ـ

ابراہیم نخعی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دادا کو چھ افراد کے ساتھ شریک کرتے تھے

اور بہنوں کے ساتھ اور ہر ایک کو اُس کا مفروضہ حصہ دیا کرتے تھے اور نہ اخیافی بہن بھائی کو دادا کے ساتھ شریک کرتے اور نہ حقیقی بھائی کے ساتھ اور یہ تین بھی شریک نہیں ہو سکتے۔ اخیافی بھائی اور باپ دادا۔ اور دادا کو سدس سے زیادہ نہیں دیا دیتے تھے۔ بیٹے کے ساتھ اور جب کہ سگی بہن اور دادا اور سگا بھائی ہو تو بہن کو نصف باقی سگے بھائی اور دادا میں نصفا نصف اور اگر بہنیں بہت ہیں تو اُن کو بھی اُن کے ساتھ شریک کرتے۔ یہاں تک کہ اگر چھٹا حصہ بہتر ہے تقسیم سے اگر چھٹا حصہ دادا کیلئے بہتر ہے تو اُس کو دیتے۔ اور اگر سگی بہن اور دو علاتی بھائی بہن ہیں تو دس حصے کرتے۔ سگی بہن کو آدھا۔ اور دادا کو دو حصے۔ اور علاتی بھائی کو دو حصے اور علاتی بہن کو ایک حصہ۔

(۱۱۹)

ملاعنہ عورت کا ولد آپس میں باہم وارث ہیں

ان رجلا من اهل الشام ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في ولد الملاعنة عصبته امه۔

(ایضاً)

عن عبد الله بن عباس قال اختصم الى على بن ابى طالب رضى الله عنه في ولد الملاعنة فاعطى ميراثه امه وجعلها عصبته۔ هذا حديث صحيح الاسناد۔ مستدرک جلد ۴ ص ۳۴۱۔

ایک شخص اہل شام سے بیان کرتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولد ملاعنہ کو ماں کا عصبہ قرار فرمایا ہے۔

(ایضاً)

اور عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ ایک مقدمہ ولد ملاعنہ کا علی بن ابی طالب کے پاس آیا تو آپ نے اُس لڑکے کی ماں کو عصبہ قرار دیکر ماں کو وارث کیا۔

(۱۲۰)

اگر ابن ملاعنہ کا بیٹا نہ ہو تو اوسکی ماں عصبہ وارث ہوگی

اسی طرح مزنیہ

عن الشعبی عن علیؓ و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما قالا عصبۃ ابن الملاعنۃ اُمّہ ترث مالہٗ اجمع فان لم یکن لہٗ ام فعصبتہا عصبۃ و ولد الزنا بمنزلتہ و قال زید بن ثابت للام الثلث و ما بقی فھو لبیت المال - کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۳۰ -

حضرت علی و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں عصبۂ ابن ملاعنہ اُس کی ماں ہے وہ کُل مال کی وارث ہے۔ اگر اُس کی ماں نہیں ہے تو وہ خود ماں کا ہی عصبہ ہے۔ اور زید بن ثابت فرماتے ہیں ماں کا تیسرا حصّہ ہے۔ اور ما بقی بیت المال میں شریک ہو۔

(۱۲۱)

ملاعنہ عورت کے وارث بہن بھائی

عن الشعبی ان علیًا قال ابن الملاعنۃ ترک اخہٗ و اُمّہٗ لامّہ الثلث و لاخہ السدس و ما بقی فھو رد علیہما بحساب ما ورثا۔ وقال عبداللہ بن مسعود للاخ السدس و ما بقی فللام و ھی عصبتہ۔ و قال زید بن ثابت لامّہ الثلث و لاخیہ السدس و ما بقی ففی بیت المال۔ کنز العمال ج ۸ ص ۲۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابن ملاعنہ کا ترکہ اُس کے بھائی اور ماں کو دیا جائے۔ ماں کو ثلث اور بھائی کو چھٹا حصہ۔ ما بقی دونوں پر رد ہوگا۔ بحساب اُن کے حصص کے اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں بھائی کو چھٹا حصّہ اور ما بقی ماں کو کیونکہ وہ عصبہ ہے۔ اور زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ماں کو ثلث اور بھائی کو سدس دے کر

مابقی بیت المال میں داخل ہو۔

(۱۲۲)

جب کہ ذی الفروض نہ ہوں تو صاحب قرابت بدرجہ وارث ہونگے

كَانَ عَلِيًّا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ إِذَا لَمْ يَجِدُوا ذَا سَهْمٍ أَعْطُوا الْقَرَابَةَ أَعْطُوا بِنْتَ الْبِنْتِ الْمَالَ كُلَّهُ وَالْخَالَ الْمَالَ كُلَّهُ وَكَذَلِكَ ابْنَةُ الْأَخِ وَابْنَةُ الْأُخْتِ لِلْأُمِّ أَوْ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ أَوْ لِلْأَبِ وَالْعَمَّةُ وَابْنَةُ الْعَمِّ وَابْنَةُ بِنْتِ الِابْنِ وَالْجَدُّ مِنْ قِبَلِ الْأُمِّ وَمَا قَرُبَ أَوْ بَعُدَ إِذَا كَانَ رَحِمًا فَلَهُ الْمَالُ إِذَا لَمْ يَجِدْ غَيْرَهُ فَإِنْ وَجَدَ ابْنَةَ بِنْتٍ وَابْنَةَ أُخْتٍ فَالنِّصْفُ وَالنِّصْفُ وَإِنْ كَانَتْ عَمَّةٌ وَخَالَةٌ فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثَانِ وَابْنَةُ الْخَالِ وَابْنَةُ الْخَالَةِ الثُّلُثُ وَالثُّلُثَانِ

بیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۱۷ وکنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۱۶

حضرت علی بن ابی طالب وعبداللہ بن مسعود کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر صاحب فروض نہیں پاتے ترکہ میں تو دوسرے قرابت والوں کو ترکہ دیدیتے۔ نواسی کو کل مال دیدیتے اور ماموں کو کل مال دیدیتے۔ اسی طرح بھائی کی بیٹی کو اور اخیافی بہن کی بیٹی یا سگی پوتری کو یا علاتی پوتری اور پھوپھی کو اور چچازاد بہن کو اور بیٹے کی بیٹی کی بیٹی کو اور نانا کو اور جو قرابت قریبہ ہو۔ یا بعید ہو۔ اُس کو کل مال دیدیتے جب کہ اُن کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہوتا تھا۔ اور جب کہ نواسی اور بھانجی کو پاتے تو اُن کو نصفا نصف مال دیدیتے۔ اگر پھوپھی اور خالہ کو پاتے تو ثلث اور دو ثلث دیتے۔ اور خالو کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی کو ثلث اور دو ثلث دیتے۔

(۱۲۳)

ہر ایک وارث بعد تقسیم کے باقی سے رسدی حصہ پا سکتا ہے سوائے زوجین کے

كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرُدُّ عَلَى كُلِّ وَارِثٍ الْفَضْلَ بِحِصَّتِهِ وَمَا وَرِثَ غَيْرَ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ ۔ بیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۴۴ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جو مال ذوالفروض سے بچ جاتا تو اُس کو بسہام مفروضہ انہیں ذوالفروض پر واپس کر دیتے تھے۔ سوائے زوجین کے۔

(۱۲۴) جب کہ ماں بہن زوج دادا ہوں تو کیا؟

عن الشعبی اُمٌّ واختٌ وزوجٌ وجدٌّ فی قول علیؓ رضی اللہ عنہ للام الثلث وللاخت النصف وللزوج النصف وللجد السدس من تسعة وفی قول عبداللہ بن مسعودؓ للاخت النصف وللزوج النصف وللام الثلث وللجد السدس من تسعة اسھم ویقاسم الجد الاخت لسدسه نصفها فیکون له ثلثاه ولها ثلثه تضرب التسعه فی ثلاثة فتکون سبعة وعشرین للام ستة وللزوج تسعة ویبقی اثنا عشر للجد ثمانیة وللاخت اربعة وهی الاکدریة۔ اخرجه البیہقی ج ۶ ص ۲۵۱۔

شعبی کا بیان ہے۔ کہ ماں۔ بہن۔ زوج۔ دادا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ یوں تقسیم ترکہ کرتے ہیں کہ ماں کو ثلث اور بہن کو نصف اور بیوی کو نصف اور دادا کو چھٹا حصہ اور عبداللہؓ بن مسعود کے نزدیک بہن کو نصف اور زوجہ کو نصف اور ماں کو ثلث اور دادا کو چھٹا حصہ نو حصہ سے تقسیم میں بہن دے دادا کو اپنے نصف حصہ سے پس دادا کے لئے دو تہائی اور بہن کے لئے ایک تہائی اب اس نو کو تین میں ضرب دیئے تو ستائیں حصے ہوں گے۔ ماں کو چھ حصے زوجہ کو نو حصے۔ اب بچے بارہ حصے دادا کو آٹھ حصے اور بہن کو چار حصے۔

(۱۲۵) جب چھ بہنیں اور ایک دادا ہو تو تقسیم کیا؟

عن الشعبی قال کتب عبداللہ بن عباس الی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم

يسأله فی ستة اخوة و جد فکتب الیه ان اعطه سبع المال ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۱۷ ۔

شعبی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ رضہ بن عباسؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میت کی چھ بہنیں اور ایک دادا ہے ۔ تو آپ نے اُس کو لکھا کہ مال کے سات حصّے کیئے جائیں ۔ اُن میں سے ایک حصّہ مال کا دادا کو دیا جائے ۔

مسئلہ خرقاء

جبکہ ماں اور بہن ہوں دادا تو باختلاف آراء کیا حکم ؟

مَا تقولُ فی اُمٍّ و اُختٍ و جدٍّ قد اختلفَ فیهِ خمسةٌ من اصحابِ رسولِ اللهِ صَلَّی اللهُ علیهِ وسلّم عبدُ الله بن عباس و زید و عثمان و علیّ و عبدُ الله بن مسعود قال ابن عباس ان کان لمَقسَبًا و فی روایة الرّقی اِن کانَ لَمتقبًا جعل الجدّ ابًا و لَمْ یعط الاُختَ شیئًا و اعطی الام الثلث ۔ قالَ زید جعلها من تسعة اعطی الامّ ثلاثة و اعطی الجدّ اربعة و اعطی الاخت سهمین قالَ عثمان بن عفّان جعلها اثلاثا ۔ قال عبد الله بن مسعود جعلها ستة اعطی الاخت ثلاثة والجد سهمین والام سهمًا ۔ قالَ علی بن ابی طالب جعلها من ستة اسهم اعطی الاخت ثلاثة واعطی الام سهمین و اعطی الجدّ سهمًا ۔ بیهقی جلد ۶ صفحه ۲۵۲ ۔

ماں بہن دادا میں عبداللہ بن عباسؓ نے کہا اگر ورثہ میں کئی درجہ ہوں یا مختلف ہوں تو دادا کو باپ کی جگہ دی جائے ۔ اور بہن کو کچھ نہیں دیا جائے اور ماں کو ثلث دیا جائے ۔

اور زید بن ثابت نے نو حصے کئے ۔ ماں کو تین دادا کو چار بہن کو دو حصے ۔ اور عثمان رض بن عفان نے تین حصے کئے ۔ اور عبداللہ رض بن مسعود نے چھ حصے کئے ۔ بہن کو تین دادا کو دو ۔ ماں کو ایک حصہ دیئے ۔ اور علی رض بن ابی طالب نے چھ حصے کئے بہن کو تین ماں کو دو ۔ دادا کو ایک حصہ دیئے حضرت علی رض کی رائے مسئلہ کے مطابق ہے ۔

(۱۲۷) جب کہ بیٹی بہن دادا ہوں تو تقسیم کیا ؟

عن ابراهیم والشعبی فی ابنة واخت وجد فی قول علی رض للابنة النصف وللجد السدس وللاخت مابقی وکذلک قال فی ابنة واخوات وجد

کنز العمال ج ۴ صفحہ ۲۱۷

بیٹی بہن ۔ دادا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بیٹی کو نصف اور دادا کو چھٹا حصہ مابقی بہن کو ۔ اسی طرح بیٹی اور چند بہنوں اور دادا میں تقسیم ترکہ ہے ۔

(۱۲۸) جب کہ ماں باپ اور زوج ہو تو تقسیم کیسی ؟

عن علی رضی اللہ عنہ فی زوج وابوین ۔ للزوج ۔ النصف وللام ثلث مابقی وللاب سهمان ۔ کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۱۶ ۔

حضرت علی رض فرماتے ہیں زوج اور ماں باپ میں ۔ زوج کو نصف اور ماں کو ثلث مابقی اور باپ کو دو حصے ہیں ۔

(۱۲۹) جب کہ بھتیجہ دادا کے ساتھ ہو

اتی علیا رض و عبد اللہ رض بن مسعود کانا لا یورثان ابن الاخ مع الجد ۔

حضرت علی رضؓ اور عبدؓاللہ بن مسعود بھتیجے کو دادا کے ساتھ وارث قرار نہیں دیتے تھے۔

۱۳۰

دادا۔ دادی۔ نانی ہوں تو کیا؟

أَنَّ زَيْدَ بنَ ثَابِتٍ وَعَلِيًّا كَانَا يُوَرِّثَانِ ثَلَاثَ جَدَّاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْ قِبَلِ الْأَبِ وَوَاحِدَةً مِنْ قِبَلِ الْأُمِّ۔ کنز ج ۶ ص ۲۱۶

حضرت زید بن ثابت اور حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہما دونوں دادا۔ دادی اور نانی کو وارث قرار دیتے تھے۔ اس طرح کہ دو حصے سگے دادا اور دادی کو۔ اور ایک حصہ نانی کو۔

۱۳۱

جب کہ دادی ایک دو تین ہوں تو تقسیم کیسی

كَانَا عَلِيٌّ وَزَيْدُ بنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُطْعِمَانِ الْجَدَّةَ وَاثْنَتَيْنِ فِي الثَّلَاثِ السُّدُسَ لَا يَنْقُصُ مِنْهُ وَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ إِذَا كَانَتْ قَرَابَتُهُنَّ إِلَى الْمَيِّتِ سَوَاءً فَإِنْ كَانَتْ إِحْدَاهُنَّ أَقْرَبَ فَالسُّدُسُ لَهَا دُونَهُنَّ ؞

حضرت علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما دونوں دادی کو خواہ ایک ہو یا دو ہوں یا تین ہوں چھٹا حصہ عطا فرماتے اس میں نہ کمی کرتے تھے نہ زیادتی۔ ہاں اگر ان میں کوئی زیادہ قرابتدار ہوتی تو اسکو چھٹا حصہ دوسروں کے علاوہ دیتے۔

۱۳۲

جب کہ غلام کے وارث ذی رحم نہ ہوں تو مولیٰ اُسکو وارث

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بنُ مَسْعُودٍ لَا يُوَرِّثُ مَوَالِيَ مَعَ ذِي رَحِمٍ شَيْئًا وَكَانَ عَلِيٌّ وَزَيْدٌ يَقُولَانِ إِذَا كَانَ ذُو رَحِمٍ ذَا سَهْمٍ فَلَهُ سَهْمُهُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْمَوَالِي هُمْ كَلَالَةٌ

عبداللہ بن مسعود موالی کو ذی رحم کے ساتھ وارث نہیں کرتے تھے۔ لیکن حضرت علیؓ و زید دونوں فرماتے ہیں جب کہ ذو رحم صاحب حصہ موجود ہو تو اس کا حصہ دیکر جو بچے وہ موالی کو ملے گا۔

(۱۳۳) جب کہ سگی بہن و علاتی بہن و دادا ہوں تو کیا؟

عن ابراهيم والشعبى فى اختٍ لأبٍ وامّ واختٍ لابٍ وجدٍ فى قولِ علىٍّ و عبد الله للاخت من الاب والام النصف وللاخت من اللاب السدس تكملة الثلثين وما بقى للجد وان كن اخوات من الأب اكثر من اثنتين لم يزددن على هذا۔ کنز جلد ۴ صفحہ ۲۱۔

سگی بہن اور علاتی بہن اور دادا ہوں تو حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ سگی بہن کو نصف اور علاتی بہن کو چھٹا حصہ اور جو بچے وہ دادا کو۔ اور اگر علاتی بہنیں زیادہ ہوں تو سب اُس میں شریک ہیں۔

(۱۳۴) جبکہ حقیقی بہن اور علاتی بھائی اور دادا ہوں تو کیا؟

اخت لاب وام واخ لاب وجد فى قول على رضى الله عنه للاخت من الاب والام نصف وما بقى بين الاخ والجد نصفين۔ کنزالعمال ج ۴ صفحہ ۲۱

سگی بہن اور علاتی بھائی اور دادا میں حضرت علی فرماتے ہیں کہ سگی بہن کو نصف اور جو بچ جائے وہ درمیان علاتی بھائی اور دادا کے نصفا نصف۔

(۱۳۵) مخنث کی تحقیق و ترکہ اس کے پیشاب کے راہ پر

عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ عَلِىٍّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ عَدُوَّنَا

يَسْأَلُنَا عَمَّا نَزَلَ بِهٖ مِنْ اَمْرِ دِيْنِهٖ اَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَیَّ يَسْأَلُنِیْ عَنِ الْخُنْثٰى فَكَتَبْتُ اِلَيْهِ اَنْ يُوَرِّثَهٗ مِنْ قِبَلِ مَبَالِهٖ۔ کنز العمال ج۶ صفحہ ۲۳۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے جو ہمارا دشمن بھی ہم سے مسئلہ دریافت کرتا ہے۔ جب اُس کو امر دین میں مشکل پڑ جاتی ہے۔ معاویہ نے میری طرف لکھ بھیجا ہے۔ کہ خنثی کے میراث کا کیا حکم ہے۔ تو میں نے جواب دیدیا ہے۔ کہ اُس کا فیصلہ ترکہ میں اُس کے پیشاب کی راہ پر منحصر ہے۔

(۱۳۶)

حضرت علی وغیرہ کی وصیت لاوارثوں کو ہماری جائیداد سے پانچواں حصہ دیا جاوے۔

عَنِ الضَّحَّاكِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَعَلِيًّا اَوْصَيَا بِالْخُمُسِ مِنْ اَمْوَالِهِمَا لِمَنْ لَا يَرِثُ مِنْ ذَوِیْ قَرَابَتِهِمَا۔ کنز العمال ج۸ صفحہ ۳۳۳

ضحاک کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما نے وصیت فرمائی کہ ہمارے مال سے پانچواں حصہ اُن قرابداروں کو دیا جاوے جو اپنے ورثاء سے وارث نہیں ہوئے ہیں۔

(۱۳۷)

اگر ایک شخص میں ذکر و فرج دونوں کام کے ہوں تو کیا

قال الراوی بینما عند قاضی شریح فی مجلس القضاۃ اذا اتت امرأۃ فقالت اِنَّ لِی مَالِلرَّجُلِ وَمَا لِلنِّسَاءِ فَقَالَ لَهَا وَیْحَكِ مِنْ اَیِّهِمَا یَخْرُجُ الْبَوْلُ فَقَالَتْ مِنْ كِلَيْهِمَا فَتَعَجَّبَ شُرَيْحٌ مِنْ ذٰلِكَ فقالت جامعنی زوجی فَوَلَدْتُ مِنْهُ وَجَامَعْتُ جَارِيَتِیْ فَوَلَدَتْهَا فَقَالَ اِلْحَقِیْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٌّ ثُمَّ جَاءَ اِلَيْهِ فَقَصَّ عَلَيْهِ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَنْ زَوْجُكِ قَالَتْ

فُلَانٌ وَبَعَثَ اِلَیْہِ فَقَالَ اَ تَعْرِفُ بِھٰذَا فَقَالَ ھِیَ زَوْجَتِیْ فَسَأَلَہٗ عُمَرُ فَاَلَدَ
فَقَالَ ھِیَ کَذٰلِکَ بِھٰذِہِ الْحَالَۃِ فَقَالَ عَلِیٌّ رض بِدِیْنَارِ الْخَصِیِّ وَکَانَ شَبَقَ
بِہٖ فَقَالَ عَلِیٌّ یَادِیْنَارُ اُدْخُلْھَا بَیْتًا وَعُرِّھَا مِنْ ثِیَابِھَا وَمُرْھَا اَنْ
تَشُدَّ عَلَیْھَا اِزَارًا وَعَلِّ اَضْلَاعَھَا فَفَعَلَ وَکَانَ اَضْلَاعُھَا اَضْلَاعُ
الرِّجَالِ وَاَلْحَقَھَا بِالرِّجَالِ ۔ از کتاب قلمی بغیر حوالہ کتب ۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک روز میں اتفاق سے قاضی شریح کے پاس تھا ایک عورت آ کر کہنے لگی مجھ میں مرد و عورت کے دونوں علامات موجود ہیں۔ قاضی شریح نے افسوس سے کہا پیشاب کس سے نکلتا ہے۔ کہا دونوں سے قاضی صاحب نے سخت تعجب کیا۔ پھر اُس عورت نے کہا مجھ سے میرا مرد مجامعت کرتا ہے میں اُس سے بچے جنتی ہوں۔ اور میں اپنی لونڈی سے مجامعت کرتی ہوں وہ مجھ سے بچے جنتی ہے شریح نے کہا امیرالمومنین کے پاس چلو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حقیقت الامر بیان کی حضرت علی نے اُس کے شوہر کو طلب فرما کر دریافت کیا کہا واقعی یہ عورت اسی طرح کی ہے۔ پھر حضرت علی نے دینار خصی کو حکم دیا اُس کو اندر گھر لے جاؤ لونگی بندوا کر اُس کی پسلیوں کو گنو کتنی ہیں۔ اُس کی پسلیاں مرد کی تھیں۔ آپ نے حکم دیا اس کو مردوں میں ملا دو۔

فائدہ

یعنی شہادت و ترکہ و دیگر معاملات مردوں کی طرح اُس سے لیئے جائینگے۔

(۱۳۸) توریث اُس لڑکے کی جسکے دو سر ہوں

قَالَ الرَّاوِیْ وُلِدَ عَلٰی عَھْدِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ مَوْلُوْدٌ لَہٗ رَأْسَانِ
فَقِیْلَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیُوْرَثُ مِیْرَاثَ وَاحِدٍ اَمِ اثْنَیْنِ فَقَالَ

عَلِیٌّ یُتْرَکُ حَتّٰی یَنَامَ ثُمَّ یُصَاحُ بِہٖ فَاِنْتَبَہُمَا جَمِیْعًا کَانَ لَہٗ مِیْرَاثُ اِثْنَیْنِ وَاِنْ اَنْتَبَہَ وَاحِدٌ وَبَقِیَ وَاحِدٌ فَاِنَّمَا کَانَ لَہٗ مِیْرَاثُ وَاحِدٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا جس کے دو سر تھے کہ اس کے لئے میراث کا کیا حکم ہے۔ ایک کی یا دو کی۔ آپ نے حکم دیا اس کو چھوڑ دو جب یہ سو جاوے اُس وقت دیکھو کہ دونوں نتھنوں سے سانس چلتی ہے تو دو کا حصہ اگر ایک سے سانس چلتی ہے تو ایک کا حصہ پائیگا۔

(۱۳۹) غلام کا دعویٰ اُس کا آقا اُس کا غلام ہے

قَالَ الرَّاوِیْ مَاتَ رَجُلٌ عَلٰی عَہْدِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فِیْ فَلَاۃٍ مِنَ الْاَرْضِ وَمَعَہٗ مَمْلُوْکُہٗ وَاِبْنُہٗ فَادَّعَی الْمَمْلُوْکُ اَنَّ اِبْنَ مَوْلَاہُ مَمْلُوْکُہٗ وَادَّعَی اِبْنُ مَوْلَاہُ اَنَّ الْمَمْلُوْکَ مَمْلُوْکُہٗ فَتَحَاکَمَا عَلٰی عَلِیٍّ رض فَاَمَرَانْ یَنْقُبَ نَقْبَتَیْنِ فِیْ حَائِطٍ وَیُخْرِجَ رَأْسَہُمَا مِنْ نَقْبَتَیْنِ فَفَعَلَ قَنْبَرُ ذٰلِکَ فَقَالَ عَلِیٌّ یَا قَنْبَرُ اِضْرِبْ عُنُقَ الْمَمْلُوْکِ فَخَافَ الْمَمْلُوْکُ وَاَخْرَجَ رَأْسَہٗ مِنَ النَّقْبَۃِ وَعَدَا فَاَخَذَہٗ وَرَدَّہٗ عَلٰی اِبْنِ مَوْلَاہُ۔ از کتاب قلمی۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص غیر آباد زمین میں مرگیا۔ اُس کے ساتھ اُس کا ایک لڑکا اور ایک غلام تھا۔ غلام نے حضرت علی رض کے دربار میں دعویٰ پیش کیا جو بیٹا ہے وہ دراصل غلام ہے۔ اور بیٹے نے جواب دہی کی کہ حقیقت میں یہی غلام ہے میں بیٹا ہوں۔ حضرت علی رض نے اپنے غلام قنبر کو حکم دیا کہ ایک دیوار میں دو سوراخ کھجاویں۔ یہ دونوں اپنے اپنے سروں کو اُن سوراخوں سے باہر نکالیں۔ جب یہ ہو چکا تو آپ نے قنبر کو حکم دیا کہ تلوار سے غلام کی گردن ماردے۔ حقیقی غلام بخوف گردن زنی کے فرار ہوگیا۔ اُس کو پکڑ کر آقا کے حوالہ کر دیا۔ یعنی آقا کے بیٹے کے جو دراصل اسکا آقا تھا۔

(۱۴۰) ایک جگہ ایک رات میں دو عورتوں کی زچگی ہوئی ایک کا لڑکا دوسری کی لڑکی ہر ایک مدعی ہے کہ لڑکا میرا ہے

فی عہد امیر المؤمنین کانتا جاریتان فولدن جمیعاً فی لیلۃ واحدۃ احدھما ابنا والاخری بنتا فعمدت صاحبۃ الابنۃ فوضعت بنتھا فی المھد التی کان ابن فیھما واخذت الابن فقالت صاحبۃ الابن الابن ابنی وقالت صاحبۃ الابنۃ الابن ابنی فتحاکما علی امیر المؤمنین فامران یوزن لبنھما فایھما اثقل فالابن لھا۔ از کتاب قلمی۔

حضرت امیر کے زمانہ خلافت میں دو عورتوں نے ایک جگہ ایک رات میں زچگی کی ایک کا لڑکا دوسری کی لڑکی۔ لڑکی والی نے اپنی لڑکی کو لڑکے کے جھولے میں ڈال کر لڑکے کو لے لی۔ اور لڑکے والی نے کہا لڑکا تو میرا ہے۔ یہ مقدمہ حضرت امیر کے دربار میں آیا۔ آپ نے حکم دیا دونوں کے دودھ وزن کیے جاویں جسکا دودھ وزنی ہوگا لڑکا اُسکا ہے۔

(۱۴۱) تین قطعات الطریق مختلف العمل کا فیصلہ

قال فی الذی یقطع الطریق ویقتل ویاخذ المال ان یقتل ویصلب وقضی فی الذی یقتل ولا یاخذ المال ان یقتل ولا یصلب وقضی فی الذی یاخذ المال ولا یقتل ان یقطع رجلہ ویدیہ من خلاف وقضی فیلہ ان یسعی من الملک۔ قلمی کتاب۔

جو ڈاکہ ڈالکر قتل کر کے مال لے لیتا تھا اُسکو قتل کر کے صولی دیا جاوے۔ اور جو قتل کر کے مال نہیں لیتا تھا اُسکو قتل کیا جائے نہ صولی دیا جائے۔ اور جو مال لیکر قتل نہیں کرتا تھا اُسکا داہنا ہاتھ بایاں پاؤں کاٹکر جلاوطن کیا جائے۔

نوٹ: اول منقولہ پر ۱۲۵ فیصلہ لکھا گیا ہے لیکن اور دستیاب ہونے سے اب یہ قضیہ (۱۴۱) پر ختم ہیں۔

فاطمۃؑ

الزَّھْرَاءِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ الْعَالَمِیْنَ۔
وَقَدْ اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ اَیُّھُنَّ بَنَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْبَرُ وَاَصْغَرُ وَالَّذِیْ تَسْکُنُ اِلَیْہِ النَّفْسُ عَلٰی تَوَاتُرِ بِہٖ الْاَخْبَارُ فِیْ تَرْتِیْبِ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ زَیْنَبَ الْاُوْلٰی ثُمَّ الثَّانِیَۃُ رُقَیَّۃُ ثُمَّ الثَّالِثَۃُ اُمُّ کُلْثُوْمٍ ثُمَّ الرَّابِعَۃُ فَاطِمَۃُ الزَّھْرَاءِ۔ استیعاب جلد ۲ صفحہ ۷۴۷ واصابہ فی صحابہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۷
وَالَّذِیْ یسکن الیہ الیقین ان اکبرھن زینب ثُمَّ رقیہ ثم ام کلثوم ثُمَّ فاطمۃ۔

علماء نے اس امر میں اختلاف کیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کونسی صاحبزادی بڑی ہے اور کونسی چھوٹی ہے۔ کتاب استیعاب میں جو بیان کیا ہے وہ یہ کہ اطمینان بخش و تواتر اخبار سے جو ثابت ہے علے الترتیب وہ یہ کہ پہلے زینب دوم رقیہ۔ سوم ام کلثوم۔ چہارم فاطمہ رضوان اللہ عنہا۔ اور اسی ترتیب پر اصابہ فی صحابہ میں بیان کیا اور اسی پر یقین بھی دلایا ہے۔

وَقَدْ اِخْتَلَفُوْا فِیْ سِنِّ مَوْلِدِھَا

وَلِدَتْ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا سَنَۃَ اَحَدٍ وَاَرْبَعِیْنَ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مَوْلِدُ قَبْلَ الْبِعْثَۃِ بِقَلِیْلٍ نَحْوَ سَنَۃٍ اَوْ اَکْثَرَ وَھِیَ اَسَنُّ عَائِشَۃَ بِنَحْوِ خَمْسِ سِنِیْنَ۔
وَعَنْ اَبِیْ جَعْفَرِ بْنِ الْبَاقِرِ قَالَ قَالَ الْعَبَّاسُ وُلِدَتْ فَاطِمَۃُ وَالْکَعْبَۃُ

تُوُفِّيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً وَبِهٰذَا الْحَزْمِ الْمَدَائِنِيُّ وَبِهٖ قَالَ الْوَاقِدِيُّ ۔ استیعاب ج۲ ص۷۵ واصابہ فی صحابہ ج۱ ص۱۵۱

حضرت فاطمہؓ کے سن ولادت میں اختلاف ہے وہ یہ کہ امام ابوجعفر بن باقر حضرت عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا صحیح یہ کہ فاطمہ ولادت تعمیر کعبہ کے وقت ہوئی ہے اس وقت آنحضرت کا سن مبارک پینتیس ۳۵ برس کا تھا اس پر امام ائی اور واقدی نے اتفاق کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ کچھ زاید ایک سال قبل نزول وحی نبوت پیدا ہوئی ہیں۔ اور حضرت عائشہ سے قریباً پانچ سال بڑی تھیں۔

وَمِنْ خَصَائِصِهَا اَنَّهَا سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بن عباس رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سيدة نساء اهل الجنة مريم ثم فاطمة بنت محمد ثم خديجة ثم امراة فرعون۔

وَاَيْضًا عَنْ عبد الله بن عباس قَالَ خَطَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَرْضِ اربعة خطوط ثم قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوا اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اعلم فقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ نساء اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بنت خويلد و فاطمة بنت محمد و مريم بنت عمران وآسية بنت مزاحم امراة فرعون۔

اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خصائص میں یہ بھی ہے کہ آپ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ بروایت عبداللہ بن عباس آنحضرت نے زمین پر چار خط کھینچ کر فرمایا کیا تم لوگ ان کو جانتے ہو سبھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہت اچھا جانتے ہیں پھر آپ نے فرمایا افضل اہل جنت چار عورتیں ہیں۔ ایک خدیجہ کبریٰ (زوجہ آنحضرت)

دوم فاطمہ آپ کی صاحبزادی ۔ سیوم حضرت مریم حضرت عمران کی صاحبزادی ۔
(حضرت عیسیٰ کی والدہ۔) چہارم آسیہ مزاحم کی بیٹی فرعون کی بی بی ۔
عَن عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا قَالَت حَدَّثَتنِی فَاطِمَۃُ قَالَت اَسَرَّ اِلَیَّ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ جِبرَائِیلَ کَانَ یُعَارِضُنِی بِالقُراٰنِ کُلَّ سَنَۃٍ
مَرَّۃً وَاَنَّہٗ عَارَضَنِی العَامَ مَرَّتَینِ وَلَا اُرَاہُ اِلَّا قَد حَضَرَ اَجَلِی وَاِنَّکِ اَوَّلُ
اَھلِ بَیتِی لُحُوقًا بِی وَنِعمَ السَّلَفُ اَنَا لَکِ قَالَت فَبَکَیتُ ثُمَّ قَالَ اَلَا تَرضِینَ
اَن تَکُونِی سَیِّدَۃَ نِسَاءِ ھٰذِہِ الاُمَّۃِ اَو نِسَاءِ العَالَمِینَ فَضَحِکتُ ۔
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے فاطمہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت نے بطور راز کے
فرمایا ہر سال جبرائیل قرآن مجید کا ایک دور کرایا کرتا اور اِس سال دو بار دور اکیا
بجز اِس کے نہیں کہ میری موت کا وقت نزدیک آگیا اور میرے گھر والوں سے تو پہلے
مجھ سے ملیگی۔ اِس بات سے مجھ کو رونا آگیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں تیرا خیر مقدم ہوں۔
پھر آپ نے فرمایا تو گھبرا نہیں تو تو میری اُمت کی اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔
یا یہ فرمایا تمام عالم کی عورتوں اہل جنت کی سردار ہے۔ تو میں اس پر ہنس پڑی۔
عَن عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا اَنَّہَا قَالَت مَا رَاَیتُ اَحَدًا کَانَ اَشبَہَ کَلَامًا
وَحَدِیثًا بِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مِن فَاطِمَۃَ وَکَانَت اِذَا دَخَلَت
عَلَیہِ قَامَ اِلَیہَا وَرَحَّبَ بِہَا کَمَا کَانَت تَصنَعُ ھِیَ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ۔
استیعاب جلد ۲ صفحہ ۷۵۱
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ بہت مشابہ تھیں بات چیت میں اور جب آپ رسول اللہ کے پاس تشریف لاتی
تو آپ مرحبا فرماتے وا ایسا پیش آتے جیسے فاطمہ پیش آتی آنحضرت کے ساتھ۔
عَن عِمرَانَ بنِ حُصَینٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَادَ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا

وَهِیَ مَرِیْضَۃٌ فَقَالَ لَھَا کَیْفَ تَجِدِیْنَكِ یَا بُنَیَّۃُ قَالَتْ اِنِّیْ لَوَجِعَۃٌ وَاَنَّہٗ لَیَزِیْدُنِیْ اَنِّیْ مَالِیْ طَعَامٌ اٰکُلُہٗ قَالَ یَا بُنَیَّۃُ اَمَا تَرْضِیْنَ اَنَّكِ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ اِلَّا مَرْیَمَ اِبْنَۃَ عِمْرَانَ قَالَتْ یَا اَبَتِ وَاَیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ قَالَ تِلْكَ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِھَا وَاَنْتِ سَیِّدَۃُ عَالَمِكِ وَاللّٰہِ لَقَدْ زَوَّجْتُكِ سَیِّدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ .. استیعاب ج ۲ ص۵

عمران بن حصین آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ حضرت فاطمہ کی بیماری میں اعادت کے لئے تشریف لے گئے تو فرمایا اے بیٹی طبیعت کیسی ہے۔ کہا بابا جان تکلیف زائد ہے۔ اور کچھ کھانے کو بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اے بیٹی کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو عالم کی عورتوں کی سردار ہو۔ مگر مریم بیٹی عمران بی بی صاحبہ نے عرض کیا بابا جان کہاں ہے مریم بنت عمران آپ نے فرمایا بیٹی تو اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہے۔ اور وہ اپنی زمانہ کی عورتوں کی سردار ہے اور میں نے تو تجھ کو دنیا و آخرت کے سردار سے نکاح کر دیا ہے۔

جس نے حضرت فاطمہ کو رنج و تکلیف دی اس نے آنحضرت کو رنج و تکلیف دی وہ داخل نار ہوا

وَفِی الْبُخَارِیِّ اِنَّ فَاطِمَۃَ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ۔ اَلْبِضْعَۃُ قِطْعَۃُ اللَّحْمِ وَبِہٖ اسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ مَنْ سَبَّھَا یَکْفُرُ۔

صحیح بخاری میں آنحضرت نے فرمایا ہے۔ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جس شخص نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھ کو غضبناک کیا۔ اسی حدیث سے علماء نے استدلال کیا کہ جو حضرت فاطمہ کو سب وشتم کرے گا وہ کافر ہو جائیگا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَغْضِبُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ۔ مستدرک صحیح ہے مثل بخاری مسلم کے۔

ابوسعید روایت کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ کسی ایک نے بھی اہل بیت کو غضب میں لایا اُس کو اللہ تعالیٰ داخل نار کرے گا۔

عَنْ عبداللہ بن الزبیر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ یَقْبِضُنِیْ مَا یَقْبِضُھَا وَ یَبْسُطُنِیْ مَا یَبْسُطُھَا وَاِنَّ الْاَنْسَابَ تَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ غَیْرَ نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ وَ صِھْرِیْ۔ مستدرک کنزالعمال ج ۶ صفحہ ۹۶

عَنْ المسور قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃُ شجنۃٌ مِّنِّیْ یَبْسُطُنِیْ مَا یُبْسِطُھَا وَ یَقْبِضُنِیْ مَا یُقْبِضُھَا۔ مستدرک صحیح الاسناد مثل بخاری ومسلم کے

عبداللہ بن زبیر آنحضرت سے روایت کرتا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اُس کو راحت دی اُس نے مجھ کو راحت دی۔ اور جس نے اُس کو تکلیف دی اُس نے مجھ کو تکلیف دی۔ اور بے شک قیامت میں تمام نسبیں قطع ہو جائینگی سوائے میری نسب و قرابت و دامادی کے **فائدہ** اسی وجہ سے حضرت عمر نے آپ کی صاحبزادی سے شادی کی

اور مسور کہتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ فاطمہ تو میری جان کا ٹکڑا ہے جس نے اُس کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضبناک کیا۔ اور ایک اور روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ فاطمہ تو میرے اندرونی جان کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اُس کے ساتھ نیک سلوک کیا اُس نے میرے ساتھ نیک سلوک کیا۔ اور جس نے اُس کے ساتھ بدسلوک کیا اُس نے میرے ساتھ بدسلوک کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بحیات حضرت فاطمہ ابوجہل کی لڑکی سے پیغام کیا تو آنحضرت کو معلوم ہوا تو آپ نے یہ فرمایا

عن المسور بن مخرمة قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان فاطمة بضعة منّی و انا اتخوف ان تفتن فی دینی و انی لست اُحرّم حلالاً و لا اُحلّ حراماً و لکن واللہ لا تجمع بنت رسول اللہ و بنت عدو اللہ عند رجل واحد ابداً - کنز العمال -

عن سوید بن غفلة قال خطب علی رضی اللہ عنہ ابنة ابی جہل عمّہا الحارث بن ھشام فاستشار النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال اعن حسبہا تسألنی قال علیّ قد اعلم ما حسبہا و لکن تامرنی بہا قال لا فاطمة بضعة منّی و لا احبّ ان تحزن او تجزع فقال لا آتی شیئاً تکرہہٗ ۔

عن ابی ایوب عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان بنی ھاشم بن المغیرة استأذنونی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب فلا اٰذن ثم لا اٰذن الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی و ینکح ابنتھم فانما ھی بضعة منّی یریبنی ما یریبہا و یؤذینی ما اذاھا - کنز ج ۶ ص ۹۶ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بحیات حضرت فاطمہ ابوجہل کی بیٹی کا پیغام کیا تو یہ فرمان صادر ہوا۔

مسور بن مخرمہ کہتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بے شک فاطمہ میری لخت جگر ہے اور میں اُس کو رنج فکر دینی فتنہ میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ اور میں نہ حلال کو حرام اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن قسم اللہ تعالےٰ کی رسول اللہ کی بیٹی و عدو اللہ کی بیٹی دونوں ایک شخص کے نکاح میں ابدالاباد نہیں رہ سکتیں۔

سوید بن غفلة سے مروی ہے حضرت علی نے ابوجہل کی بیٹی کا اُس کے چچا حارث بن ہشام سے پیغام کیا۔ اور آنحضرت سے مشورہ چاہا۔ آپ نے فرمایا کیا اُس کی حسب نسب دریافت کرتا ہے۔ حضرت علی نے کہا نہیں۔ میں اُن کو جانتا ہوں لیکن آپ کے

حکم کا منتظر ہوں۔ آپنے فرمایا فاطمہ تو میری جان سے ایک ٹکڑا ہے میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ کہ فاطمہ کو رنج والم اور دینی فتنہ میں ڈالوں حضرت علی نے عرض کیا کہ جس کو آپ ناپسند کریں میں کبھی نہیں کروں گا۔ اور ابوایوب کی حدیث کا مطلب بھی اس کے قریب ہے۔

سبب نکاح فاطمہؓ

عَنْ اَنس بن مالک قَالَ جَاءَ اَبُوْ بَکْرٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ عَلِمْتَ مُنَاصَحَتِیْ وَ قِدَمِیْ فِی الْاِسْلَامِ وَاِنِّیْ وَاِنِّیْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاکَ قَالَ تُزَوِّجُنِیْ فَاطِمَۃَ فَسَکَتَ عَنْہُ اَوْ قَالَ اَعْرَضَ عَنْہُ فَرَجَعَ اَبُوْ بَکْرٍ اِلٰی عُمَرَ فَقَالَ ھَلَکْتُ وَاَھْلَکْتُ قَالَ وَمَا ذَاکَ قَالَ خَطَبْتُ فَاطِمَۃَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْرَضَ عَنِّیْ قَالَ مَکَانَکَ حَتّٰی اٰتِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَطْلُبُ مِثْلَ الَّذِیْ طَلَبْتَ فَاَتٰی عُمَرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ عَلِمْتَ مُنَاصَحَتِیْ وَ قِدَمِیْ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ وَاِنِّیْ قَالَ وَمَا ذَاکَ قَالَ تُزَوِّجُنِیْ فَاطِمَۃَ فَاَعْرَضَ عَنْہُ فَرَجَعَ عُمَرُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ اِنَّہٗ یَنْتَظِرُ اَمْرَ اللّٰہِ فِیْھَا اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰی عَلِیٍّ حَتّٰی نَاْمُرَہٗ اَنْ یَطْلُبَ مِثْلَ الَّذِیْ طَلَبْنَا قَالَ عَلِیٌّ فَاَتَیَانِیْ وَاَنَا اُعَالِجُ فَسِیْلًا لِّیْ فَقَالَا اِبْنَۃُ ابْنِ عَمِّکَ تُخْطَبُ فَنَبَّھَانِیْ لِاَمْرٍ فَقُمْتُ اَجُرُّ رِدَائِیْ طَرَفًا عَلٰی عَاتِقِیْ وَطَرَفًا اَجُرُّہٗ عَلَی الْاَرْضِ حَتّٰی اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَعَدْتُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ عَرَفْتَ قِدَمِیْ فِی الْاِسْلَامِ وَمُنَاصَحَتِیْ وَاِنِّیْ وَاِنِّیْ قَالَ مَا ذَاکَ یَا عَلِیُّ قُلْتُ تُزَوِّجُنِیْ فَاطِمَۃَ قَالَ وَعِنْدَکَ شَیْءٌ قُلْتُ فَرَسِیْ وَبَدَنِیْ قَالَ اَمَّا دِرْعِیْ قَالَ اَمَّا فَرَسُکَ فَلَا بُدَّ لَکَ مِنْھَا وَ اَمَّا

درعات فبعتها فبعتها بأربعمائة و ثمانين فاتيته بها فوضعتها في
حجره فقبض منها فقال يا بلال ابغنا بها طيبا و امرهم ان يجهزوها
فجعل لهم سريرا شرط بالشرط و وسادة من ادم حشوها ليف و
ملاء البيت كثيبا يعني رملا و قال لي اذا اتتك فلا تحدث شيئا حتى آتيك
فجاءت مع ام ايمن حتى قعدت في جانب البيت و انا في جانب وجاء
رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال ههنا اخي فقالت ام ايمن اخوك
و قد زوجتها ابنتك قال نعم فدخل فقال لفاطمة ائتيني بماء فقامت
الى قعب في البيت فجعلت فيه ماء فاتت به فاخذه فمج فيه ثم قال
لها قومي فنضح بين ثدييها و على راسها و قال اللهم اني اعيذها
بك و ذريتها من الشيطان الرجيم و قال لها ادبري فادبرت فنضح
بين كتفيها ثم قال اللهم اني اعيذها بك و ذريتها من الشيطان الرجيم
ثم قال لعلي ائتيني بماء فعلمت الذي يريد فقمت فملات القعب
ماء فاتيته به فاخذ منه بفيه ثم مجه فيه ثم صب على راسي و
بين ثديي ثم قال اللهم اني اعيذه بك و ذريته من الشيطان الرجيم
ثم قال ادبر فادبرت فصب بين كتفي و قال اللهم اني اعيذه بك
و ذريته من الشيطان الرجيم و قال ادخل باهلك باسم الله و
البركة - کنز ج ص ۹۹ و ینابیع المودہ ص ۱۹۳ ـ

انس بن مالک کہتا ہے۔ ابو بکر آنحضرت کے پاس آیا اور سامنے بیٹھ گیا اور کہا کہ آپ
جانتے ہیں جسقدر میں نے اسلام میں ہمدردی کی ہے اور اسلام میں قدامت اور
جو کچھ میرے کارنامہ ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کیا چاہتا ہے۔ ابو بکر نے کہا آپ
فاطمہ سے میرا نکاح فرمائیے۔ آنحضرت نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ ابو بکر واپس گیا عمر کے

جا کر کہا میں تو ہلاک ہوگیا۔ اور اپنے کو ہلاک کر دیا۔ عمر نے کہا وہ کیا ہے ابو بکر نے کہا میں آنحضرت کے پاس گیا فاطمہ کا پیغام کہا آپ نے اعراض کیا عمر نے کہا تو ٹھہر جا میں جاتا ہوں ویسے ہی عمر بھی جا کر آنحضرت کے مقابل میں بیٹھ گیا۔ کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ کو خوب جانتے اور میں نے جو کچھ بھی اسلام میں ترقی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا چاہتا ہے عرض کیا کہ فاطمہ سے میرا نکاح کر دیجئے۔ آپ نے سکوت کیا عمر نے پھر واپس آ کر ابو بکر سے کہا آنحضرت تو کسی حکم الٰہی کے منتظر ہیں۔ چلو ہم علی کے پاس جائیں ہم اس کو کہیں کہ وہ اپنا پیغام کرے جیسے ہم نے کیا ہے۔ پس ہم علی کے پاس آئے وہ گھوڑے کو ملتا تھا۔ ہم دونوں نے اس کو کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سے پیغام کیجئے۔ آپ نے مجھ کو اچھی رائے دی علی اٹھ چلے چادر کچھ کندھے پر اور کچھ زمین پر لٹک رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے۔ اور سامنے بیٹھ گئے۔ کہا رسول اللہ آپ مجھ کو جانتے ہیں کہ میں اسلام میں سب سے سابق ہوں اور میرے کارنامہ بھی زائد ہیں اور جو کچھ میں نے کیا آنحضرت نے فرمایا کیا چاہتا ہے۔ کہا آپ فاطمہ کا مجھ سے نکاح کر دیجئے آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ شادی کے لئے سامان بھی ہے (حضرت) علی نے کہا ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے آنحضرت نے فرمایا گھوڑا تو تیرے کو اس کے سوائے کوئی چارا نہیں ہے۔ لیکن زرہ کو فروخت کر پھر میں نے زرہ چار سو اسّی کو اسکو فروخت کر کے آپ کے سامنے رکھا آپ نے اس میں سے کچھ لیکر بلال کو دیا اسمیں خوشبو خرید لے آیا۔ اور جہیز تیار کر دیا۔ پلنگ کھجور کی رسّی سے تیار کیا گیا۔ اور توشک فرش چمڑے سے کی گئی جس میں کھجور کی چھال تھی۔ اور مکان صاف کیا گیا۔ تازی ریتی بچھا کر صاف ستھرا کیا گیا فاطمہ کو ام ایمن کے ہمراہ روانہ کر کے فرمایا میرا انتظار کرنا۔ مکان کے ایک جانب حضرت علی دوسری طرف حضرت فاطمہ تشریف رکھتی تھی۔ آپ تشریف لائے فرمایا کہاں ہے میرا بھائی ام ایمن نے کہا آپ کا بھائی یہاں ہے۔ کیا آپ نے ان کی شادی فاطمہ سے کر دی ہے آپ نے

فرمایا ہاں پھر آپ گھر میں تشریف لائے۔ فاطمہ سے فرمایا پانی لا فاطمہ نے لگن میں پانی لاکر دیا۔ آپ نے اُس سے کلّی کی پھر اس میں ڈال دیا فاطمہ سے فرمایا کھڑی ہو جا۔ اُس پانی سے اُن پر آگے پیچھے چھڑکا۔ فرمایا اے بار خدا میں اُس کو اور اسکی اولاد کو آپکی پناہ میں دیتا ہوں شیطان رجیم سے۔ پھر آپ نے علی کو کہا اُٹھ کھڑا ہو۔ آپ پھر سامنے آئے۔ ویسا ہی آپ نے اُس سے پانی طلب کیا۔ پانی لایا۔ آپ نے کلی کی اسمیں ڈال کر اُس پر بھی اسی طرح چھڑکا۔ اور دعا فرمائی اے خداوند ذوالجلال میں اُس کو اور اُس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان رجیم سے۔ پھر آپ نے کہا جا اپنے گھر میں تعالےٰ کے نام و برکت سے۔

و قد اختلف فی مقدار مہرھا رضی اللہ عنہا

عن علی رضی اللہ عنہ قال تزوجت فاطمۃ قلت یارسول اللہ ما ابیع فرسی او درعی قال درعک فبعتھا بثنتی عشر اوقیۃ و کان ذلک مھر فاطمۃ کنز الاعمال جلد ۵ صـ۱۰۱

عن علی انہ لما تزوج فاطمۃ قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجعل عامۃ الصداق فی۔ کنز العمال صـ۹۹

عن علباء من احمر قال قال علی بن ابی طالب خطبت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ فاطمۃ قال فباع علیؓ درعا لہ و بعض ما باع من متاعہ فبلغ اربعمائۃ و ثمانین درھماً و امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یجعل ثلثیہ فی الطیب و ثلثاً فی الثیاب۔ ایضاً صـ۹۹ ع

و عن علی قال لما خطبت فاطمۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل لک من مھر قلت معی راحلتی و درعی قال فبعھما باربعمائۃ و قال اکثر والطیب لفاطمۃ

فَاِنَّهَا اِمْرَأَةٌ مِنَ النِّسَاءِ - ایضًا صہ۹۹

عَنْ علی قَالَ زَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَاطِمَۃَ عَلٰی اَرْبَعَۃٍ وَّ ثَمَانِیْنَ دِرْھَمًا وَّزْنُ سِتَّۃٍ وَّ قَالَ کَانَ الدِّرْھَمُ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سِتَّۃَ دَوَانِیْقَ وَ سَنَدُہٗ ضعیف - کنز ج ۷ صہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے جو فاطمہ سے شادی کی ہے - میں نے رسول اللہ سے عرض کیا کیا اپنا گھوڑا فروخت کروں یا اپنی زرہ آپ نے فرمایا زرہ فروخت کر پھر میں نے اُس کو بارہ اوقیہ کو فروخت کیا - اور یہی مہر تھا فاطمہ کا -

دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے آنحضرت کو صاحبزادی فاطمہ کا پیغام کیا جو عام مہر ہوتا ہے وہ مقرر کرنا چاہیئے -

تیسری روایت علبا بن احمر کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کہ میں نے آنحضرت کی صاحبزادی کا پیغام کیا تو میں نے اپنی زرہ اور بعض اسباب فروخت کیا جس کی قیمت چارسو اسّی ۴۸۰ تھی - آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ دو ثلث تو طیب خوشبو میں خرچ کرو - تیسرا حصہ کپڑوں میں -

چوتھی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے فاطمہ کا پیغام کیا تو آنحضرت نے فرمایا تیرے پاس کچھ مہر کے لئے بھی ہے - میں نے عرض کیا ایک میری سواری دوسری زرہ ہے - آپ نے فرمایا زرہ کو فروخت کر کے اکثر طیب میں خرچ کرو کیونکہ اُس کو خوشبو بہت پسند ہے -

جہز فاطمۃ رضی اللہ عنہا

عَنْ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمَّا زَوَّجَہٗ فَاطِمَۃَ بَعَثَ مَعَھَا بِخَمِیْلَۃٍ وَّوِسَادَۃٍ اَدَمٍ حَشْوُھَا لِیْفٌ وَّ رَحَائَیْنِ وَ سِقَائَیْنِ - اصحابہ فی صحابہ ج ۴ صہ۱۵۹

وَعَنْ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ جَهَّزَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
فَاطِمَۃَ فِیْ خَمِیْلٍ وَقِرْبَۃٍ وَوِسَادَۃٍ اٰدَمٍ حَشْوُھَا اِذْخَرٌ۔
کنز العمال از حق ج ۵ ص۱۰۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فاطمہ کو جہیز مرحمت فرمایا تھا وہ ایک حاشیہ دار چادر ریشم ملی ہوئی تھی اور ایک توشک چمڑے سے تیار کی ہوئی تھی جس کے اندر کھجور کی چھال تھی۔ اور چکی کے دو پاٹ اور دو مشکیزے اور دوسری حدیث کا بھی یہی مطلب ہے۔ صرف لیف کی جگہ اذخر دیا ہے۔ معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔

حضرت فاطمہ کے وقت وفات اور حالات وفات

وَقد ثبت فِی الصحیح عَنْ عائشۃ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا اَنَّ فَاطِمَۃَ مَاتَتْ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ تابعہ صالح بن کیسان و عقیل وَ اِبْنُ عُیَیْنَۃَ وَالواقدیّ وَ مُحَمَّدُ بن عَبْدُ اللہِ ابن اخی و الزھری و ابن جریج کُلُّھُمْ نحوہٗ مستدرک ج ۲ ص۱۶۲

عَنْ عُرْوَۃَ اَنَّ فَاطِمَۃَ تُوُفِّیَتْ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسِتَّۃِ اَشْھُرٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ وھو اشبہ عندنا و تُوُفِّیَتْ لَیْلَۃَ الثلاثاء لثلاث حلون من شھر رَمَضَانَ سنۃ احدی عشرۃ

وَقَالَ مُحَمَّدُ بن علی ابو جعفر توفیت بَعْدَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بستۃ اشھر۔

وَعَنْ عُمَرَ بن دِیْنَارٍ تُوُفِّیَتْ بَعْدَ ابیھا بثمانیۃ اشھر۔۔

وَقَالَ ابن بریدہ عَاشَتْ بَعْدَہٗ سَبْعِیْنَ یَوْمًا۔

وَقَالَ المدائنی ماتت لیلۃ الثلثاء لثلاث خلون من شہر رمضان سَنَۃ اِحدٰی عَشرَۃَ وَھِیَ اِبْنَۃُ تِسعٍ وَعشرِینَ سَنَۃً وَوَلَدَتْ قَبلَ النُبُوَّۃِ بِخَمسِ سِنِیْنَ - استیعاب جلد ۲ صفحہ ۵۲۷

اور جو صحیح طور پر ثابت ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے - کہ فاطمہ بعد وفات آنحضرت کے چھ ماہ تک زندہ رہی اور اس کے ساتھ صالح بن کیسان اور عقیل اور ابن عیینہ اور واقدی اور محمدؐ بن عبد اللہ ابن رضی اور زہری اور ابن جریج سب نے اِس کے ساتھ اتفاق کیا ہے - اور اسی طرح عروۃ کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے - کہ بی بی فاطمہؑ چھ ماہ بعد آنحضرت کے زندہ رہی منگل کے روز ستائیس ۲۷ رمضان سنہ ۱۱ھ گیارہ میں انتقال ہوا - اور سب نے اسی کو مناسب کہا ہے - اور عمرو بن دینار کی روایت ستر یوم کے بعد انتقال فرمایا صحت کا ذکر نہیں کیا - اور مدائنی کی روایت کہ بی بی صاحبہ منگل کے روز ستائیس ۲۷ رمضان سنہ ۱۱ھ گیارہ میں انتقال اور روز ولادت قبل نبوت کے پانچ سال ہے - استیعاب جلد ۲ صفحہ ۵۲۷ میں بیان کیا ہے ۔

واختلف فِی سِنّہَا وقت وفات ھا

قَدْ ذَکَرَ الزُّبَیْرُ بْنُ بَکَّارٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الْحُسَیْنِ بْنِ الْحَسَنِ دَخَلَ عَلٰی ھِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِکِ وَعِنْدَہُ الْکَلْبِیُّ فَقَالَ ھِشَامٌ لِعَبْدِ بْنِ الْحَسَنِ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ کَمْ بَلَغَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ السِّنِّ فَقَالَ ثَلَاثِیْنَ سَنَۃً فَقَالَ ھِشَامٌ لِلْکَلْبِیِّ کَمْ بَلَغَتْ مِنَ السِّنِّ فَقَالَ خَمْسًا وَّثَلَاثِیْنَ سَنَۃً فَقَالَ ھِشَامٌ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَسَنِ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِسْمَعِ الْکَلْبِیَّ یَقُوْلُ مَا تَسْمَعُ وَقَدْ عُنِیَ

بِھٰذا لِسَانٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بن الحسن یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْن سَلْنِی عَنْ اُمِّی وَ سَلِ الْکَلْبِیَّ عَنْ اُمِّہٖ ۔

زبیر بن بکار حضرت عبداللہ بن حسین بن الحسن سے روایت کرتا ہے۔ ایک روز آپکا گذر ہشام بن عبدالملک پر ہوا۔ اور اتفاق سے وہاں ہشام کے پاس کلبی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ہشام نے امام سے کہا حضرت فاطمہ کی وفات کے وقت کیا عمر تھی آپ نے جواباً فرمایا تئیس ۲۳ سال۔ پھر ہشام نے کلبی سے کہا آپ فرمائیے کہا پینتیس ۳۵ پھر ہشام نے کہا امام آپ نے سُنا کلبی کیا کہتا ہے امام نے کہا کلبی سے کلبی کی ماں کا حال دریافت فرمائیے۔ اور میری ماں کا حال مجھ سے دریافت فرمائیے۔ وہ بیچارہ کیا جانے۔

ذکر وفاتہا وغسلہا ودفنہا ومن صلّی علیہا

عَنْ امام جعفر ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قالت لِاَسْمَاءَ بنت عمیس یا اسماء اِنِّی قَدْ اِسْتَقْبَحْتُ مَا یَصْنَعُ بِالنساء اِنَّہ یطرح علی المرءۃ الثوب فیصفہا فقالت اسماء یَا بِنْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا اُرِیْكِ شَیْئًا رَاَیْتُہٗ بِاَرْضِ الْحَبَشَۃِ فَدَعَتْ بِجَرَائِدِ رَطْبَۃٍ فَحَنَتْہَا ثُمَّ طَرَحَتْ عَلَیْہَا ثَوْبًا فقالت فَاطِمَۃُ مَا اَحْسَنَ ھٰذَا وَاَجْمَلَہٗ تُعْرَفُ بِہِ الْمَرْأَۃُ مِنَ الرِّجَالِ فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَاغْسِلِیْنِی اَنْتِ وَعَلِیٌّ وَلَا تُدْخِلِی عَلَیَّ اَحَدًا فَلَمَّا تُوُفِّیَتْ جَاءَتْ عَائِشَۃُ تَدْخُلُ فَقَالَتْ اَسْمَاءُ لَا تَدْخُلِی فَشَکَتْ اِلٰی اَبِی بَکْرٍ فَقَالَتْ اِنَّ ھٰذِہِ الْخَثْعَمِیَّۃُ تَحُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَقَدْ جَعَلَتْ لَھَا مِثْلَ ھَوْدَجِ الْعَرُوْسِ فَجَاءَ اَبُوْبَکْرٍ فَوَقَفَ عَلَی الْبَابِ فَقَالَ یَا اَسْمَاءُ مَا حَمَلَكِ عَلٰی اَنْ مَنَعْتِ اَزْوَاجَ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ید خلن علی بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جعلت لہا مثل ھودج العروس فقالت ام نبی الآبد خل علیہا احد و ار یتہا ھذا لذی صنعت وھی حیۃ فامرتنی ان اصنع ذلک لہا قال ابو بکر فاصنعی ما امرتک ثم انصرف وغسلہا علی و اسماء و کانت اشارت علیہ ان ید فنہا لیلاً۔

وھذا اول من غطی من النساء فی الاسلام علی الصفۃ المذکورۃ فی ھذا الخبر ثم بعدھا زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا صنع ذلک بہا ایضاً استیعاب ج ۲ ص ۷۵۱۔

و اخرج ابن سعد و احمد بن حنبل من حدیث ام رافع قالت مرضت فاطمۃ فلما کان الیوم الذی توفیت فیہ قالت لی یا امہ اسکبی لی غسلاً و اغتسلت کاحسن ما کانت تغتسل ثم لبست ثیاباً لہا جدداً ثم قالت اجعلی فراشی وسط البیت فاضطجعت علیہ و استقبلت القبلۃ و قالت انی مقبوضۃ الساعۃ و قد اغتسلت فلا یکشفن لی احد کفنا فماتت فجاء علی فاخبرتہ فاحتملہا و دفنہا بغسلہا ذلک و فی روایۃ ان علیاً غسلہا و صلی العباس بن عبد المطلب علی فاطمۃ رض

و نزل ھو و علی و الفضل بن عباس فی حفرتہا اصابہ فی صحابہ ج ۴ ص ۱۵۹

تنبیہ

و اما روایت الذی صلی علیہا ابو بکر فیہ ضعف و انقطاع۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسما بنت عمیس سے فرمایا۔ اسے اسماء آجکل جو عورتوں کے

جنازہ کا رواج ہے نہایت قبیح و نامناسب رواج ہے یہ نہایت قبیح و بے پردہ ہے
صرف عورت کے جنازہ پر کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے بدن کی حالت بنظاہر
نظر آتی ہے میں اُس کو ناپسند کرتی ہوں۔ اسماء بنت عمیس نے عرض کیا کہ میں
حبشہ میں بزمانہ ہجرت رہ چکی ہوں اور وہاں کا رواج بہت اچھا ہے میں آپ کو
بتاتی ہوں۔ اسماء نے کھجور کی شاخیں منگائیں۔ اُن کو چیر کر دو دو ٹکڑے کر کے
مثل ہودج وڈولے کے بنایا۔ پھر اُس پر کپڑا ڈال کے دیکھا یا تو آپ کو بہت
پسند آیا۔ فرمایا یہ تو بہت اچھا ہے عورتوں کے اوصاف نظر نہیں آتے مثل مردوں
کے ہے۔ اور جب میں مروں تو ویسا ہی کرنا۔ اور تو مجھ کو غسل دینا اور علیؓ اور کسی کو
اندر نہیں آنے دینا۔ پھر جب بی بی فاطمہ کا انتقال ہُوا تو حضرت عائشہ تشریف
لائیں کہ اندر آئیں لیکن اسماء نے کہا بی بی صاحبہ نے تو اندر آنے سے منع فرمایا ہے
حضرت عائشہ کو ناگوار ہوا حضرت ابو بکر سے شکایت کی۔ حضرت ابو بکر تشریف
لائے۔ فرمایا اے اسماء تو نے ازواج آنحضرت کو کیوں منع کیا۔ اسماء نے کہا
بی بی صاحبہ نے وصیّت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میرے نزدیک کوئی نہ
آنے پاوے۔ حضرت ابو بکر نے کہا یہ جنازہ کیونکر تیار کیا گیا ہے۔ اسماء نے کہا
بی بی صاحبہ کا یہی ارشاد ہے۔ اور اِس کو آپ نے پسند کیا۔ ابو بکر نے کہا
جو وہ کہہ گئی ہیں ویسا ہی کرنا۔ پھر چلے گئے۔ اور اسماء و علی رضی اللہ عنہ نے بی بی
صاحبہ کو غسل دیا ہے۔ اور بی بی صاحبہ نے اس امر کا اشارہ فرمایا تھا کہ وہ رات کو
دفن کی جاویں۔ تا کہ لوگوں پر اظہار حالات میّت نہ ہوں۔ اور یہ پہلا واقعہ ہے
اسلام میں جو اس طرح جنازہ تیار کیا گیا۔ پھر یہ رواج ہو گیا حتیٰ حضرت زینب
بنت جحش بی بی آنحضرت کے ساتھ بھی ایسا ہی جنازہ تیار کیا گیا تھا۔
اور طبقات ابن سعد اور مسند امام احمدؒ میں ام رافع سے ایک روایت ہے کہ جب

بی بی فاطمہ کا وفات کا دن آیا۔ اُمِ رافع سے کہا اے ماں میرے لئے غسل کا پانی تیار کیجئے میں غسل کرونگی اور بہت اچھا غسل کروں گی۔ پھر آپ نے غسل کر کے جدید کپڑے منگا کر پہنے۔ درمیان مکان کے آرام فرمائیں۔ اور فرمایا اِنِّیْ مَقْبُوْضَۃٌ میں تو مرنے والی ہوں۔ قبلہ کی طرف منہ کیا۔ اور فرمایا میں غسل کر چکی ہوں۔ اب کوئی میرے جسم کو نہ دیکھے انتقال فرمایا۔ جب کہ حضرت علی آئے تو میں نے سب حال اُن سے بیان کیا۔ آپ نے اسی غسل و کفن کے ساتھ لے جا کر دفن کر دیا۔

حضرت فاطمہؓ کا مدفن

قَالَ وَاقِدِی قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ مِنَ الْمَوَالِی اَنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اَنَّ قَبْرَ فَاطِمَۃَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ مَا دَفَنَتْ اِلَّا فِیْ زَاوِیَۃٍ فِیْ دَارِ عَقِیْلٍ وَبَیْنَ قَبْرِھَا وَبَیْنَ الطَّرِیْقِ سَبْعَۃَ اَذْرُعٍ۔ اصابہ فی صحابہ ج ۸ ص ۱۶۰

امام واقدی نے عبدالرحمان بن موالی سے کہا اس میں شک نہیں کہ لوگوں کا کہنا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر جنۃ البقیع میں ہے جواباً عبدالرحمن بن موالی نے کہا وہ دفن نہیں کی گئی۔ مگر زاویہ میں یعنے عقیل کے مکان کے کنارے دفن ہیں۔ درمیان قبر اور راستہ کے سات ہاتھ کا فاصلہ ہے۔ اور مستدرک ج ۳ ص ۲۵۵ میں ہے۔ کہ عقیل ابن ابی طالب بقیع میں ہے۔

حضرت فاطمہؓ پر جو مرثیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھا

لِکُلِّ اجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِیْلَیْنِ فُرْقَۃٌ	وَکُلُّ الَّذِیْ دُوْنَ الْفِرَاقِ قَلِیْلٌ
وَاِنَّ افْتِقَادِیْ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ	دَلِیْلٌ عَلٰی اَنْ لَا یَدُوْمَ خَلِیْلٌ
دوست ہر ایک کی دوستی میں جدائی ہے	اور ہر ایک جدا ہونیوالے محبت کا زمانہ تھوڑا ہے۔
گو بعد ایک دوسرا مضبوط کیوں نہ کریں	یہ صاف دلیل ہے کہ دوست ہمیشہ نہیں رہیگا۔

الحسن والحسین سید شباب اھل الجنۃ

عن حذیفۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ اما رأیت العارض الذی عرض لی قبل ذلک ھو ملک من الملائکۃ الی الارض فط قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ عز وجل ان یسلم علی ویبشرنی ان الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ۔

اخرجہ احمد وترمذی و نسائی وابن حبان صواعق ص۱۱۱

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ الا ابنی الخالۃ عیسٰی بن مریم ویحیٰی بن زکریا

بخاری ابویعلی وابن حبان وطبرانی ومستدرک ۔۔ ایضاً

جملہ احادیث بالا کا مضمون یہ ہے کہ حضرت امامین حسنین سردار ہیں اہل جنت کے جوانوں کے کیونکہ یہ بھی دونوں جوانی کے زمانہ میں شہید ہوئے ہیں۔

سانپ کا جنگل میں حسنین کی حفاظت کرنا

عن یعلی بن مرۃ قال کنا حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت ایمن فقالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد ضل الحسن والحسین وذلک راد النھار یقول ارتفاع النھار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا فاطلبوا ابنی واخذ کل رجل تجاہ وجھہ واخذت نحو النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یزل حتی اتی سفح جبل واذا الحسن والحسین

يلتزق كل واحد منهما صاحبه واذا شجاع قائم على ذنبه يخرج
من فيه شبه النار فأسرع اليه مخاطبا لرسول الله صلى الله عليه
وسلم ثم انساب فدخل بعض الاجحرة ثم اتاهما فافرق بينهما و
مسح وجوههما و قال بابي و امي انتما ما اكرمكما على الله ثم حمل احدهما
على عاتقه الايمن والاخر على عاتقه الايسر فقلت طوبى لكما نعم
مطيتكما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم و نعم الراكبان هما
و ابوهما خير منهما - کنز جلد ۵ ص ۱۰۹ از طبرانی -

حضرت یعلی بن مرہ کہتا ہے کہ ایک روز ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف
تھے اُم ایمن نے آکر کہا حضرت دونوں صاحبزادے کہیں چلے گئے ہیں دوپہر کا
وقت تھا آپ نے سب کو فرمایا چلو میرے دونوں بچوں کو ڈھونڈو۔ ہم سب کے سب
آنحضرت کے ساتھ ہولئے۔ یہاں تک ہم پہاڑ کے نیچے جا پہنچے کیا دیکھتے ہیں حسنینؑ
دونوں ایک دوسرے کو لپٹے ہوئے سو رہے ہیں۔ اور ایک بہت بڑا سانپ اپنی دُم
پر کھڑا اُن دونوں کا پہرا دے رہا ہے۔ اور اُس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی طرف دوڑے اور سانپ آپ کی طرف مخاطب ہو کر
کچھ عرض کر رہا ہے۔ پھر وہ پیچھے ہو کر پتھروں میں گھس گیا۔ آنحضرت نے دونوں
صاحبزادوں کو اُٹھا کر دونوں کے چہروں کو صاف کیا اور فرمایا خداوند تعالی تم دونوں
کی بہت عزت اکرام فرمایا۔ پھر آپ نے ایک کو ایک کندھے پر اور دوسرے کو دوسرے
کندھے پر سوار کر لیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کیا اچھا مرکب ہے آپ نے فرمایا
سوار بھی دونوں اچھے سوار ہیں۔ اور ان کا باپ ان دونوں سے اچھا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ چھوڑ کر حسنین کو اٹھانا

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُنَا فَاَقْبَلَ حَسَنٌ وَحُسَیْنٌ عَلَیْہِمَا قَمِیْصَانِ اَحْمَرَانِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثِرَانِ وَیَقُوْمَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَھُمَا فَوَضَعَھُمَا بَیْنَ یَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ رَاَیْتُ ھٰذَیْنِ فَلَمْ اَصْبِرْ ثُمَّ اَخَذَ فِیْ خُطْبَتِہٖ کنز از س حم دت ن ع وابن خزیمہ وحب ۔ک ۔ ھق ۔ض ۔

حضرت بریدہ کہتا ہے ۔ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے ۔ سامنے سے حسنینؑ دوڑتے ہوئے آ گئے ۔ آپ نے خطبہ چھوڑ اُن کو اُٹھا کر سامنے بٹھا لیا ۔ اور فرمایا خداوند تعالیٰ اور اُس کے رسول نے سچ کہا ۔ کہ بیشک تمہارا مال و اولاد ایک قسم کا امتحان آزمائش ہے ۔ جب دونوں سامنے سے آئے تو مجھ کو صبر نہیں آیا ۔ اوتر کر اُن کو اُٹھا لیا ۔

اور بعض خصائص حسنینؑ کے

عَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ الْعَامِرِیِّ قَالَ حَسَنٌ وَحُسَیْنٌ یَسْعَیَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَمَّھُمَا اِلَیْہِ وَقَالَ اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَۃٌ مَجْبَنَۃٌ ۔ کنز ازش جلد ۵ صفحہ ۱۰۹ ۔

یعلی بن مرۃ کہتا ہے حضرت حسنؑ و حسینؑ دونوں دوڑتے ہوئے آ رہے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے سینے مبارک سے لگا لیا ۔ اور فرمایا اولاد آدمی کو بخیل نامرد کر دیتی ہے ۔

حسنین کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہونا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی صلوٰۃ العشاء فکان الحسن والحسین یثبان علے ظہرہ فلما صلے قال ابوھریرۃ یارسول اللہ الا اذھب بھما الی امھما فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا فبرقت بارقۃ فما زالا فی ضوءھا حتے دخل الی امھما۔ کنز الکر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی اور حسن وحسین دونوں حضرت کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ آنحضرت جب نماز سے فارغ ہو گئے۔ تو ابو ہریرہ نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ کے پاس نہ لے جاؤں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر آپ نے ایک کپڑا اچھال کر دیا اور وہ روشن ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ان کو لیجاؤ ان کی والدہ کے پاس۔ جب تک یہ روشن رہیگا۔

عن جابر قال دخلت علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو یمشی علے اربع وعلے ظہرہ الحسن والحسین وعلے ظہرہ وھو یقول نعم الجمل جملکما ونعم العدلان انتما۔ کنز العمال۔ جلد ۵ صفحہ ۱۱۰۔

حضرت جابر کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا۔ تو آپ چوپائے کی طرح چل رہے تھے۔ اور حسنین رض دونوں آپکی پشت مبارک پر سوار تھے اور آپ فرماتے جاتے تھے۔ کہ سواری تو بہت اچھی اور تم دونوں سوار بھی اچھے سوار ہو۔

عن عبد اللہ بن العباس یعود النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی مرضہ فرفعہ فاجلسہ علے السریر فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رفعک اللہ یا عم

ثُمَّ قَالَ الْعَبَّاسُ هٰذَا عَلِیٌّ یَسْتَأْذِنُ فَدَخَلَ وَ دَخَلَ مَعَہٗ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ ھُؤُلَاءِ وَلَدُكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَھُمْ وَلَدُكَ یَا عَمِّ فَقَالَ اَتُحِبُّھُمْ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اَحَبَّكَ اللّٰہُ كَمَا اَحْبَبْتَہُمْ ۔ کنز ج ۵ ص ۱۱۱

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مرض موت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کو عباس تشریف لے گئے۔ آپ نے آنحضرت کو اُٹھا کر پلنگ پر بٹھایا۔ اور آنحضرت نے آپ کے لیئے فرمایا اے چچا خدا آپ کو بلند مرتبہ دے پھر حضرت عباس نے آنحضرت سے کہا کہ علی بھی آنا چاہتا ہے۔ پھر علی و حسن و حسین تینوں ساتھ ساتھ تشریف لائے۔ تو حضرت عباس نے فرمایا کیا یہ آپ کے صاحبزادے ہیں اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ آپ ہی کے صاحبزادے ہیں اے چچا۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ کیا چچا آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔ کہا ہاں۔ پھر آنحضرت نے فرمایا خدا آپ کو دوست رکھے۔ جیسے آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔

اس حدیث میں ایک عجیب و غریب فائدہ مرتب ہوتا ہے وہ یہ کہ شیعہ حضرات صحابہ پر وخاصکر حضرت عمر پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا اَئْتُوْنِیْ اَكْتُبُ لَكُمْ اَنْ لَا تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ۔ اس حدیث کے صحیح ہونے میں تمام اُمت کا اتفاق ہے۔ کتب صحاح فریقین میں موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت و غرض یہ تھی کہ علی بن ابی طالب کو خلافت لکھ دیں لیکن عمر بن الخطاب نے روک دیا۔ کہ آنحضرت کو درد سر و بخار شدید ہے! آپ پریشان ہیں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰہِ حالانکہ یہ واقعہ ابتداء مرض موت میں ہوا اور حدیث عبداللہ بن عباس کا آخر مرض موت ہے۔ جب کہ آنحضرت کو بیٹھنے کی طاقت نہیں تھی تو حضرت عباس نے آپ کو اٹھا کر بٹھایا۔ جب کہ اس قدر جلیل القدر چاروں اہلبیت آنحضرت کے پاس موجود ہیں بغیر شرکت غیری کے

تو آپ لوگوں نے ایسے وقت میں کیوں نہیں خلافت کو لکھوا لیا۔ اور آنحضرت نے حکم الٰہی کی تعمیل کیوں نہیں فرمائی۔ جب کہ خداوند ذوالجلال نے حکم نازل فرما دیا تھا کہ

بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ عَلَیْکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ

ولادت الحسنؑ و عقیقتہ

الحسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ھاشم القرشی الھاشمی سِبطِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابن بنتہ یُکنیٰ ابا محمد۔ ولدتہ امہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نصف من شھر رمضان سنۃ ثلاث من الھجرۃ ھذا اصح ما قیل فی ذلک ان شاء اللہ تعالیٰ۔ استیعاب جلد ۱ صفحہ ۱۳۹ وبہ قال فی اصابہ فی صحابہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۹۔

وعق عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم سابعہ بکبشین وحلق رأسہ وامر ان یتصدق بزنۃ شعرہ فضۃ۔

استیعاب جلد ۱ صفحہ ۱۳۹۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے والد علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی ہیں۔ اور آپ سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ فرزند ہیں آپکی صاحبزادی بی بی فاطمہ کے اِن کی کنیت ابو محمد ہے۔ نصف ماہ رمضان سن تین ہجری میں پیدا ہوئی۔ بقول اصح کے اور اصابہ فی صحابہ میں بیان کیا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادیت نصف ماہ رمضان سن تین ہجری ہے۔ بقول اثبت کہا ابن سعد نے طبقات میں اور ابن برقی اور دوسرے اور علماء نے بھی اسی کو اصح قرار دیا ہے۔ اور ساتویں روز آنحضرت نے آپ کا عقیق کیا۔ دو مینڈھوں سے اور حلق راس کیا

اور فرمایا اس کے بالوں سے وزن کر کے چاندی خیرات کر دو۔

وَسَمَّاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ قَالَ لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ جَاءَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَا سَمَّیْتُمُوْہُ قُلْتُ سَمَّیْتُہٗ حَرْبًا قَالَ بَلْ ھُوَ حَسَنٌ فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَیْنُ قَالَ اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَا سَمَّیْتُمُوْہُ قُلْتُ حَرْبًا قَالَ بَلْ ھُوَ حُسَیْنٌ فَلَمَّا وُلِدَ الثَّالِثُ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَا سَمَّیْتُمُوْہُ قُلْتُ حَرْبًا قَالَ بَلْ ھُوَ مُحَسِّنٌ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ سَمَّیْتُھُمْ بِاَسْمَاءِ وُلْدِ ھَارُوْنَ شَبَّرُ وَ شُبَیْرُ وَمُشْبِرُ۔ استیعاب جلد اوّل صفحہ ۱۳۹ و مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۶۵

قَالَ الْعَسْکَرِیُّ لَمْ یَکُنْ ھٰذَا الْاِسْمُ یُعْرَفُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَقَالَ الْفَضْلُ اَنَّ اللہَ حَجَبَ اِسْمَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ حَتّٰی سَمّٰی۔

عَنْ سَوْدَۃَ بِنْتِ مِسْرَحٍ الْکِنْدِیَّۃِ قَالَتْ کُنْتُ فِیْمَنْ حَضَرَ فَاطِمَۃَ حِیْنَ ضَرَبَھَا الْمَخَاضُ فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَیْفَ ھِیَ کَیْفَ اِبْنَتِیْ فَدَیْتُھَا قُلْتُ اِنَّھَا لَتَجْھَدُ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ اِذَا وَضَعَتْ فَلَا تُحْدِثِیْ شَیْئًا حَتّٰی تُؤْذِنِیْنِیْ قَالَتْ فَوَضَعَتْہُ فَسَرَرْتُہٗ وَلَفَفْتُہٗ فِیْ خِرْقَۃٍ صَفْرَاءَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَعَلَتْ اِبْنَتِیْ فَدَیْتُھَا وَ مَا حَالُھَا وَکَیْفَ ھِیَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَضَعَتْہُ وَ سَرَرْتُہٗ وَجَعَلْتُہٗ فِیْ خِرْقَۃٍ صَفْرَاءَ قَالَ لَقَدْ عَصَیْتِنِیْ قُلْتُ اَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ مَعْصِیَۃِ اللہِ وَ مَعْصِیَۃِ رَسُوْلِہٖ سَرَرْتُہٗ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَلَمْ اَجِدْ

مِنْ ذٰلِكَ بُدًّا قَالَ ائْتِنِیْ بِهٖ فَاَتَیْتُهٗ بِهٖ فَاَلْقٰی عَنْهُ الْخِرْقَةَ الصَّفْرَاءَ وَلَفَّهٗ فِیْ خِرْقَةٍ بَیْضَاءَ وَتَفَلَ فِیْ فِیْهِ وَاَلْبَاهُ بِرِیْقِهٖ ثُمَّ قَالَ اِدْعِیْ عَلِیًّا قَالَ مَا سَمَّیْتَهٗ یَا عَلِیُّ قَالَ سَمَّیْتُهٗ جَعْفَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰکِنَّهٗ حَسَنٌ وَبَعْدَهٗ حُسَیْنٌ وَاَنْتَ اَبُوالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ ۔ کنزالعمال از ابن مندہ وابونعیم ورجالہ ثقات جلد ۵ صفحہ ۱۰۴ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہُوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ۔ فرمایا میرے بیٹے کو لاؤ ۔ تونے اِس کا کیا نام رکھا ہے میں عرض کی اِس کا نام حرب رکھا ہے ۔ آپ نے فرمایا نہیں ۔ بلکہ حسن نام رکھو ۔ اور جب حسین پیدا ہُوا تو آپ تشریف لائے ۔ فرمایا میرے بیٹے کو لاؤ تم نے اِس کا کیا نام رکھا ہے ۔ میں نے کہا حرب آپ نے فرمایا نہیں ۔ بلکہ یہ حسین ہے ۔ اور جب تیسرا صاحبزادہ پیدا ہُوا تو آپ نے فرمایا اس کا کیا نام رکھا ہے میں نے عرض کیا اس کا نام حرب رکھا ہے ۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ محسن ہے ۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے اِن کا نام ہارُون کے بیٹوں کے ناموں کے مطابق رکھا ہے ۔ ہارون کے تینوں بیٹوں کے نام شبّر شبیر و مُشبر تھا ۔

امام عسکری فرماتے ایسے نام زمانہ جاہلیت میں نہیں پائے گئے ۔ خدا نے ان کے لئے خاص رکھ چھوڑا تھا ۔ اور سویدہ بن مسرح کندیہ کہتی ہے کہ فاطمہ کی زچگی میں میں موجود تھی ۔ آنحضرت تشریف لاکر فرمایا میری بیٹی کا کیا حال ہے میں نے عرض کی کچھ تکلیف ہے آپ نے فرمایا میں نے اُس کو فدیہ کر دیا ہے ۔ جب زچگی ہو بغیر میرے دریافت کے کوئی نئی بات نہ کرنا ۔ زچگی ہوئی تو مجھ کو خوشی ہوئی میں نے بچے کو زرد کپڑے میں لپیٹ دیا ۔ آنحضرت تشریف لاکر فرمایا میری بیٹی کا کیا حال ہے میں نے تو اُس کو فدیہ کر دیا ہے ۔ میں نے عرض کی بچے کو زرد کپڑے میں لپیٹ دی ہوں

آپ نے فرمایا تونے نافرمانی کی میں نے عرض کی میں خدا اور اُس کے رسول ؐ کی کی نافرمانی سے پناہ مانگتی ہوں۔ مجھ کو اُس وقت بجز اس کے دوسرا کپڑا نہیں ملا آپ نے فرمایا بچے کو لاؤ آپ نے اُس زرد کپڑے کو نکال سفید کپڑے میں لپیٹ دیا اپنا لب دہن مبارک بچے کے منہ میں ڈال کر فرمایا علی کو بلاؤ۔ آپ نے اِس کا کیا نام رکھا ہے۔ آپ نے کہا جعفر آپ نے فرمایا نہیں لیکن حسن اور اس کے بعد حسین اور تو ابو الحسن والحسین ہے۔

الحسنین اشبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ علیہ وسلم قال کان الحسن اشبہ الناس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الصدر الی الراس والحسین اشبہ الناس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل من ذلک۔ استیعاب جلد اول صفحہ ۱۳۹

فی البخاری عن انس بن مالک قال لم یکن احد اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم من الحسن بن علی رضی اللہ عنہما۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں حسن سب لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت ہی مشابہ ہے سینے مبارک سے سر مبارک تک اور حسین بھی آنحضرت کے ساتھ بہت ہی مشابہ تھا۔ تمام لوگوں سے۔ سینے مبارک سے نیچے تک۔

عن عقبۃ بن الحارث قال خرجت مع ابی بکر من صلوۃ العصر بعد وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلیال و علیؓ یمشی الی جنبہ فمر بحسن بن علی رضی اللہ عنہ یلعب مع غلمان فاحتملہ علی

رَقَبَتِهٖ وَهُوَ یَقُوْلُ بِاَبِیْ شَبِیْہٌ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَبِیْھًا بِعَلِیٍّ وَعَلِیٌّ یَضْحَکُ۔ بخاری اور کنز و ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۱۰۲ و مستدرک جلد ۳

عقبہ بن حارث کہتا ہے کہ اتفاق سے ایک روز میں ابو بکر رض کے ساتھ بعد نماز عصر جا رہا تھا کئی دن بعد انتقال آنحضرت کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو بکر کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ تو اتفاق سے امام حسن بھی کھیلتے کھیلتے آ گئے اور حضرت عثمان بھی ساتھ تھے۔ تو آپ نے امام حسن کو اٹھا لیا۔ فرمایا تو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ ہے نہ علی کے ساتھ اور حضرت علی ہنستے تھے۔

مَنْ اَحَبَّ حَسَنًا وَاَحَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ اَغْضَبَ حَسَنًا وَاَغْضَبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

عَنْ اُسَامَۃَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجْلِسُنِیْ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ فَیَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا۔ از بخاری از اصابہ۔

عن بریدۃ قال کان النبی صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ اِذَا جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْھِمَا قَمِیْصَانِ اَحْمَرَانِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ فَنَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَھُمَا وَوَضَعَھُمَا بَیْنَ یَدَیْہِ۔ ترمذی۔

عن اُسَامَۃَ بن زَیْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ الْحَاجَۃِ فَقَالَ ھٰذَانِ اِبْنَایَ وَاَبْنَا اِبْنَتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا۔ ترمذی۔

عن اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنَایَ ھَاتَانِ وَاَبْصَرَ عَیْنَایَ ھَاتَانِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اٰخِذٌ بِکَفَّیْہِ جَمِیْعًا یَعْنِیْ حَسَنًا

أَوْ حُسَيْنًا قَدَمَاهُ عَلَى قَدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ حُزُقَّةٌ حُزُقَّةٌ تَرَقَّ عَيْنَ بُقَّةٍ فَيَرْقَى الْغُلَامُ حَتّٰى يَضَعَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ثُمَّ قَالَ لَهُ افْتَحْ فَاكَ ثُمَّ قَبَّلَهُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُ فَاِنِّیْ اُحِبُّهُ اصابہ فی صحابہ عن طبرانی جلد۲ صفحہ ۱۱۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ هٰذَا عَلٰى عَاتِقِهٖ وَهٰذَا عَلٰى عَاتِقِهٖ وَهُوَ يَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً وَهٰذَا مَرَّةً حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْنَا فَقَالَ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ کنز العمال مستدرک جلد۳ صفحہ ۱۶۶

عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَاِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ عَلٰى ظَهْرِهٖ اَوْ عَلٰى عُنُقِهٖ فَيَرْفَعُ رَاْسَهُ فَيَضَعُهُ وَضْعًا رَفِيْقًا لِئَلَّا يُصْرَعُ فَفَعَلَ ذٰلِكَ مَرَّةً فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ ضَمَّهُ اِلَيْهِ وَجَعَلَ يُقَبِّلُهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتَفْعَلُ بِهٰذَا شَيْئًا مَا رَاَيْنَاكَ تَفْعَلُهُ بِاَحَدٍ فَقَالَ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا رَيْحَانَتِیْ مِنَ الدُّنْيَا وَاِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ وَسَيُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ کنز العمال جلد۵ صفحہ ۱۰۴

وَتَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ الصِّحَاحُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ وَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يُبْقِيَهُ حَتّٰى يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ۔

وَفِی رِوَایَۃٍ اَنَّہٗ رَیْحَانَتِیْ مِنَ الدُّنْیَا وَکَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَلِیْماً وَرِعًا فَاضِلًا دَعَاہُ وَرِعُہٗ وَفَضْلُہٗ اِلٰی اَنْ تَرَکَ الْمُلْکَ وَالدُّنْیَا رَغْبَۃً فِیْمَا عِنْدَ اللّٰہِ۔

اسامہ کا بیان ہے کہ مجھکو اورامام حسن علیہ السلام دونوں کو آنحضرت نے بٹھالیا۔ فرمایا اے اللہ میں اون کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اون کو دوست رکھ۔

بریدہ کا بیان ہے آنحضرت خطبہ پڑھتے تھے اِتنے میں حسنین سُرخ قمیص پہنے ہُوئے آئے۔ آپ نے خطبہ چھوڑ کراُن کو سامنے بٹھالیا۔

اسامہ بن زید کا بیان ہے آنحضرت کسی کام کو جارہے تھے حسنین کو دیکھ کر فرمایا یہ دونوں میرے فرزند اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اللہ تعالیٰ تو ان دونوں کو دوست رکھ اور اُس کو دوست رکھ جو ان دوست رکھے۔

ابوبریدہ کا بیان ہے کہ آنحضرت حسنین کو دونوں اپنے دو کہندوں مبارک پر بٹھاکر تشریف لائے کبھی ایک کو پیار کرتے کبھی دوسرے کو اور فرماتے جو اونکو دوست رکھا وہ مجھ کو دوست رکھا جس نے اُون کو دشمن رکھا اُس نے مجھ کو دشمن رکھا۔

انس بن مالک کا بیان آنحضرت نے فرمایا جس نے حسنین کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا۔ اور جس نے ان کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضبناک کیا۔

ابوہریرہ سے مروی ہے آنحضرت جب نماز پڑھتے تو امام حسن آپ پر سوار ہو جاتے آنحضرت آپ کو اُٹھا کر نہایت نرمی سے الگ رکھتے۔ تاکہ آپ کو تکلیف نہ ہو۔ نماز سے فراغت پاکر آپ کو سینے مبارک سے لگا کر پیار کرکے فرماتے یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور یہ میرا بیٹا مسلمانوں کا سردار ہے۔ اُسکے طفیل مسلمانوں کے بڑے بڑے دو قبیلوں میں صلح ہو گی۔ (امام حسن و معاویہ) اور ملک و دُنیا کو آخرت کی رغبت کے لئے ترک کرے گا۔

واقعات حالات خلافت امام حسنؑ

فَلَمَّا تُوُفِّیَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَایَعَ النَّاسُ الْحَسَنَ وَاَوَّلُ مَنْ بَایَعَ الْحَسَنَ قَیْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ اُبْسُطْ یَدَکَ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَ سُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ وَ قِتَالِ الْمُخَالِفِیْنَ فَقَالَ الْحَسَنُ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَ سُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ فَاِنَّھُمَا ثَابِتَانِ وَ بَایَعَ النَّاسَ وَکَانَ الْحَسَنُ یَشْتَرِطُ اَنَّکُمْ سَامِعُوْنَ مُطِیْعُوْنَ تُسَالِمُوْنَ مَنْ سَالَمْتُ وَ تُحَارِبُوْنَ مَنْ حَارَبْتُ فَارْتَابُوْا مِنْ ذٰلِکَ (ثُمَّ دَخَلَ سَنَۃَ اِحْدٰی وَاَرْبَعِیْن) ابوالفداء ص ۱۸۲۔

جب کہ حضرت علیؑ بن ابی طالب کا انتقال ہُوا تو لوگوں نے امام حسن سے بیعت کی سب سے پہلے جس نے بیعت کی ہے وہ قیس بن سعد بن عبادۃ انصاری ہے۔ اُس نے امام حسنؑ سے کہا ہاتھ اپنا آگے بڑھائیے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر اور مخالفوں سے جہاد کرنے پر امام حسنؑ نے فرمایا میں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر بیعت لیتا ہوں۔ یہ دونوں ہمیشہ ثابت رہیں گے۔ پھر آپ نے لوگوں سے بیعت لی۔ اس شرط پر کہ ہمیشہ یہ لوگ آپ کے مطیع فرماں بردار رہیں گے۔ اور جس کو امام حسنؑ ثابت و قائم رکھیں یہ بھی اُن کے ساتھ رہیں اور جس کے ساتھ امام حسنؑ جنگ کریں یہ بھی آپ کے ہمراہ اُن سے جنگ کریں۔ پس اس امر کو اُنھوں نے قبول کر لیا اور یہ واقعہ ۴۱ھ ہجری کا ہے۔

ذکر تسلیم الامر الی معاویۃ

فَلَمَّا قُتِلَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَایَعَ الْحَسَنَ اَکْثَرُ مِنْ اَرْبَعِیْنَ اَلْفًا کُلُّھُمْ قَدْ کَانُوْا بَایَعُوْا عَلِیًّا قَبْلَ مَوْتِہٖ عَلَی الْمَوْتِ وَ کَانُوْا اَطْوَعَ

لِلْحَسَنِ فَبَقِیَ نَحْوَ مِنْ اَرْبَعَۃِ اَشْہُرٍ خَلِیفَۃً بِالْعِرَاقِ وَمَا وَرَاءَہُ مِنْ خُرَاسَانَ ثُمَّ سَارَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ وَسَارَ مُعَاوِیَۃُ اِلَیْہِ فَلَمَّا تَرَاءَی الْجَمْعَانِ وَ ذَالِکَ بِمَوْضِعٍ یُقَالُ لَہٗ مَسْکَنُ مِنْ اَرْضِ السَّوَادِ بِنَاحِیَۃِ الْاَنْبَارِ عَلِمَ اَنَّہٗ لَنْ یَغْلِبَ اِحْدَی الْفِئَتَیْنِ حَتّٰی تَذْھَبَ اَکْثَرُ الْاُخْرٰی فَکَتَبَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ یُخْبِرُہٗ اَنَّہٗ یُصَیِّرُ اَمْرَ اِلَیْہِ عَلٰی اَنْ یَشْتَرِطَ عَلَیْہِ اَنْ لَایَطْلُبَ اَحَدًا من اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَالْحِجَازِ وَلَا اَھْلِ الْعِرَاقِ بِشَیْءٍ کَانَ فِیْ اَیَّامِ اَبِیْہِ فَاَجَابَہٗ مُعَاوِیَۃُ وَکَادَ یَطِیْرُ فَرَحًا اِلَّا اَنَّہٗ قَالَ اِمَّا عَشَرَۃُ اَنْفُسٍ فَلَا اُوْمِنُھُمْ فَرَاجَعَہُ الْحَسَنُ فِیْھِمْ فَکَتَبَ اِلَیْہِ یَقُوْلُ اِنِّیْ کُنْتُ اٰلَیْتُ مَتٰی ظَفَرْتُ بِقَیْسِ بْنِ سَعْدٍ اَنْ اَقْطَعَ لِسَانَہٗ وَیَدَہٗ فَرَاجَعَہُ الْحَسَنُ اِنِّیْ لَا اُبَایِعُکَ اَبَدًا وَاَنْتَ تَطْلُبُ قَیْسًا وَغَیْرَہٗ بِتَبْعَۃٍ قَلَّتْ اَوْ اَکْثَرَتْ فَبَعَثَ اِلَیْہِ مُعَاوِیَۃُ حِیْنَئِذٍ بِوَرَقٍ اَبْیَضَ وَقَالَ اَکْتُبْ مَا شِئْتَ فِیْہِ وَاَنَا اَلْتَزِمُہٗ فَاصْطَلَحَا عَلٰی ذٰلِکَ وَاشْتَرَطَ عَلَیْہِ الْحَسَنُ اَنْ یَکُوْنَ لَہُ الْاَمْرُ مِنْ بَعْدِہٖ فَالْتَزَمَ ذٰلِکَ کُلَّہٗ مُعَاوِیَۃُ فَقَالَ لَہٗ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اِنَّھُمْ قَدْ اَنْفَلَ حَدُّھُمْ وَانْکَسَرَتْ شَوْکَتُھُمْ فَقَالَ لَہٗ مُعَاوِیَۃُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّہٗ قَدْ بَایَعَ عَلِیًّا اَرْبَعُوْنَ اَلْفًا عَلَی الْمَوْتِ فَوَاللّٰہِ لَا یُقْتَلُوْنَ حَتّٰی یُقْتَلَ اَعْدَادُھُمْ مِنْ اَھْلِ الشَّامِ وَ وَاللّٰہِ مَا فِی الْعَیْشِ خَیْرٌ بَعْدَ ذٰلِکَ وَاصْطَلَحَا مَا ذَکَرْنَا وَکَانَ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ سَیُصْلِحُ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ -

استیعاب جلد ۱ صفحہ ۱۴۴ و تاریخ ابوالفدا جلد ۱ صفحہ ۱۸۲ -

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو گئی تو امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار افراد جاں نثار نے بیعت کی جو قبل اس کے حضرت علی کے ہاتھ پر بشرط موت بیعت

کرچکے تھے۔ اور یہ لوگ ہمہ تن امام حسنؑ کے ساتھ جانیں دینے کو تیار تھے۔ اور امام حسنؑ کی خلافت کو عرصہ چار ماہ کا ہوچکا تھا عراق سے خراسان تک آپ کا قبضہ تھا۔ اور شام میں معاویہ کا قبضہ تھا۔ امام نے معاویہ کی طرف چڑھائی کی۔ اور معاویہ نے امام کی طرف ارض سواد عراق میں موضع انبار میں فریقین کی فوجیں جمع ہوگئیں! امام حسنؑ نے خوب غور کیا کہ جب تک ایک فریق دوسرے فریق کے چالیس ہزار سے اوپر قتل نہ کرے گا فتحیاب نہ ہوگا۔ اس بنا پر امام نے معاویہ کو لکھ بھیجا کہ امر خلافت معاویہ کے سپرد کی جاوے۔ لیکن جو ممالک حضرت علیؑ کے قبضہ میں تھے وہ امام کے قبضہ میں رہینگے۔ (اہل مدینہ و حجاز و عراق وغیرہ) اُن میں معاویہ کو کچھ بھی حق تصرف نہ ہوگا۔ اس شرط کو معاویہ نے بخوشی قبول کرلیا لیکن چند افراد جو اُن کے خلاف تھے اُنہوں نے کہا اُن کو معاویہ کے حوالہ کردیا جائے امام نے اُن کے دینے میں انکار کیا۔ پھر معاویہ نے ایک سفید کاغذ روانہ کیا جو شروط آپ کو پسند ہوں اُن کو اس کاغذ پر لکھ دیجئے۔ میں اُن کو منظور کروں گا۔ امام نے منجملہ اُن کے ایک شرط یہ کی کہ معاویہ کے بعد امر خلافت امام حسن کی طرف واپس عود کریگا اُن کو معاویہ نے منظور کرلیا۔ اور عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا اس وقت امام حسن میں کمزوری پیدا ہوگئی۔ معاویہ نے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ چالیس ہزار جان نثاروں نے قبل اس کے حضرت علیؑ کے ہاتھ موت پر بیعت کرلی ہے جب تک وہ اہل شام سے چالیس ہزار کو تہ تیغ نہ کرینگے صبر نہیں کرینگے۔ اُس وقت عزت آبرو باقی نہیں رہیگی۔ پس جو فریقین میں ہوچکا ہے اُس پر صلح کرلینا مناسب ہے۔ پھر صلح ہوگئی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ میرے اس بیٹے کے سبب بڑے بڑے دو فریقین مسلمانوں میں صلح ہوگی۔ سو وہ ہوگئی۔

فائدہ

اس سال میں امام حسنؑ و معاویہ کی آپس میں صلح ہوئی اُس سال کو عام الجماعہ کہتے ہیں

اہل سنت وجماعت یہاں سے شروع ہوا۔

لَمَّا جَرَى الصُّلْحُ بَيْنَ الْحَسَنِ وَ مُعَاوِيَه

قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ فَاخْطُبِ النَّاسَ وَاذْكُرْ مَا كُنْتَ فِيهِ فَقَامَ الْحَسَنُ فَخَطَبَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَى بِنَا أَوَّلَكُمْ وَحَقَنَ بِنَا دِمَاءَ آخِرِكُمْ أَلَا أَنَّ كَيْسَ الْكَيْسِ التُّقَى وَأَعْجَزَ الْعَجْزِ الْفُجُورُ وَأَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ وَاخْتَلَفَ فِيهِ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ إِمَّا أَنْ يَكُونَ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنِّي وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ حَقِّي فَتَرَكْتُهُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِإِصْلَاحِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ مَا أَرَدْتَ إِلَّا هٰذِهِ ۔ استیعاب جلد ا صفحہ ۱۴۱ و اصابہ و تاریخ ابوالفدا۔

واقعات صلح درمیان امام حسن و معاویہ کے جب صلح ختم ہو چکی تو معاویہ نے کہا آپ لوگوں پر اعلان فرما دیجئے۔ تو امام حسن کھڑے ہوئے فرمایا بعد حمد و ثنا اللہ تعالے وثنا ہے اُس ذات کو جس نے ہمارے پہلوں کو ہدایت فرمائی۔ اور پچھلوں کو خونریزی سے محفوظ رکھا اے لوگو خبردار ہو کہ بڑی عقلمندی تو نیکی و پرہیزگاری ہے سب سے زیادہ مجبوری و بے کسی گناہ کبیرہ ہے۔ اور بلاشک یہ امر درمیان میرے اور معاویہ کے مختلف فیہ ہو گیا ہے۔ اور اس امر خلافت کا سب سے زیادہ مستحق و حقدار میں ہوں۔ یا یہ امر خلافت میری ہی حق ہے۔ پس میں نے اپنے اس حق کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اور اصلاح اُمتِ محمدیہ کے لئے اور خونریزی سے بچانے کے لئے چھوڑ دیا۔ پھر آپ نے معاویہ کی طرف پلٹ کر فرمایا میں نہیں جانتا مگر یہ امر خلافت تمہارے لئے ایک آزمائش و امتحان ہے۔ چند روزہ اور اضافہ ہے۔ پھر آپ منبر سے

اُترے تو عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا بس جو تو چاہتا تھا پورا ہوا۔

ایامِ خلافت حسنؓ

وَکَانَ تسلیم الحسن الامر الی معاویۃ فی ربیع الاول سنۃ احدی و اربعین وَقیل فی ربیع الاخر وقیل فی جمادالاول وعلی ھذا فتکون خلافتہ علی القول الاول خمسۃ اشھر ونحو نصف شھر وعلی الثانی ستۃ اشھر وکسرٍ وعلی الثالث سبعۃ اشھر وکسرٍ۔

وروی سفینۃ اَنّ النّبیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلم قال اَلْخلافَۃُ بَعْدِیْ ثلاثوْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَعُوْدُ مُلکاً عضوضاً وکان آخِرُ ثلاثِیْنَ یَوْمُ خلعَ الحَسَنُ نَفْسَہٗ مِنَ الخلافۃِ۔ تاریخ ابوالفدا جلد اصفحہ ۱۸۲

جب سے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کو معاویہ کے حوالہ کیا ۴۱ ہجری تھا۔ اور صحیح اقوال سے آپ کی خلافت کی مُدت چھ ماہ کچھ دن ہے یعنی کچھ دن چھ ماہ خلیفہ رہے کوفہ میں اہلِ مدینہ وعراق وحجاز وخراسان وغیرہ کے۔

اور سفینہ کی روایت سے صاف معلوم ہُوا کہ بعد نبوت کے خلافت کے تیس سال ہیں اُس کے بعد سلطنت ملوک ہے۔ جب سے آپ نے خلافت کو معاویہ کے سپرد کیا وہ آخر تیسواں سال تھا خلافت سے گویا خلافت نبوی ۱۱ھ تا ۴۱ھ تک ختم ہو گئی۔

امام حسنؓ نے ۲۵ حج پاپیادہ کیے ہیں

عَنْ عبداللہ بن عبید بن عمیر قال لَقَدْ حَجَّ الحَسَن بن علی خمسا وعشرین حَجَّۃً مَاشِیًا وَاِنَّ النجائب لتقاد مَعَہٗ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۶۹۔

عبداللہ بن عبید کہتا ہے کہ امام حسنؓ نے پچیس ۲۵ حج بیت اللہ شریف کے پاپیادہ

کیئے ہیں۔ حالانکہ شتر سواری بھی ہمراہ تھی۔

امام حسنؓ کی سنہ وفات و مدفن

وَ اختلف فی وقت وفاته احدی وخمسین قیل کانت سنه یوم مات ستا و اربعین سنة قیل سبعا و اربعین استیعاب جلد اصفحہ ۱۴۲۔
وَ دفن بنقیع الغرقد وصلّی علیه سعید بن العاص و کان امیر المدینة قدّمه الحسین للصلوٰة علیٰ اخیه رضی اللہ عنہما و قال لو لا سنة ما قدّمتك۔ استیعاب جلد اصفحہ ۱۴۱۔
عن ثعلبة بن ابی مالك قال شهدت الحسن یوم مات و دفن فی البقیع فلقد رأیت البقیع و لو طرحت فیه ابرة ما وقعت الا علی راس انسان۔ اصابہ فی صحابہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۔

امام حسن کی وقت وفات میں اختلاف ہے۔ کسی نے ۴۶ھ کہا کسی نے ۴۷ھ کہا۔ اور مدفن آپ کا جنت البقیع ہے۔ اور امام پر نماز جنازہ سعید بن العاص نے حسب الحکم امام حسینؑ کے پڑھائی اُس وقت امیر مدینہ تھا۔ اور فرمایا اگر امیر کا نماز پڑھانا سنت نہ ہوتا تو میں تم کو ہرگز آگے کھڑا نہ کرتا۔

اور ثعلبہ بن ابی مالک کہتا ہے میں امام حسنؓ کی نماز جنازہ میں حاضر ہُوا۔ اس قدر مجمع تھا اگر سوئی زمین پر ڈالدی جاتی تو نیچے نہ گرتی مگر انسانوں کے سروں پر۔

ذکر سنۃ وفات الحسن رضی اللہ عنہ و مرضہ

عن محارب قال مات الحسن بن علی علی سنة خمسین لخمس خلون من ربیع الاول و ابن ستة و اربعین سنة و کان مرضه اربعین یوما۔

مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۷۳ -

سبب وفات الحسن علیہ السلام

قالا قتادة و ابو بکر بن حفص سم الحسن بن علی رضی اللہ عنہما سمتہ امرأتہ جعدة بنت الاشعث بن قیس الکندی و قالت طائفة کان ذلک منہا بتدسیس معاویة الیہا و ما بذل لہا فی ذلک و کان لہا ضرائر عن قتادة قال دخل الحسین علی الحسن رضی اللہ عنہما فقال یا اخی انی سقیت السم ثلاث مرار لم اسق مثل ہذہ المرة انی لاضع کبدی فقال الحسین من سقاک یا اخی قال ما سوالک عن ہذا اترید ان تقاتلہم کلہم الی اللہ - استیعاب جلد ا صفحہ ۱۴۱ -

قتادہ کہتا ہے کہ امام حسینؑ امام حسنؑ پر داخل ہوئے تو آپ نے کہا بھائی مجھ کو زہر دیا گیا ہے۔ اس کے قبل تین مرتبہ مجھ کو زہر دیا گیا تھا لیکن اس قدر تکلیف نہیں ہوئی جواب کے مرتبہ ہے۔ میرا دل ضائع ہو گیا ہے۔ امام حسینؑ نے دریافت فرمایا کس نے آپ کو زہر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا آپ کے غرض ان کا قتل ہے۔ میں نے ان سب کو خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ اور روائیتوں میں آیا ہے آپ کی بی بی جعدہ بنت اشعث کندی نے دیا۔ معاویہ کے اشارے سے میں تم کو نکاح کر لوں گا۔ کہتے ہیں جب یہ واقعہ ہو چکا تو جعدہ نے کہلا بھیجا کہ آپ اپنا وعدہ پورا کیجئے معاویہ یا یزید پلید نے جواب دیا کہ جب کہ تو نے ایسے شخص کے ساتھ وفاداری نہیں کی تو میں کب تم سے اُمید خیر رکھتا ہوں۔

و لما بلغ معاویة موت الحسن رض خر ساجدا فقال بعض الشعراء

اصبح الیوم ابن ہند شامتا	ظاہر النخوة اذا مات الحسن
یا ابن ہند ان تذق کاس الردی	تک فی الدہر کشیئ لم یکن

لَسْتَ بِالْبَاقِیْ وَلَا الشَّامِتُ بِہٖ   کُلُّ حَیٍّ لِلْمَنَایَا مُرْتَہِنٌ

صبح کی بیٹے ہندہ نے خوش خوش !   ظاہر کیا نخوت کو حسن کے انتقال پر

اے بیٹے ہند کی اگر تو زخوشی کا پیالہ بھرپیا   یہ زمانہ ہے حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہے

تو بھی باقی نہیں رہیگا مگر شتم نکر   ہر ایک جو زندہ ہے اپنی امیدوں میں رہن ہے

امام حسنؓ کی کثرت ازدواج و اولاد کا بیان

وَتَزَوَّجَ الْحَسَنُ کَثِیْراً مِنَ النِّسَاءِ وَکَانَ مِطْلَاقاً وَکَانَ لَہٗ خَمْسَۃَ عَشَرَ وَلَداً ذَکَراً وَثَمَانِیْ بَنَاتٍ تاریخ الفدا جلد ۲ صفحہ ۱۸۳ -

امام حسن علیہ السلام اکثر نکاح کرتے جب عدد سے زاید ہوگئی اُس کو طلاق دے کر دوسری کر لیتے۔ آپ کے پندرہ صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیاں تھیں اور ایک روایت میں آیا ہے جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کو منع کیا کہ حسن کو اپنی لڑکیاں مت دو۔ کیونکہ یہ پھر طلاق دیدیتے ہیں ایک شخص نے کہا ہم تو ضرور بضرور دینگے گو وہ طلاق کیوں نہ دیں ؛

امام حسنؓ کی وصیت امام حسینؓ کو

وَرُوِیَ یَنَا وَحُجُوَ اِنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا لَمَّا حَضَرَتْہُ الْوَفَاتُ قَالَ لِلْحُسَیْنِ اَخِیْہِ یَا اَخِیْ اِنَّ اَبَانَا رَحِمَہُ اللّٰہُ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَشْرَفَ لِھٰذَا الْاَمْرِ وَرَجَاءَ اَنْ یَکُوْنَ صَاحِبَہٗ فَصَرَفَہُ اللّٰہُ عَنْہُ وَوَلِیَھَا اَبُوْبَکْرٍ فَلَمَّا حَضَرَتْ اَبَابَکْرٍ الْوَفَاۃُ تَشَرَّفَ اِلَیْھَا اَیْضاً فَصُرِفَتْ عَنْہُ اِلٰی عُمَرَ فَلَمَّا احْتُضِرَ جَعَلَھَا شُوْرٰی بَیْنَ سِتَّۃٍ ھُوَ اَحَدُھُمْ فَلَمْ یَشُکَّ اَنَّھَا لَا تَعْدُوْہُ فَصُرِفَتْ عَنْہُ اِلٰی عُثْمَانَ فَلَمَّا ھَلَکَ عُثْمَانُ بُوْیِعَ ثُمَّ نُوْزِعَ حَتّٰی

جَرِّدِ السَّیْفَ وَ طَلَبَهَا فَمَا صَفَا لَہٗ شَیْءٌ مِنْهَا وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اُرٰی اَنْ یَجْمَعَ اللّٰہُ فِیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ النَّبُوَّۃَ وَالْخِلَافَۃَ فَلَا اَعْرِفَنَّ مَا اسْتَخَفَّکَ سُفَهَاءُ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ فَاَخْرَجُوْکَ ۔

استیعاب جلد ا صفحہ ۱۴۲ ۔

راوی کہتا ہے یہ حدیث ہم کو کئی طریقوں سے پہنچی ہے کہ تحقیق حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو جب موت کا وقت نزدیک آیا تو آپ نے امام حسین کو فرمایا۔ اے بھائی بیشک ہمارا باپ اللہ اُس پر رحم کرے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال ہُوا تو آپ کو بچند وجوہ یہ خیال ہُوا کہ میں آنحضرت کا جانشین قرار دیا جاؤں گا۔ مگر اُس خلافت کو اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کی طرف پلٹ دیا۔ اور جب ابوبکر کا وقت آیا تو اُس وقت بھی آپ سب طرح اُس کے اُمیدوار تھے لیکن مشیت ایزدی نے عمر کے حوالہ کر دیا۔ اور جب عمر کا انتقال ہُوا تو اُس وقت کاروبار شوری پر تھی چھ آدمی پر انحصار تھا منجملہ اُن کے ایک حضرت والد صاحب تھے۔ اُس وقت بھی آپ کا خیال بُہت کچھ تھا۔ (باعتبار فضائل و سبقت اسلام و قرابت کے) تو اُس وقت بھی خلافت عثمان بن عفان کی طرف پلٹ گئی۔ پھر جب عثمان کا انتقال ہُوا تو والد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ لیکن ساتھ ہی تلوار بھی نکل پڑی۔ جو واقعات گذرے سو گذرے ظاہر ہیں قسم اللہ تعالیٰ کیا میں غور کرتا ہوں کہ دو چیزیں اہل بیت میں جمع نہیں ہو سکتیں ایک نبوت دوم خلافت۔ میں خوب جانتا ہُوں پہلے تو آپ کو بیوقوف اہل کوفہ خلیفہ بنائینگے۔ پھر آپ کو نکال دینگے۔ (کوفی لایوفی قول مشہور ہے)

ولادت امام حسین علیہ السلام

اَلْحَسَنُ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم الہاشمی ابو عبد اللہ سبط رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَیْحَانَتِہٖ وَ اُمُّہٗ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الزبیر بن العوام وغیرہ ولد فی شعبان سنۃ اربع وقیل سنۃ ست وقال جعفر بن محمد لم یکن بین الحمل الحسین بعد ولادۃ الحسین الا طہر واحد فقال الحافظ بن حجر عسقلانی فی کتابہ اصحابہ فاذا کان الحسن ولد فی رمضان و ولد الحسین فی شعبان احتمل ان یکون ولدتہ تسعۃ اشہر و لم تطہر من النفاس الا بعد شہرین۔

وفی استیعاب ولد الحسین لخمس خلون من شعبان سنۃ اربع و قیل ثلاث علقت فاطمۃ رضی اللہ عنہا بالحسین بعد مولد الحسن بخمسین لیلۃ۔

امام حسینؓ کی ولادت سن چار ہجری میں ہوئی ہے یا سن چھ میں اور امام جعفر بن محمدؑ علیہم السلام کا بیان ہے کہ درمیان ولادت حسن اور حمل حسین کے صرف ایک ہی طہر فاصلہ ہے اور حافظ بن حجر نے اپنی کتاب اصابہ فی صحابہ میں لکھا ہے کہ جب حسن کی ولادت رمضان میں ہے اور حسینؑ کی شعبان میں تو احتمال ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے نو ہی ماہ میں بعد طہر نفاس امام حسین کو جنا ہے۔ اور کتاب استیعاب میں ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے پانچ شعبان سن چار ہجری میں حسینؑ کو جنا ہے۔ اور کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ پچاس روز بعد ولادت حسن کے آپ کو امام حسینؑ کا علوق ہوا ہے۔

اَذَّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فِی اُذُنِ الْحُسَیْنِ

جب کہ امام حسین کی ولادت ہوئی تو آنحضرت نے آپ کے کان میں اذان دی۔ اور کتاب مستدرک میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ لیکن اس میں عاصم بن عبید اللہ راوی ضعیف ہے۔ جلد ۳ صفحہ ۱۷۹

فائدہ جلیلہ

اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی عام عمل سے صحیح ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ عمل ابتداء اسلام سے جاری ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے تو ضعیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

امام حسینؑ کا حفظ قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے علم حدیث کی روایات

وَقَدْ حَفِظَ الْحُسَیْنُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَوٰی عَنْہُ اَخْرَجَ لَہٗ اَصْحَابُ السُّنَنِ اَحَادِیْثَ یَسِیْرَۃً وَرَوٰی اِبْنُ مَاجَۃَ وَابُوْ یَعْلٰی عَنْہُ ۔ اصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۴ ۔

امام حسینؑ نے بعمر چھ سال چھ ماہ کے عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ قرآن کیا۔ اور کچھ حدیث بھی روایت کیے جن کو ابن ماجہ اور ابو یعلی وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے

اور یہی روایات مسند امام احمدؒ بن حنبل میں جو آنحضرت سے روایت کرتے ہیں آٹھ علیٰ اور ایک حدیث آپ کی آنحضرت سے عَنِ الْحُسَیْنِ ابن علی قَالَ عَلَّمَنِیْ جَدِّیْ کَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ فِی الْوِتْرِ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِی الخ وَرَوٰی عَنْ اَبِیْهِ وَاُمِّهٖ وَخَالِهٖ هِنْدِ بْنِ اَبِیْ هَالَةَ وَعَنْ عُمَرَ۔

اور امام حسین اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں۔ اور والدہ ماجدہ سے اور اپنے خالو ہند بن ابی ہالہ سے اور حضرت عمر سے۔

وَرَوٰی عَنْهُ۔ اَخُوْهُ الْحَسَنُ وَبَنُوْهُ وَعَلِیُّ بْنُ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ وَفَاطِمَةُ وَسَکِیْنَةُ وَحَفِیْدَةُ وَالْبَاقِرُ وَالشَّعْبِیُّ وَعِکْرِمَةُ شَیْبَانُ الدُّوْلِیُّ وَکَرْزُ التَّیْمِیُّ وَآخَرُوْنَ۔ اصابہ جلد۲ صفحہ ۱۵

امام حسینؑ سے جنہوں نے روایت کی اُن میں امام حسن اور آپ کے صاحبزادے علی بن زین العابدین اور فاطمہ وسکینہ اور حفیدہ اور امام الباقرؑ اور شعبی وعکرمہ وشیبان الدولی وکرز تیمی اور بہت لوگ ہیں۔

اور خلاصۃ التہذیب میں بیان کیا ہے آپ کی آٹھ مرویات آنحضرت سے ہیں۔ اور آپ اپنے والد ووالدہ وعمر سے روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے آپ کے صاحبزادے علی اور پوتے امام زین العابدین اور دونوں صاحبزادیاں سکینہ وفاطمہ۔

اور امام حسین علیہ السلام کے بعض خصائص فضلیہ

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ فِیْ طَبَقَاتٍ وُلِدَ سَنَةَ اَرْبَعٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حسین منی وانا من حسین۔ حسین سبط من الاسباط

وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاِبْنَتِهٖ فَاطِمَةَ اَنِّیْ وَاِیَّاكِ وَهٰذَیْنِ الْمَرْقَدِ وَالِدُهُمَا عَلِیًّا فِی الْجَنَّةِ فِیْ مَکَانٍ

واحدٍ۔ رواہ ابو داؤد الطیالسی۔ از خلاصہ صفحہ ۸۳۔

عن یعلی العامری انہ خرج مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی طعام دعوا لہ فاستقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام القوم حسین یلعب مع الغلمان فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یاخذہ فطفق الصبی یفر ھاھنا ھاھنا فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضاحکہ حتی اخذہ فوضع احد یدیہ تحت قفاہ والاخری تحت ذقنہ فوضع فاہ علی فیہ یقبلہ وقال حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۷۷

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کیلئے فرمایا میں اور تو یہ دونوں پیارے اور ان کا باپ علی ہم سب کے سب جنت میں ایک ہی جگہ آرام پائینگے۔

اور حضرت یعلی عامری کہتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعوت میں گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے آگے تھے۔ اور امام حسین لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو وہ دائیں بائیں بھاگتے جاتے۔ اور آپ ہنستے جاتے آپ نے اُن کو لیا تو ایک ہاتھ اُن کے سر پر رکھا دوسرا ہاتھ اُن کی ٹھوڑی پر رکھ کر پیار لیا۔ اور فرمایا حسین مجھ سے ہے۔ اور میں حسین سے اس کو اللہ دوست رکھے گا۔ جو حسین کو دوست رکھیگا۔ حسین میری بیٹی کا بیٹا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو حامل الحسین بن علی وھو یقول اللھم انی احبہ فاحبہ ۔ مستدرک صحیح ہے

حضرت ابی ہریرہ کہتا ہے کہ میں آنحضرت کو امام حسین کو اُٹھاتے دیکھا کہ آپ فرماتے تھے اسے خداوند میں حسین کو دوست رکھتا ہوں۔ آپ بھی اُس کو دوست رکھ۔

عَنْ اَبِی ھُرَیرۃَ قَالَ مَا رَاَیْتُ الْحُسَیْنَ اِلَّا فَاضَتْ عَیْنِیْ دُمُوعًا وَ ذَاکَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا فَوَجَدَنِیْ فِی الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ وَاتَّکَأَ عَلَیَّ فَانْطَلَقْتُ مَعَہٗ حَتّٰی جَاءَ سُوْقَ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ وَکَلَّمَنِیْ فَطَافَ وَنَظَرَ ثُمَّ رَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَہٗ فَجَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ وَاحْتَبٰی وَقَالَ اُدْعُ لِیْ لَکَاعَ فَاَتٰی حُسَیْنٌ یَشْتَدُّ حَتّٰی وَقَعَ فِیْ حِجْرِہٖ ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْ لِحْیَۃِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْتَحُ فَمَ الْحُسَیْنِ فَیُدْخِلُ فَاہُ فِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ۔ ایضًا مستدرک صحیح ہے

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میں نہیں دیکھتا امام حسین کو مگر میری دونوں آنکھیں روتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے۔ اور مجھ کو مسجد میں پایا۔ میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ مجھ پر ٹیکا دے کر بازار کو چلے یہاں تک کہ ہم بنی قینقاع کے بازار میں آئے۔ اور مجھ سے کچھ تکلم فرمایا۔ پھر چلے اور دیکھا پھر پلٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی پلٹا۔ پھر مسجد میں تشریف فرما ہو کر بیٹھ گئے۔ مجھ کو فرمایا لکاع کو بلاؤ یعنی (چھوٹے میاں) حسین کو پھر آپ آئے سختی کر رہی تھی آنحضرت کی گود مبارک میں بیٹھے تو آنحضرت کی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرتے جاتے۔ اور آنحضرت نے امام حسین کا منہ کھول کر اپنا منہ اس کے منہ میں دے کر فرمایا اے خداوند ذوالجلال میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ آپ بھی اس کو دوست رکھ۔

عَنِ الْعَیْزَارِ بْنِ حُرَیْثٍ بَیْنَمَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَۃِ اِذَا رَاَی الْحُسَیْنَ مُقْبِلًا فَقَالَ ھٰذَا اَحَبُّ اَھْلِ الْاَرْضِ اِلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ الْیَوْمَ وَکَانَتْ اِقَامَۃُ الْحُسَیْنِ بِالْمَدِیْنَۃِ اِلٰی اَنْ خَرَجَ مَعَ اَبِیْہِ اِلَی الْکُوْفَۃِ فَشَھِدَ مَعَہُ الْجَمَلَ ثُمَّ صِفِّیْنَ ثُمَّ قِتَالَ الْخَوَارِجِ وَبَقِیَ مَعَہٗ اِلٰی اَنْ قُتِلَ ثُمَّ مَعَ اَخِیْہِ اِلٰی اَنْ اَسْلَمَ الْاَمْرَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ فَتَحَوَّلَ مَعَ اَخِیْہِ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ

وَاسْتَمَرَّ بِهَا اِلٰی اَنْ مَاتَ مُعَاوِیَۃ۔ اصابہ فی صحابہ جلد ا صفحہ ۱۵۔
العزیز بن حریب روایت کرتا ہے اتفاقاً عبداللہ بن عمر بیت اللہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ سامنے سے امام حسینؑ آ رہے تھے۔ تو کہا یہ امام حسین اس وقت اہل دنیا تا اہلِ آسمان تک سب کے نزدیک محبوب ترین۔ اور امام حسنؑ ہمیشہ مدینہ منورہ میں قیام رکھتے تھے۔ یہاں تک اپنے والد صاحب کے ساتھ کوفہ گئے۔ جنگ جمل وصفین میں ساتھ رہے۔ خوارج سے ہمراہ آپ کے جنگ کیا۔ یہاں تک حضرت علی کی شہادت ہوگئی پھر آپ نے بھائی امام حسن کے ساتھ رہے یہاں تک امر خلافت معاویہ کے سپرد ہوا۔ پھر آپ مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے۔ یہاں تک معاویہ کا انتقال ہوگیا۔

امام حسین علیہ السلام کی عمر شریف

وَقَدِ اخْتُلِفَ فِیْ عُمْرِہٖ وَالصَّحِیْحُ اَنَّہٗ خَمْسٌ وَّخَمْسِیْنَ سَنَۃً وَّاَشْہُرٍ
تاریخ ابوالفدا جلد ایک صفحہ ۱۹۱
اس میں شک نہیں کہ آپ کی عمر شریف میں اختلاف ہے لیکن صحیح عمر آپ کی پچپن سال کچھ مہینے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کے حجوں کی تعداد

حَجَّ الْحُسَیْنُ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ حَجَّۃً مَاشِیًا۔
امام حسین علیہ السلام نے باوجود سواری ہمراہ ہونے کے بھی پاؤں چل کر پچیس حج بیت اللہ کئے ہیں۔
ایضاً۔

امام حسین علیہ السلام کی روزانہ نفلی نمازوں کی تعداد

و کان الحسین یصلی فی الیوم و اللیلۃ الف رکعۃ : ایضًا

حضرت امام حسین روزانہ لیل و نہار میں ایک ہزار رکعت نفلی نماز پڑھا کرتے تھے

امام حسینؑ کی قتل کی پیشگوئی

عن نجی انہ سار مع علی فلما حاذی نینوی و ھو منطلق الی صفین نادی اصبر یاعبد اللہ بشط الفرات قلت و ما ذلک قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم و عیناہ تفیضان قلت یا نبی اللہ اغضبک احد ما شان عینیک تفیضان قال بلی قام من عندی جبریل قبل فحدثنی ان الحسین یقتل بشط الفرات فقال ھل لک الی ان اشمک من تربتہ قلت نعم فمد یدہ فقبض قبضۃ من تراب فاعطانی فلم املک عینی ان فاضتا ۔ کنز العمال از س ع ص ۲۲۱

حضرت نجی کہتا ہے کہ میں حضرت علی کے ہمراہ صفین کے سفر میں تھا جب کہ ہم نینوے شہر کے نزدیک فراط کے کنارے پہنچے ۔ تو آپ نے مجھ کو پکار کر فرمایا ٹھہر جا میں نے عرض کیا کیا وجہ ہے ۔ آپ نے فرمایا ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ رو رہے تھے ۔ رسول اللہ نے فرمایا ابھی تیرے آنے کے قبل جبرائیل آکر گئے ۔ اور کہا ۔ کہ فراط کے کنارے حسین قتل کیا جائیگا ۔ اگر آپ جائیں تو میں وہاں کی مٹی لادوں اس کو سونگ لیجئے ۔ میں کہا اچھا پھر جبرائیل نے ہاتھ لنبا کیا تو یہ مٹی لادیا ۔ اس کو دیکھ کر نفس قابو میں نہیں رہا رونا آگیا ۔

عن محمد بن عمر و بن حسین قال کنا علی الحسین بنھر کربلا فتنظر الی شمر

ذی الجوشن فقال صدق اللہ و رسولہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی دماء اھل بیتی و کان شمر ابرص۔
کنز جلد ۵ صفحہ ۱۱۲

محمد بن عمرو بن حسین کہتا ہے کہ ہم کربلا میں امام حسین کے ہمراہ تھے امام حسین نے ذی جوشن کو دیکھ کر کہا۔ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے اہلبیت کا خون چاٹ رہا ہے۔

اہل بیت سے ستر ہزار بغیر حساب کے داخل جنت ہونگے

عن ابی ھرثمہ قال کنت مع علی بکربلا فقال یحشر من ھذا الظھر سبعون الفا یدخلون الجنۃ بغیر حساب۔ ایضا ص ۱۱۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری اولاد سے ستر ہزار داخل جنت ہوں گے۔ بغیر حساب کے یہ لوگ انتہا نیکو کار ہوں گے۔ کہ ان کو حساب کی ضرورت ہی نہ ہوگی

آسمان کے کناروں کا امام حسین کے قتل پر سرخ ہونا

عن محمد بن سیرین قال لم تر ھذہ الحمرۃ التی فی آفاق السماء حتی قتل حسین بن علی۔

ابن سیرین فرماتے ہیں یہ سرخی جو کنارے آسمان کی ہے قبل قتل امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے نظر نہیں آئی۔

امام حسین علیہ السلام کے قتل کے اسباب

ان یزید بن معاویۃ لما استخلف سنۃ ستین ارسل لعاملہ

بالمدینة ان یاخذ له البیعة علی الحسین و ورد علی الحسین مکاتبات
اهل الکوفة یحثونه علی المسیر الیهم لیبایعوه و کان العامل علیها
النعمان بن بشیر الانصاری فارسل الحسین الی الکوفة ابن عمه
مسلم بن عقیل بن ابی طالب لیأخذ البیعة علیهم فوصل الی الکوفة
و بایعه بها قیل ثلاثون الفا و قیل ثمانیة و عشرون الف نفس
و بلغ یزید عن النعمان بن بشیر ما لا یرضیه فولی علی الکوفة عبید الله
بن زیاد و کان والیا علی البصرة فقدم الکوفة و رأی ما الناس علیه
فخطبهم و حثهم علی طاعة یزید بن معاویة واستمر مسلم بن عقیل
عنده قد قدم عبید الله بن زیاد علی ما کان ثم اجتمع الی مسلم بن عقیل
من کان بایعه للحسین و حصروا عبید الله بن زیاد بقصره و لم یکن
مع عبید الله فی القصر اکثر من ثلاثین رجلا ثم ان ابن زیاد امر اصحابه ان
یشرفوا من القصر و یمنوا اهل الطاعة و یخذلوا اهل المعصیة حتی ان
المرأة لتاتی ابنها و اخاها فتقول انصرف ان الناس یکفونك فتفرق
الناس عن مسلم و لم یبق مع مسلم بن عقیل غیر ثلاثین رجل فانهزم
و نادی منادی عبید الله ابن زیاد من اتی مسلم بن عقیل فله دیته
فامسك مسلم واحضر الیه و لما حضر مسلم بین یدی عبید الله
بن زیاد شتمه و شتم الحسین و علیا وضرب عنقه فی تلك الساعة و
رمت جثته من القصر ثم حضر هانی بن عروة و کان ممن اخذ
البیعة للحسین فضرب عنقه ایضا و بعث برأسهما الی یزید بن معاویة
و کان مسلم بن عقیل ثمان مضین من ذی الحجة سنة ستین و
اخذ الحسین وهو بمکة فی التوجه الی العراق و کان عبد الله بن عباس

يكره ذهاب الحسين الى العراق خوفا عليه و قال للحسين يا ابن العم
انى اخاف اليك اهل العراق فانهم قوم اهل الغدر واقم بهذا البلد
فانك سيد اهل الحجاز وان ابيت الا ان تخرج فسر الى اليمن فان بها
شيعة لابيك وبها حصون وشعاب فقال الحسين يا ابن العم انى
اعلم والله انك ناصح مشفق ولقد ازمعت واجمعت ثم خرج ابن
عباس من عنده وخرج الحسين من مكة يوم التروية سنة ستين و
اجتمع عليه جماعة من العرب ثم لما بلغه مقتل ابن عمه مسلم بن عقيل
و تخاذل الناس عنه اعلم الحسين من معه بذلك وقال من احب ان
ينصرف فلينصرف فتفرق الناس عنه يمينا و شمالا و لما وصل الحسين
الى مكان يقال له سراف وصل اليه الحر بن صاحب شرطة عبيد الله
ابن زياد في الفي فارس حتى وقفوا مقابل الحسين في حر الظهيرة فقال
لهم الحسين رضي الله عنه ما اتيت الا بكتبكم فان رجعتم رجعت
من هنا فقال له صاحب شرطة ابن زياد۔ انا امرنا ان لا نفارقك
حتى نوصلك الكوفة بين يدي عبيد الله ابن زياد فقال الحسين رضي
الله عنه الموت اهون من ذلك وما زالوا عليه حتى سار مع صاحب شرطة
ابن زياد۔ ثم دخل سنة احدى و ستين۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کے اسباب یہ ہیں کہ جب سنہ ٦٠ ہجری میں یزید
پلید اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوا تو اس نے اپنے عامل کو جو مدینہ منورہ میں موجود تھا اسکو
لکھ بھیجا کہ حضرت حسین سے اپنی بیعت لے حضرت حسینؓ نے اس سے انکار کیا اور اہل کوفہ کے
مکاتیب و مراسلات طرفین سے جاری ہوئی کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیں ہم لوگ آپ سے
بیعت کو تیار ہیں۔ اس وقت کوفہ پر عامل نعمان بن بشیر انصاری تھا پس امام حسین علیہ السلام

نے پہلے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو کوفہ روانہ فرمایا کہ اہل کوفہ امام حسینؑ
کی طرف سے وہ بیعت لے۔ جب مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو اٹھائیس یا تیس ہزار افراد نے
اُن کے ہاتھ پر بیعت کی پھر اُس کے بعد یزید نے عبیداللہ بن زیاد بصرہ کا حاکم اُسکو
کوفہ کا حاکم مقرر کرکے روانہ کیا جب کہ ابن زیاد نے آکے کوفہ میں دیکھا کہ لوگ مسلم بن عقیل
کی طرف متوجہ و اطاعت میں آگئے ہیں تو اُس نے لوگوں کو جمع کرکے سب کو پند و نصیحت
کرکے مسلم بن عقیل سے منحرف کردیا۔ کہ یزید کی اطاعت کریں۔ اور مسلم بن عقیل ابن زیاد کے
آنے تک اُس ہی قصر میں ٹھہرے رہے اور مسلم بن عقیل پر لوگوں نے اجتماع کرلیا۔ اور ابن زیاد
اپنی قصر شاہی میں اور تیس ہزار آدمی اُس کے ساتھ ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو مسلم بن عقیل
سے علیحدہ ہوکے ابن زیاد کے پاس گئے تھے۔ صرف حضرت مسلم بن عقیل کے پاس تیس نفوس
باقی رہ گئے۔ اور مسلم بن عقیل کو ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ ابن زیاد نامراد نے آپ کو اور
امام حسین و علی رضی اللہ عنہ کو خوب سب و شتم کیا اور اُسی وقت مسلم بن عقیل کی گردن ماردی
اور آپ کی لاش کو قصر کے اوپر سے پھینک دیا۔ پھر ہانی بن عروۃ کو حاضر کیا گیا اُس
نے بھی امام حسینؑ کی طرف سے بیعت لیا تھا۔ اُس کی بھی اُسی وقت گردن ماردی گئی۔
دونوں کے سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیج دیئے۔ (قتل مسلم بن عقیل کا سنہ ۶۰ھ دسویں
ذی الحجہ کو ہوا ہے) اور امام حسین علیہ السلام اُس وقت مکہ معظمہ میں تشریف فرما
تھے۔ آپ نے کوفہ کے سفر کا ارادہ فرمایا۔ تو عبداللہ بن عباس نے آپ کو بہت کچھ
منع کیا۔ کہ اہلِ کوفہ بہت غدار ہیں آپکے والد کو قتل اور ذلیل کیا۔ اور آپ کے بھائی
امام حسن کے ساتھ کیا سلوک کیا لیکن امام حسینؑ نے ایک بھی نہ مانی۔ آخر مجبور ہو کے
کہا کہ اہل و عیال کو ست لے جاؤ۔ اُس سے بھی انکار اس پر عبداللہ بن عباس بہت
روئے افسوس تاسف کیا اور کہا اے بھائی مجھ کو اہل کوفہ سے بہت ڈر ہے۔ یہہ
بڑی غدار قوم ہے۔ اور آپ یہیں مکہ معظمہ میں ٹھہر جاؤ کیونکہ آپ اہلِ حجاز کے سردار ہیں

اگر آپ کو یہ بھی منظور نہیں تو یمن چلے جاؤ وہ لوگ آپ کے والد کے دلدار محب تھے۔
اور یمن میں بڑے بڑے مستحکم قلعے اور پہاڑ ہیں اور پہاڑی ملک ہے۔ امام حسینؓ نے
فرمایا بھائی اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ آپ میرے ناصح اور مشفق ہیں میں نے
اب پورا پکا ارادہ کرلیا ہے۔ پھر عبداللہ بن عمر آئے انہوں نے بھی اسی طرح پند و نصیحت
کی لیکن نہ مانا تو عبداللہ بن عمر بہت روئے۔ پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا میں آپ کو
خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ کہ آپ کو صحیح سلامت رکھے۔ پھر اسی طرح عبداللہ بن زبیر نے
بھی آپ کو منع کیا لیکن نہ مانا۔ اجل کہاں ماننے دیتی ہے۔ پھر امام حسین علیہ السلام
ترویہ کے دن ۶۰ھ ہجری میں خروج فرمایا۔ تو عربوں کا ایک ہجوم تھا۔ اتفاقاً مسلم بن
عقیل کی شہادت کی خبر بھی آگئی۔ کہ جو جوان کو تکلیف و ایذا دے کر دشمن کے حوالہ
کرکے قتل کردیا۔ اب امام حسینؓ اور آپ کے ہمراہیوں کو یہ واقعہ سب معلوم ہوگیا۔ اور
امام حسینؓ نے فرمایا جن کو چلے جانا پسند ہے تو چلے جاؤ۔ لوگ دائیں بائیں چلے
گئے۔ اور ایک روایت ہے کہ آپ کو ابن زیاد کے لشکر کے آنے کی خبر معلوم ہوئی۔
تو آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا۔ لیکن آپ کے بھائی مسلم نے نہ مانا۔ جوش میں آکر کہا
کیا ہم تو ہرگز واپس نہ جائیں گے۔ جو ہماری قسمت نصیب میں لکھا ہے وہ ہم کو پہنچیگا۔
ہم تو جنگ کریں گے۔ آپ کے بعد ہماری زندگی کس کام کی۔ جب کہ امام حسین علیہ السلام
بمقام حر پہنچے تو الحر بن یزید تمیمی افسر فوج عبیداللہ بن زیاد مع دو ہزار سواروں کے دوپہر
کے وقت امام کے مقابلہ کے لیئے آکھڑا ہوا اور حضرت امام نے اُن کو فرمایا میں اپنی خودی
سے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ تم لوگوں کے خط و کتابت و مطالبہ پر آیا ہوں۔ اگر تم لوگ یہاں سے
واپس جاتے ہو تو میں بھی واپس چلا جاتا ہوں۔ حر بن یزید نے کہا کہ ہم کو
ابن زیاد کا حکم ہے کہ آپ کو کوفہ ابن زیاد کے سامنے لے جائیں۔ امام علیہ السلام
نے جواب دیا کہ ابن زیاد کے ہاتھ پر بیعت سے موت بہت آسان تر ہے۔ اس واقعہ پر

اکثر خارجیوں نے آپ کو خط لکھے تھے کہ آپ تشریف لائیں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ جب آپ تشریف لائے تو مخالف ہو کے دشمن اور دشمن کے ساتھ ہو گئے اور دشمنوں کے ہمراہ جنگ کو تیار ہو گئے۔ چند روزہ مردار منفعت کی خاطر آخرت کے کثیر منافع کو چھوڑ دیا۔ (اور مرتد ہو گئے) حالانکہ ان کا عدو بہت کثیر تھا۔ اور امام علیہ السلام کے ساتھ مع اہل وعیال کے کچھ اوپر اسی افراد تھے۔ اسی مقام پر جنگ کو تیار ہو گئے۔

ذکر مقتل الحسین علیہ السلام

وَلَمَّا سَارَ الحسین مع الحرّ بن یزید التمیمی وَرَدَ کتاب مِنْ عُبَیْدُ اللہِ بن زیاد الی الحُرّ بن یزید التمیمی بِأمْرِهٖ اَنْ یَنزِلَ الحسین وَ مَنْ مَعَهٗ علٰی غیرِ مَاءٍ فَاَنزَلَهُمْ فِی المَوَاضِعِ المَعْرُوْفِ بِکَرْبَلاءِ وَذٰلِکَ ثَانِی المُحَرَّم مِنْ سنۃ احدی و ستّین وَلَمَّا کَانَ مِنَ الغَدِ قَدِمَ مِنَ الکوفۃ عمر بن سعد بن ابی وقاص باربعۃ الآف فارس اَرْسَلَهٗ ابن زیادٍ لحربِ الحُسَیْنِ فَسَأَلَهُ الحُسَیْنُ فِی اَنْ یُمَکِّنَ اِمَّا مِنَ العودِ مِنْ حَیْثُ اَتٰی وَ اِمَّا یُحْمَلُ اِلٰی یزید بن معاویۃ وَ اِمَّا اَنْ یَلحقَ بالثغور فَکَتَبَ عمر بن سَعْد بن ابی وقاص الی ابن زیاد لیَسْأَلَ اَنْ یجاب الحُسَیْنُ الی احد هٰذہ الامور فاغتاظ ابن زیادٍ فقال لَا وَلَا کرامۃ فارسل مع شمر بن ذی الجوشن الی عمر بن سعد بن ابی وقاص امّا تقاتل الحُسَیْن وَتقتلہٗ وَتطأ الخیلَ جثتہٗ وَ اِمَّا اَنْ تعتزل وَیکون الامیر علی الجیش شمرٌ فقال عُمَرُ بن سَعْدٍ بَلْ اُقَاتِلُهٗ وَکَانَ تاسع المحرم مِنْ هٰذہ السنۃ وَالحُسَیْنُ جَالِسٌ اَمَامَ بَیْتِہٖ بَعْدَ صلوۃ العصر فَلَمَّا قَرُبَ الجیش مِنْهُ سَأَلَهُمْ مع اخیہ العباس اَنْ یُمْهِلُوْہُ اِلَی الغَدِ

الی ما یختارونه فاجابوه الی ذلک و قال الحسین لاصحابه انی قد اذنت لکم فانطلقوا فی هذا اللیل و تفرقوا فی مدائنکم فقال اخوه العباس لم نفعل ذلک لیبقی بعدک لا ارانا الله ذلک ابداً ثم تکلم اخوته و بنواخیه و بنو عبدالله بن جعفر بنحو ذلک و کان الحسین و اصحابه یصلون اللیل کله و یدعون فلما اصبحوا رکب عمر بن سعد فی اصحابه و ذلک یوم عاشوراء من السنة احدی و ستین و دعی الحسین اصحابه و هم اثنان و ثلاثون فارساً و اربعون راجلاً فثبت فی ذلک الموقف ثباتاً باهراً مع کثرة اعدائه و عددهم و وصول سهامهم و رماحهم الیه و لما حمل علیهم و سیفه مصلت فی یده انشد یقول ؎

انا ابن علی الحبر من آل هاشم	کفانی بهذا مفخراً حین افخر
و جدی رسول الله اکرم من مشی	نحن سراج الله فی الناس یزهر
فاطمة امی سلالة احمد	و عمی یدعی ذا الجناحین جعفر

و فینا کتاب الله انزل صادقاً
و فینا الهدی و الوحی و الخیر یذکر

ثم حملوا علی الحسین و اصحابه و استمر القتال الی وقت الظهر من ذلک الیوم فصلی الحسین و اصحابه صلوة الخوف و اشتد بالحسین العطش فتقدم لیشرب فرمی بسهم فوقع فی فمه و نادی شمر و یحک ما تنتظرون بالرجل اقتلوه فضربه زرعة بن شریک علی کتفه و ضربه آخر علی عاتقه و طعنه سنان بن انس النخعی بالرمح فوقع فنزل الیه فذبحه و احتز راسه و قیل ان الذی نزل

واحتز راسه هو شمر المذکور وجاء به الی عمر بن سعد فامر عمر بن
سعد جماعة فوطئ صدر الحسین و ظهره بخیولهم ثم بعث بالراس
والنساء والاطفال الی عبید الله بن زیاد فجعل ابن زیاد یقرع
فم الحسین بقضیب فی یده فقال له زید بن ارقم ارفع هذا القضیب
فوالذی لا اله غیره لقد رأیت شفتی رسول الله صلی الله علیه وسلم
علی هاتین الشفتین ثم بکی۔ تاریخ ابو الفدا "

و فی صواعق المحرقہ و لما وضعت بین یدی زیاد ی انشد قائلہ۔

املاء رکابی فضة و ذهبا	فقد قتلت الملک المحجبا
و من یصلی القبلتین فی الصبا	و خیرهم اذ یذکرون النسبا

فقتلت خیر الناس اما و ابا۔

فغضب عبید الله بن زیاد من قوله و قال اذ علمت ذلک فلم قتلته
و الله لا تلت منی خیرا و لا لحقتک به۔۔ ثم ضرب عنقه و قتل معه
من اخوته و بنیه و بنی اخیه الحسین و من اولاد جعفر و عقیل
تسعة عشر رجلا و قیل احدی و عشرون قال الحسن البصری ما کان
علی وجه الارض یومئذ لهم شبیه و لما حملت راسه لابن زیاد
جعله فی طشت و جعل یضرب ثنایاه بقضیب و یقول به فی انفه و
یقول ما رأیت مثل هذا حسنا و ان کان لحسین لثغر و کان عنده
انس بن مالک فبکی و قال کان اشبههم برسول الله صلی الله علیه وسلم
رواه ترمذی وغیره و روی ابن ابی الدنیا انه کان عنده زید بن ارقم
فقال له ارفع قضیبک فوالله لطالما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم
یقبل ما بین هاتین الشفتین ثم جعل زید بن ارقم یبکی فقال

ابن زیاد ابکی اللہ عینیک لولا انک شیخ قد عرفت لضربت عنقک
فنہض و یقول ایہا الناس انتم العبید بعد الیوم قتلتم ابن فاطمۃ
امن ثم ابن مرجانۃ واللہ لیقتلن خیارکم و یستعبدن شرارکم
فبعدا لمن رضی بالذلۃ و العار ثم قال یا ابن زیاد لاحدثنک بما ہو
اغیظ علیک من ہذا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقعد حسنا
علی الفخذ الیمنی و حسینا علی الیسری ثم وضع یدہ علی یافوخہما ثم
قال اللہم انی استودعک ایاہما و صالح المؤمنین فکیف کانت ودیعۃ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندک یا ابن زیاد و قد انتقم اللہ من
ابن زیاد ہذا فقد صح عند الترمذی انہ لما جیئ برأسہ و نصب
فی المسجد مع راس اصحابہ جاءت حیۃ فتخللت الرؤس حتی دخلت
منخرہ فمکثت ہنیئۃ ثم خرجت ثم جاءت ففعلت کذلک مرتین
او ثلاثا و کان نصبہا فی محل نصبہ لراس الحسین و فاعل ذلک بہ
ہو المختار بن عبید تبعہ طائفہ من الشیعۃ ندموا علی خذلانہم
الحسین و ارادوا غسل العار عنہم ففرقۃ منہم تبعت المختار فملکوا
الکوفۃ و قتلوا الستۃ الاف الذین قتلوا الحسین اقبح القتلات و قتل
رأسہم عمر بن سعد بن ابی الوقاص و خص شمر قاتل الحسین علی
قول بمزید نکال کان وطئ الخیل صدرہ و ظہرہ لانہ فعل ذلک
بالحسین و شکر الناس للمختار ذلک و لما نزل عبید اللہ بن زیاد
الموصل فی ثلاثین الفا جہز لہ المختار سنہ تسع و ستین[۶۹] طائفۃ
قتلوہ ہو و اصحابہ علی الفراط یوم عاشوراء و بعث رؤسہم للمختار
فنصبت فی المحل الذی نصب فیہ راس الحسین ثم لحق لتالی امرہ

حتیٰ دخلتها تلك الحية ومن عجیب الاتفاق قول عبد الملك بن عمیر قال دخلت قصر الامارة علی ابن زیاد والناس عنده سماطان ورأس الحسین علی ترس عن یمینه ثم دخلت علی المختار فیه فوجدت رأس ابن زیاد وعنده الناس كذلك ثم دخلت علی مصعب بن الزبیر فیه فوجدت رأس المختار عنده كذلك ثم دخلت علی عبد الملك بن مروان فیه فوجدت عنده رأس مصعب كذلك فاخبرته بذلك فقال لا اراك الله الخامس ثم امر بهدمه و لما انزل ابن زیاد راس الحسین واصحابه جهزها مع سبایا آل الحسین الی یزید بن معاویة فلما وصلت الیه قیل انه ترحم علیه و تنكر لابن زیاد وارسل برأسه و بقیة بنیه الی المدینة فلما وصلوا الیها لقیهم نساء بنی هاشم حاسرات و فیهن ابنة عقیل بن ابی طالب و هی تبكی و تقول :-

ماذا تقولون ان قال النبی لكم ۔۔۔ ماذا فعلتم و انتم آخر الامم

بعترتی و اهلی بعد مفتقدی ۔۔۔ منهم اساری و صرعی ضرجوا بدم

ما كان هذا جزائی اذ نصحت لكم

ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحم

و لما فعل یزید برأس الحسین ما فعل و كان عنده رسول قیصر فقال متعجبا ان عندنا فی بعض الجزائر فی دیر حافر حمار عیسی فنحن نحج الیه كل عام من الاقطار ننذر النذور و نعظمه كما تعظمون كعبتكم فاشهد انكم علی باطل و قال ذمی آخر بینی و بین داود سبعون ابا و ان الیهود تعظمنی و تحترمنی و انتم قتلتم ابن نبیكم ۔ و لما كان الحرس علی الرأس كلما نزلوا منزلا وضعوه علی رمح و حرسوه فرآه راهب فی دیره

فسأل عنه فعرفوه به فقال بئس القوم انتم هل لکم فی عشرة الاف دینار و یبیت الرأس عندی هذه اللیلة قالوا نعم فاخذه و غسله و طیبه و وضعه علی فخذه الی عینا والسماء و قعد یبکی الی الصبح ثم اسلم لانه رأی نورا ساطعا من الرأس الی السماء ثم خرج عن الدیر وما فیه و صار یخدم اهل البیت و کان مع اولئک الحرس دنانیر اخذوها من عسکر الحسین ففتحوا اکیاسها لیقتسموها فرأوها خزفا و علی احد جانبی کل منها و لا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظالمون و علی الآخر و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون الآیۃ - صواعق صفحہ ۱۱۹

جبکہ امام حسین علیہ السلام حُر بن یزید تمیمی کے ساتھ تشریف لے چلے تو ایک حکمنامہ عبیداللہ بن زیاد کا حر کے نام آیا۔ کہ امام حسینؑ کو مع اہل وعیال کے ایسے مقام پر ٹھہراؤ۔ کہ جہاں پانی نہ ہو۔ اور اُس شقی نے آپ کو مع اہل وعیال کے کربلا میں جا اُتارا یہ پنجشنبہ کا دن آٹھویں محرم ۶۱ھ ہجری تھی۔ جب کہ دوسرے روز صبح ہوئی تو ابن زیاد نے کوفے سے عمر بن سعد بن ابی وقاص کو مع چار ہزار سواروں کے امام علیہ السلام کے مقابلہ کو روانہ کیا اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے حضرت امام حسین سے دریافت کیا کیا ممکن ہے کہ آپ تین امور سے ایک کو اختیار کریں۔ ایک آپ جہاں سے آئیں ہیں واپس چلے جائیں۔ یا یزید بن معاویہ کے پاس تشریف لے چلیں۔ یا پہاڑوں میں چلے جائیں۔ اور یہ مضمون عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔ جو جواب آئیگا اُس پر عمل کیا جائے اور امام حسین علیہ السلام کو اس کا جواب دیا جائے۔ اِس مضمون کو دیکھ کر ابن زیاد نے غصہ میں آکر کہا یہ ہرگز منظور نہیں ہے اور نہ آئندہ آپ کی عزت باقی رہیگی۔ اور شمر ذی جوشن کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اگر تو حسینؑ کو

قتل کر سکتا ہے تو قتل کر کے گھوڑوں سے اُس کو روندا ؤ ورنہ تو معزول اور تیری جگہ
امیر فوج شمر بن ذی جوشن ہے عمر بن سعد ابن ابی وقاص نے امام حسین کے قتل کا
خود پکا ارادہ کر لیا۔ اور یہ نویں ماہ محرم سنہ ۶۱ ہجری کی تھی۔ اور امام حسین اپنے خیمے کے
سامنے بعد نماز عصر تشریف فرما تھے کہ اتنے میں سامنے سے دشمن کا لشکر آ کھڑا ہوا
آپ نے ہمراہ اپنے بھائی عباسؑ کے فرمایا کہ کل صبح تک ہم کو مہلت ہو کل ہم کو جو منظور
ہو گا وہ کیا جائیگا۔ دشمنوں نے مان لیا۔ آپ نے سب کو جمع کر کے فرمایا میں بخوشی اجازت
دیتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اپنے ملکوں میں چلے جاؤ آپ کے بھائی حضرت عباس نے فرمایا
یہ کیوں کہا آپ کے بعد ہم کو زندہ رہنا ہے۔ خدا ہم کو ایسا وقت کبھی نہ دکھائے۔ پھر
اس کے بعد سب آپ کی بہنیں و بھتیجے و بنی عبداللہ بن جعفر سب متفق ہو گئے کہ ہم آپ کے
ساتھ جان دینے کو تیار ہیں۔ پھر امام حسین علیہ السلام بہ ہمراہ اپنے اہل و عیال رفقا کے
رات بھر نمازیں پڑھتے رہے اور خدا سے دعائیں کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو عمر بن سعد
بن ابی وقاص امادہ جنگ آ کھڑا ہوا۔ امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب بھی نہایت بہادرانہ
استقلال و شجاعانہ ثبات قدم موقف پر مع بتیس سواروں اور چالیس پیادہ امادہ
جنگ ہو گئے۔ آپ اشعار رجز پڑھتے جاتے۔ تو یہ عاشورہ کا دن دسویں محرم سنہ ۶۱ ایکسٹھ
ہجری تھی۔ شقیوں نے امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پر حملہ کیا آپ نہایت
ثبات قدم مقابلہ کرتے رہے۔ نماز خوف ادا کی امام پر پیاس نے بہت غلبہ کیا آپ
پانی پینے کو آگے بڑھے تو آپ کے حلق میں ایک تیر آ لگا۔ شمر نے پکارا تمہارا خانہ خراب ہو
کس کا انتظار کرتے ہو۔ آپ کو فوری قتل کر دو۔
زرعہ بن شریک شقی نے ایک تلوار آپ کے شانے پر ماری۔ دوسرے نے آپ کی گردن
مبارک پر ایک تلوار ماری۔ سنان بن انس نخعی نے ایک نیزہ مارا آپ گر پڑے پھر
اتر کر آپ کو ذبح کر کے سر مبارک جدا کر دیا۔ بعض نے کہا کہ شمر لعین نے آپ کا سر مبارک

جدا کر کے عمر بن سعد کے پاس لے آیا۔ عمر بن سعد نے ایک جماعت کو حکم دیا امام ؑ کو گھوڑوں سے رندواؤ۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ کے سر مبارک کو ہمراہ اہل و عیال کے ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا۔ جب کہ آپ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو ابن زیاد شقی نے آپ کے چہرہ مبارک پر چھڑی سے مارا۔ زید بن ارقم صحابی نے ابن زیاد کو کہا قسم ہے اُس ذات کی کہ نہیں ہے سوائے اُس کے لائق عبادت و عظمت کے۔ بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ہونٹھ مُبارک ان ہونٹھ پر پیار کرتے ہُوئے دیکھا ہے۔ پھر خود بہت رویا۔ اور ابن زیاد سے علیحدہ ہو گیا۔ صواعق محرقہ میں یوں بیان کیا ہے۔ کہ جب کہ امام علیہ السلام کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو آپ کے قاتل نے یہ چند اشعار فاتحانہ پڑھے۔

مُلاحظہ ہو اشعارِ ذیل

اَمْلَاءَ رَکَابِیْ فِضَّۃً وَ ذَھَبًا	فَقَدْ قَتَلْتُ الْمَلِکَ الْمُحَجَّبَا
مَنْ یُصَلِّیْ الْقِبْلَتَیْنِ فِی الصِّبَا	وَخَیْرُھُمْ اِذْ یَذْکُرُوْنَ النَّسَبَا

فَقَتَلْتُ خَیْرَ النَّاسِ اُمًّا وَ اَبًا

بھر دے میری رکابی سونے چاندی سے	تحقیق میں نے بڑے بادشاہ کو قتل کیا ہے
جس نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے	بہتر ہے اونکا جب کہ تذکرہ ہوتا ہے انساب میں

قتل کیا میں نے بہتر اونکا باعتبار ماں باپ کے

ابن زیاد نے غصے میں آکر کہا اگر تو امام حسین کو ایسا جانتا تھا تو کیوں اُس کو قتل کیا ہے۔ قسم خدا کی تو مجھ سے ہرگز خیر کو نہیں پہنچیگا۔ پھر ابن زیاد نے اُس کو بھی مع اہل و عیال و بھائی برادر کے قتل کر ڈالا۔ اور امام حسین کے بھتیجے اور حضرت جعفر و عقیل کی اولاد سے بھی انیس ۱۹ آدمی قتل کر ڈالے۔ حسن بصری کہتے ہیں اُس روز بمطابق روئے زمین پر اُن کی مثل و شبیہ نہ تھی۔ اور جب امام حسین کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ اور ابن زیاد کے

طشت میں رکھا اور ابن زیاد آپکے دانتوں کو چھڑی سے مارتا اور یہ کہتا کہ اتنا حسین تو میں نے نہیں دیکھا ہے اور
امام حسینؑ کے بہت سے دانت بہت اچھے تھے اور ابن زیاد کے پاس انس بن مالک بھی تھے بہت روئے کہا امام حسینؑ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے حسن و جمال میں اس حدیث کو امام ترمذی وغیرہ نے نقل کیا ہے اور ابن ابی دنیا
میں مروی ہے کہ ابن زیاد کے پاس زید بن ارقم بھی تھے زیاد کو کہا اے ظالم اپنی چھڑی اٹھا امام کے چہرے مبارک سے میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان ہونٹوں پر پیار لیتے تھے پھر زید بن ارقم بہت رویا اور ابن زیاد نے کہا اگر تو ضعیف
بوڑھا نہ ہوتا تو میں تجھکو بھی انکے ساتھ قتل کر ڈالتا۔ پھر زید بن ارقم اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے لوگو اب تم غلام ہو گئے تم نے
ابن فاطمہ کو قتل کر کے ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنایا قسم ہے خدا کی یہ ابن زیاد تمہارے پسندیدہ خیاروں کو قتل کریگا اور شریروں کو غلام
بنائیگا تم خدا سے دور ہو جو اس ذلت کو پسند کیے ہو پھر زید بن ارقم نے کہا اے ابن زیاد اس سے بہتر اور ایک نصیحت کرتا ہوں کہ میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی داہنی ران مبارک پر حسنؑ کو بٹھایا اور بائیں ران مبارک پر حسینؑ کو بٹھایا۔ پھر اپنا دست
مبارک دونوں کے سر پر رکھ کر فرمایا اے خداوند ذو الجلال میں ان دونوں کو تیرا اور نیک صالح مسلمانوں کے پاس
امانت کو چھوڑے جاتا ہوں تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امانت کے ساتھ کیا کیا سلوک کیا ہے جو اس وقت تیرے پاس
امانت ہے۔ پھر تو خدا تعالیٰ نے ابن زیاد کو طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار کیا جامع ترمذی کی کتاب میں ایک صحیح روایت
ہے کہ جبکہ ابن زیاد قتل کیا گیا تو اسکا سر مع اسکے اصحاب کے سروں کے مسجد کوفہ میں نصب کیا گیا جہاں کہ امام حسینؑ
کا سر مبارک نصب کیا گیا تھا۔ تو ایک سانپ آیا تو سروں میں پھر کر تلاش کیا تو ابن زیاد کے ناک میں گھس گیا اسیطرح
دو تین مرتبہ اسکی ناک میں اندر گیا پھر باہر آیا۔

اصل اسکی یوں ہے کہ یہ واقعہ شہادت امام حسینؑ کے منافقین کو سخت ملامت و عار دامن گیر ہوئی کہ ہم نے اہل بیت اطہار
کے ساتھ کسقدر ظلم و ستم کیا ہے اس سے کوئی نجات کے اسباب ڈھونڈنا چاہیئے ان سب ستم گروں نے مختار ابن عبید کو اپنا
سردار مقرر کر کے ایک جماعت کثیرہ اس کے ہمراہ ہو گئی تھی اور کوفہ پر قابض و مالک ہو گئے۔ قتال شروع کیا چھ ہزار

آدمی ان لوگوں کو نہایت ظلم

ابن سعد بن ابی وقاص

ذلیل و خوار کیے گئے

مع تیس ہزار فوج کے موصل پہنچا تو ٦٦ھ ادنتر میں ایک جماعت کثیرہ مختار و مصعب ابن زیاد مع اصحاب ساتھ ہو کے عاشورہ کے دن نہر خراد پر قتل کر کے اُنکے سروں کو مختار کے پاس بھیجدیا۔ پھر انکے سروں کو اسی طرح اُس جگہ نصب کیا۔ جہاں امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک نصب کیا گیا تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی سانپ تلاش کرتا ہوا آیا اور ابن زیاد کے ناک میں گھس گیا۔ اور ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ عبدالملک بن عمر کہتا ہے جب کہ میں ابن زیاد کے پاس قصر الامارة کوفہ میں آیا تو لوگ اُسکے اطراف کھڑے ہیں امام حسین ؑ کا سر مبارک ڈھال میں اُسکے دائیں بازو رکھا ہوا۔ پھر جب میں مختار بن عبید کے پاس آیا تو ابن زیاد کا سر اسی جگہ رکھا ہوا ہے اور اُسکے اطراف اسی طرح لوگ کھڑے ہیں پھر جب میں مصعب بن زبیر کے پاس آیا تو مختار بن زبیر کا سر اُسکے پاس رکھا ہوا دیکھا۔ پھر جب میں عبدالملک بن مروان کے پاس آیا تو مصعب بن زبیر کا سر اُسکے پاس رکھا ہوا دیکھا۔ پھر ان حالات واقعات کو میں نے عبدالملک بن مروان سے بیان کیا تو اُسنے کہا خدا نخواستہ پانچویں مرتبہ پھر ایسا نہ دکھلائے حکم دیا کہ قصر الامارة کوفہ کو منہدم کردو۔

جب کہ ابن زیاد نے امام ... کا سر مبارک اور بقیہ اہلبیت ؑ و دیگر اہل اسلام یزید کے پاس روانہ کیا۔ جب یزید کے پاس لوگ پہنچے تو کہتے ہیں یزید نے اُن پر ترحم کیا۔ اور ابن زیاد پر لعن طعن کیا اور امام حسین ؑ کے سر مبارک و بقیہ اہلبیت کو مدینہ [illegible] روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مدینے پہنچے تو بنی ہاشم کی عورتیں رنج و غم سے اپنے ہاتھ کو کون پر رکھے ہوئے باہر نکلیں اور عقیل بن ابی طالب کی صاحبزادی بھی روتی ہوئی آئی اور یہ مرثیہ کہتی تھی۔

تم اُسوقت کیا جواب دو گے جب کہ تمہارا نبی تم سے دریافت کرے
کیا کیا کیا تم لوگوں نے اے آخر امم
میری اہل و اولاد کے ساتھ بعد گمراہی کے
بعض قیدی بعض ننگے سر بے ہوش خون آلودہ ہیں
اسکا یہی بدلہ تھا جب کہ میں رسالت پہنچا چکا۔
کہ تم لوگ میرے ذوی حقوق کے ساتھ برائی سے پیش آؤ۔

خاتمة الطبع۔ اس میں شک نہیں کہ اہل بیت اطہار کے واقعات میں طرح طرح کی کتابیں لکھی گئیں مگر کبھی اس صحت و توثیق روایت کی طرف توجہ نہیں کی ہے اب حال میں اقل عباد اللہ الاحد اس روز نمط ازبق روایات صحیح عبارات صحاح اہل سنت سے یہ کتاب تصنیف کی ہے اے اہل ایمان بھی بے شبہہ نہ تھی بے اعراب میں غلطی کی ہو تو اس کو بشر مبارک ابن زیاد کے پاس سے نے نذر ال کیا ہو یا ہم نے حشر میں یہ کتاب ہاتھ ہو۔ امین

اعلان [illegible]